نہج البلاغہ حصہ سوئم

حکمت علوی

سعی واہتمام

اسلامک تھاٹ قم

حکمت علوی

نہج البلاغہ (حصہ سوئم)

سعی واہتمام

اسلامک تھاٹ قم

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله ر ب العالمين والصلاة و السلام على سيد الانبياءؑ

والمرسلين و آله الطاهرين المعصومين

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ولی، سید الانبیاء حضرتِ محمد مصطفیٰؐ کے وصی، امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے کلام کے بکھرے ہوئے موتیوں کے ایک حصے کو چوتھی صدی ہجری میں سید رضیؒ نے جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام نہج البلاغہ رکھا۔

سید رضیؒ کا پورا نام محمد بن حسین الموسوی الشریف ہے اور آپ کی شہرت سید رضی سے ہے۔ آپ ۳۵۹ ھجری کو بغداد میں پیدا ہوئے اور ۶ محرم ۴۰۶ ھجری کو ۴۷ سال کی عمر میں اس دنیا سے کوچ فرمایا۔ سید رضی شیخ مفیدؒ کے شاگرد ہیں اور شیخ طوسیؒ کے استاد ہیں۔

سید رضیؒ نے کس اخلاص سے قلم اٹھایا کہ ان کے اس مجموعہ کو وہ مقام ملا کہ بعد از قرآن شاید ہی کسی کتاب کو ملا ہو۔

نہج البلاغہ کو سید رضیؒ نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ خطبات پر مبنی ہے جس میں

۲۳۸ خطبات ہیں اور دوسرے حصے میں خطوط اور وصیتیں درج ہیں جن کی تعداد ۷۹ ہے اور تیسرے حصے میں مختصر فرامین جمع کئے گئے ہیں جن کی تعداد ۴۸۰ ہے۔

نہج البلاغہ کی اہمیت وعظمت اور قدر و منزلت کیا ہے اس کے لئے درجنوں کتابیں اور سینکڑوں مقالے لکھے جا چکے ہیں، نہج البلاغہ کے مفاہیم کو بیان کرنے کے لئے اس کی کئی شرحیں لکھی جا چکی ہیں اور کئی ادارے اس مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔ نہج البلاغہ کے مقام کے بیان کے لئے میں اپنے استادِ محترم آیۃ اللہ العظمٰی فاضل لنکرانیؒ کا ایک جملہ بیان کرنا سمجھتا ہوں وہ فرماتے ہیں ''نہج البلاغہ امیر المؤمنینؑ کا کلام ہے'' اب بشریت امیر المؤمنینؑ کی باقی صفات کو کب سمجھ سکی ہے کہ وہ امامؑ کے کلام کو سمجھ سکے گی۔ البتہ امیر المؤمنینؑ کے کلام ہی سے ایک سہارا ملا ہے کہ امام فرماتے ہیں ''انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے'' (کلمات قصار نمبر ۱۴۸) یعنی انسان کی پہچان اس کے کلام اور گفتگو سے ہوتی ہے اس کے خیالات وجذبات کا کا اندازہ اس کی تحریروں اور تقریروں سے کیا جا سکتا ہے۔ جب اس کی زبان کھلتی ہے تو اس کے جوہر نمایاں ہوتے ہیں۔ ایک اور مقام پر امیر المومنینؑ فرماتے ہیں ''بات کرو تا کہ پہچانے جاؤ۔ کیونکہ انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے''۔ (کلمات قصار ۳۹۲)

نہج البلاغہ کلام امیر المومنینؑ ہے اس کلام سے امامؑ کی باقی صفات کی بھی پہچان ہوگی گویا کلام علی علیہ السلام سے صفات وفضائل امام علیہ السلام سے بھی آشنائی ہوگی۔

نہج البلاغہ کی شرح لکھنے والے عظیم مفکر علامہ محمد تقی جعفریؒ کے بقول علی علیہ السلام سے ہی علی علیہ السلام کا تعارف ہوگا۔

ہم مثلاً جب صفات و کمالات علوی کو پڑھتے یا لکھتے ہیں تو ہماری نگاہوں میں امیر المومنینؑ کی سب سے بڑی صفت یہ دکھائی دیتی ہے کہ آپ بہت بڑے عابد خدا ہیں مگر وہ کیسی عبادت ہے جو امامؑ انجام دیتے ہیں یہ امامؑ خود ہی بتا سکتے ہیں کہ میری عبادت اور عام بندوں کی عبادت میں فرق کیا ہے۔ عبادت کی اقسام بیان کرتے ہوئے امامؑ فرماتے ہیں'' ایک جماعت نے اللہ کی عبادت ثواب کی رغبت وخواہش کے پیش نظر کی یہ تاجروں والی عبادت ہے اور ایک جماعت نے عبادت خوف کی وجہ سے کی اُس کی یہ عبادت غلاموں کی عبادت ہے اور ایک جماعت نے از روئے شکر عبادت کی ، یہ آزادوں کی عبادت ہے۔'' (کلمات قصار ۲۳۷)

امیر المومنینؑ کی دوسری بڑی صفت جو امامؑ کو زمانے بھر سے بلند کیئے ہوئے ہے وہ آپ کی اطاعت رسول خدا ہے۔ اب ابو طالب علیہ السلام کا بیٹا مصطفیٰؐ کا کتنا مطیع و فرمان بردار ہے یہ بھی امامؑ خود ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ اس اطاعت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''پیغمبر اکرمؐ کے وہ اصحاب جو احکامِ شریعت کے امین ٹھہرائے گئے تھے اِس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ میں نے کبھی ایک آن کے لئے بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام سے سرتابی نہیں کی اور میں نے جوانمردی کے بل بوتے پر کہ جس سے اللہ نے مجھے سرفراز کیا ہے پیغمبرؐ کی دل و جان سے ان موقعوں پر مدد کی جن موقعوں سے بہادر بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور قدم آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹ جاتے تھے''۔ (خطبہ ۱۹۵)

امیر المومنینؑ کی تیسری فضیلت جسے پیغمبر اکرمؐ نے بارہا اور خود امام نے کئی موقع پر اپنی

فضیلت کے طور پر پیش کیا وہ قرآن اور امام کا ساتھ ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں

''میں ہی وہ حق پرست ہوں جس کی پیروی کی جانی چاہئے اور کتاب خدا میرے ساتھ ہے اور جب سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے میں اُس سے الگ نہیں ہوا''۔ (خطبہ ۱۲۰)

امیر المومنینؑ کی چوتھی صفت جو امامؑ کو امامت کے مقام تک پہنچاتی ہے وہ امامؑ کا علم ہے اور بالخصوص علم القرآن اس کے متعلق امامؑ فرماتے ہیں ''کہاں ہیں وہ لوگ کہ جو جھوٹ بولتے ہوئے اور ہم پر ستم روا رکھتے ہوئے یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ راسخون فی العلم ہیں نہ کہ ہم۔ چونکہ اللہ نے ہم کو بلند کیا اور انہیں گرایا ہے اور ہمیں منصب امامت دیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے اور ہمیں منزلِ علم میں رکھا ہے اور انہیں دور کیا ہے'' (خطبہ ۱۴۲)

امیر المومنینؑ اپنی پانچویں صفت کے طور پر جس شے کا ذکر فرماتے ہیں وہ امامؑ کی شجاعت ہے جس کو دوست دشمن سب بیان کرتے ہیں مگر امامؑ اپنی اس فضیلت کو یوں پیش فرماتے ہیں ''مجھے رسولؐ سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی جڑ سے پھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایک ہو کر مجھ سے لڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا اور موقع پاتے ہی ان کی گردنیں دبوچ لینے کے لئے لپک کر آگے بڑھوں گا''۔ (خط ۴۵)

ہم یہاں صفات امیر المومنینؑ علی علیہ السلام نہیں گنوانا چاہتے اس لئے کہ خود امامؑ خط ۲۸ میں ان صفات کو الٰہی نعمات قرار دیتے ہیں اور جب یہ صفات و فضائل نعماتِ الٰہی ہیں تو خود اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ میری نعمتوں کو گنا نہیں جا سکتا ہم اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کلامِ علی علیہ السلام کو پہچانیں ہمیں چاہئے کہ نہج البلاغہ کے نام سے سید رضیؒ نے موتیوں کی

جو مالا بنائی ہے اور اسے ہمارے سپرد کیا ہے اسے اپنے سینوں کی زینت بنائیں اس کلام کے ذریعہ امیر المومنینؑ کی کسی حد تک پہچان ہو گی۔ خود اس کلام کی عظمت جنابِ امیر المومنینؑ کے ان جملوں سے درک کیجئے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں

''آج میں نے اپنی خاموش زبان کو جس میں بڑی بیان کی قوّت ہے، گویا کیا''۔(خطبہ ۴) اور ایک موقعہ پر اپنے کلام کی عظمت کے بیان میں فرماتے ہیں'' ہم (اہلبیت) اقلیم سخن کے امیر ہیں۔ کلام ہمارے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اسکی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں''۔(خطبہ ۲۳۰)

اس کلام کی بلندیوں کے بیان میں اہلسنت کے مشہور عالم دین ابن ابی الحدید المعتزلی جنہوں نے ساتویں صدی ہجری میں بیس جلدوں پر مبنی نہج البلاغہ کی شرح لکھی ہے فرماتے ہیں'' اگر علیؑ میدان جنگ میں شجاعت کی بات کرتے ہیں تو دور جاہلیت کے نامی گرامی بہادر بسطام، عتیبہ اور عامر بن الطفیل بھول جاتے ہیں اور اگر حکمت و موعظہ بیان فرماتے ہیں تو سقراط و یوحنا اور مسیح کی یاد تازہ ہو جاتی ہے''۔

اس کلام کے خالق کا نام ہے علیؑ اور اس کے کلام کو جمع کر کے اور نہج البلاغہ کا نام دے کر نام پیدا کرنے والی شخصیت اور علی علیہ السلام کے محبوں پر احسان کرنے والی ذات ہیں سید رضیؒ۔

نہج البلاغہ آیاتِ قرآن کی تفسیر ہے۔

نہج البلاغہ سے قرآن مجید کے بطون کو درک کرنے کا سلیقہ ملتا ہے۔

نہج البلاغہ سے حقیقی توحید ملتی ہے۔

نہج البلاغہ مدینۃ العلم حضرت محمد مصطفیؐ تک پہنچنے کی راہ ہے۔

نہج البلاغہ سے رُخ ملکوتی علیؑ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

نہج البلاغہ انسان سازی کے اصولوں کا ماٗ خذ ہے۔

نہج البلاغہ زندگی کے قوانین کا مجموعہ ہے۔

نہج البلاغہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کا جذبہ حاصل ہوتا ہے۔

نہج البلاغہ سے عادلانہ حکومت کرنے کا ڈھنگ میسر ہوتا ہے۔

نہج البلاغہ پر فقط شیعہ علماء ہی نے کام نہیں کیا بلکہ اہلسنت علماء نے بھی باب العلم کے دروازے پر دستک دی اور نہج البلاغہ کی اب تک لکھی جانے والی درجنوں شرحوں میں سے سب سے زیادہ مشہور شرح سنی عالم ابن ابی الحدید المعتز لی ہی کی ہے۔ مصر کے مشہور عالم اور مفسر قرآن شیخ محمد عبدہ نے نہج البلاغہ کی مختصر سی شرح لکھی اور اسے چھپوا کر مصر ہی نہیں دنیا بھر میں نہج البلاغہ کا خوب تعارف کرایا۔ پاکستان کے اس وقت کے ایک مشہور سنی عالم ڈاکٹر طاہر القادری اپنے درس نہج البلاغہ میں ملک بھر کے دینی مدارس کو تجویز دیتے ہیں کہ نہج البلاغہ کو مدارس کے نصاب میں شامل ہونا چاہیئے۔

مسلمانوں کے علاوہ علم دوست غیر مسلموں نے بھی نہج البلاغہ کو پڑھا اور اس کی عظمت کا برملا اقرار کیا۔ لبنان کے مشہور عیسائی مصنف جورج جرداق نے تو نہج البلاغہ پر کتاب لکھی اور وہاں لکھتے ہیں میں نے نہج البلاغہ کو دو سو بار پڑھا ہے۔

نہج البلاغہ کی تاریخی، ادبی، اخلاقی اور فصاحت و بلاغت کے حوالوں سے بیان کی گئی اہمیت و عظمت پر مبنی اردو میں لکھی گئی بہترین تحریر کے لئے علامہ سید علی نقی نقن صاحب

مرحوم کے اس مقدمہ کو پڑھا جائے جو آپ نے علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم کے ترجمۂ نہج البلاغہ کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے۔

اسلامک تھاٹ کے مخلص وفعال ممبران چند سالوں سے اِس کوشش میں ہیں کہ امیر کلام کے اِس کلام کو غربت کے پردوں سے باہر لا کر توحید کے پرستاروں اور رسولؐ کے حبداروں، موحدوں اور متقیوں تک پہنچائیں اور اس راہ میں علماء نے جو محنتیں کی ہیں اس سے قوم کو آگاہ کریں۔

اس مقصد کے لئے کئی قدم اٹھائے گئے ہیں اور اس وقت آپ کی خدمت میں مولی الموحدین امام المتقین امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے فرامین کے مجموعے نہج البلاغہ کے آخری حصے ''کلمات قصار'' کو الگ کتاب کی صورت میں حکمت علوی کے نام سے پیش کر رہے ہیں۔

نہج البلاغہ کا تیسرا حصہ حکمت علوی کے عنوان سے آپ کے پیش خدمت ہے اس حصے کو الگ چھپوایا گیا ہے تاکہ لوگ آسانی سے اس کا مطالعہ کرسکیں، ایک دوسرے کو یہ کتاب ہدیہ کے طور پر پیش کرسکیں اور ان مختصر اقوال کے ذریعہ امام علیہ السلام کے کلام سے انس پیدا ہو اور پورے نہج البلاغہ کے مطالعہ کا شوق بیدار ہو۔

ہم نے اس کتاب میں علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم کے ترجمہ کو پیش نظر رکھا ہے، جو حضرات مکمل نہج البلاغہ کا مطالعہ کرنا چاہیں وہ مفتی صاحب کے ترجمہ یا چند اور تراجم بھی موجود ہیں ان کی طرف رجوع کریں۔

ہم جو اپنے آپ کو امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا شیعہ اور محبّ کہتے ہیں ہمارا فرض بنتا

ہے کہ اپنے امام کے پیغام کو قوم کے ہر ہر گھر اور ایک ایک فرد تک پہنچائیں، بیان سے بھی یہ پیغام پہنچائیں تحریر سے بھی یہ پیغامات پھیلائیں اور بالخصوص خطباء و ذاکرین اپنی تقاریر کو ان بیانات امام سے مزین فرمائیں، ہمارے عمل میں بھی ان فرامین کی جھلک نظر آنی چاہئے۔

آج کئی اطراف سے شیعہ عقائد پر حملات کی یلغار ہے اور سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ شیعہ کا عقیدہ توحید کمزور ہے ہمیں امیر المؤمنینؑ کے کلام سے دنیا کو توحید کی حقیقت بتانی ہے، ہمیں اپنے آپ کو رنگِ علوی میں ڈھال کر دنیا والوں کو یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی علی علیہ السلام سے توحید لے گا تو پھر اسے دل کی آنکھوں سے زمین کے چپے چپے پر، آسمان کے کونے کونے میں جسم کے ہر ہر عضو میں اور دنیا کی ایک ایک چیز میں توحید کے جلوے نظر آئیں گے۔ علیؑ کبھی کھجور کے درخت کو سامنے رکھ کر توحید سمجھاتے ہیں، کبھی چیونٹی اور مکڑی کے وجود سے وجود رب ثابت کرتے ہیں اور کبھی مور کے رنگوں میں سے اس خالق کے پتے سمجھاتے ہیں۔

نہج البلاغہ کا پہلا خطبہ ہو یا خطبہ اشباح، خطبوں کے اندر کے جملات ہوں یا خطبہ ۱۸۴ کی طرح کے پورے پورے خطبے، جب امیر المؤمنین صفات الٰہی اور جلال و جمال خداوندی بیان فرماتے ہیں تو پڑھنے والا احساس کرتا ہے کہ اسے پر و بال مل گئے ہیں اور وہ فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہے اور فکر انسانی کی معراج پر پہنچ گیا ہے اور توحید کے اسباق گویا خود باب العلم علی علیہ السلام سے سن رہا ہے۔

آیئے خداوندِ متعال سے التجا کریں!

اے علیؑ کے معبود اللہ ہمارے ہاتھوں کو وہ طاقت عطا فرما کہ کلام علیؑ کو دامن علیؑ سمجھ کر مضبوطی سے تھامے رہیں اور مالک اشترؒ کی طرح زہر کھا کر بھی خود گرتے رہیں مگر کلام علی کو زمین گیر نہ ہونے دیں۔

اے علیؑ کے رب ہمارے کانوں کو توفیق دے کہ علیؑ کی صداؤں کو سن سکیں اور ہماری زبانوں کو جرآت بخش کہ میثم تمارؒ کی طرح پیغام علیؑ دوسروں تک بھی پہنچا سکیں۔

اے علیؑ کے خالق ہماری آنکھوں کو وہ بصیرت عطا فرما کہ عثمان بن حنیف جیسوں کو لکھے گئے علوی دستور العمل پڑھ کر زندگیاں اس کے مطابق ڈھال سکیں۔

اے علیؑ کو ولی بنانے والے اللہ ہمارے اذھان کو وہ طھارت میسر فرما کہ تیرے ولی کے دستورات اس میں سما سکیں اور پھر ان دستورات کو خوشبو کی طرح دوسروں تک پہنچا سکیں۔

اے علیؑ کو عظمتیں بخشنے والے رب علی کی جرأت سے ہمیں اتنی بھیک نصیب فرما دے کہ علیؑ کے عقیدے کی مخالفت کرنے والوں سے ٹکرا سکیں اور صحیح عقائد دنیا والوں کو سکھا سکیں۔

اے علیؑ کو شرف امامت عطا فرمانے والے رب ہم علی سخی کی غلامی کے دعویدار ہیں ہم تیری ذات سے کچھ نہیں مانگتے بس مانگتے ہیں کہ ہمیں معرفت علیؑ عطا فرما دے تا کہ اس راہ سے ہمیں تیرا محبوب محمد مصطفیٰ مل جائے اور ان وسیلوں سے تیری ذات کو پا سکیں۔

خدایا ہمیں بچا اور دور رکھ اس پستی سے کہ علیؑ کو کہنا پڑے "تم پر افسوس ہے کہ مجھے تم سے کتنی تکلیفیں اٹھانا پڑی ہیں" (خطبہ ۱۲۳)

پروردگارا! ہمیں محفوظ رکھ اس ذلت سے کہ علی علیہ السلام یوں مخاطب ہوں ''تم امرِ حق میں اپنے امام کے نافرمان ہو''۔(خطبہ ۲۵)

الٰہی ! نہ بنانا ہمیں ان افراد میں سے جن کے لئے علیؑ فرمائیں ''میں نے تمہیں سنانا چاہا مگر تم نے ایک نہ سنی'' (خطبہ ۲۵)

اے علیؑ کو عزتیں بخشنے والے عزیز اللہ ہمیں ویسا بنا جیسے علیؑ چاہتے ہیں اور فرماتے ہیں ''اپنے نبی کی اہلبیت کو دیکھو، ان کی سیرت پر چلو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو۔۔۔اگر وہ کہیں ٹھہریں تو تم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اٹھیں تو تم بھی اُٹھ کھڑے ہو ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور نہ انہیں چھوڑ کر پیچھے رہ جاؤ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے'' (خطبہ ۹۵)

اے علیؑ کا نام لینے کا شرف بخشنے والے اللہ ہمیں ایسے اعمال کی توفیق نصیب فرما کہ علیؑ ہم سے راضی ہوں جیسے مالک اشتر سے راضی تھے اور فرماتے تھے ''بلاشبہ جس شخص کو میں نے مصر کا والی بنایا تھا وہ ہمارا خیر خواہ اور دشمنوں کے لئے سخت گیر تھا، خدا اس پر رحمت کرے اس نے زندگی کے دن پورے کر لیے اور موت سے ہمکنار ہو گیا اس حالت میں کہ ہم اس سے رضا مند ہیں، خدا کی رضا مندیاں بھی اسے نصیب ہوں اور اسے پیش از پیش ثواب عطا کرے'' (خط ۳۴)

الٰہی وسیدی ہماری زندگی کا کوئی لحظہ ولائے علیؑ سے خالی نہ ہو اور عمل کا کوئی پہلو سیرت علیؑ سے الگ نہ ہو۔

موت آئے تو محبت علیؑ کی سزا میں اور زندگی گزرے تو پرچارِ پیغام علی مرتضٰی علیہ السلام

ہیں۔

قوم کے باشعور افراد سے ہماری گزارش ہے کہ کلام امام کے یہ جواہرات آپ کی خدمت میں ہدیہ کرر ہے ہیں کوشش کریں انہیں خود پڑھیں، سمجھیں اوران کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں، گھر میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر، محفل میں دوستوں کے ساتھ جمع ہو کر ،مسجدوں امام بارگاہوں میں علماء وخطباء کے پاس جا کران کلمات کو سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔

آخر میں میں اسلامک تھاٹ قم کے تمام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے مختلف مراحل میں اسلامک تھاٹ کے کاموں کو آگے بڑھانے میں تعاون فرمایا اور فرما رہے ہیں۔

جناب حجۃ الاسلام لیاقت علی اعوان صاحب اور جن احباب نے اس کتاب کو مرتب و منظّم کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا ہے، کی توفیقات میں خداوند متعال اضافہ فرمائے۔

دعا فرمائیں اللہ سبحانہ وتعالی ہمیں اپنے اپنے کاموں میں اخلاص عطا فرمائے اور نہج البلاغہ جیسے علمی سرمائے کی حفاظت کی توفیق نصیب فرمائے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

مقبول حسین علوی

برطانیہ

۴۸۰

فرامین امیرالمومنین علی علیہ السلام

﴿۱﴾ فتنہ وفساد سے علیحدگی

كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُونِ، لَا ظَهْرٌ فَيُرْكَبَ، وَلَا ضَرْعٌ فَيُحْلَبَ

فتنہ وفساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کئے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جا سکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جا سکتا ہے۔

لبون دودھ دینے والی اونٹنی کو اور ابن اللبون اس کے دو سالہ بچے کو کہتے ہیں اور وہ اس عمر میں نہ سواری کے قابل ہوتا ہے، اور نہ اس کے تھن ہی ہوتے ہیں کہ ان سے دودھ دوہا جا سکے۔ اسے ابن اللبون اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دو سال کے عرصہ میں اس کی ماں عموماً دوسرا بچہ دے کر دودھ دینے لگتی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ انسان کو فتنہ وفساد کے موقع پر اس طرح رہنا چاہیے کہ لوگ اسے ناکارہ سمجھ کر نظر انداز کر دیں اور کسی جماعت میں اس کی شرکت کی ضرورت محسوس نہ ہو کیونکہ فتنوں اور ہنگاموں میں الگ تھلگ رہنا ہی تباہ کاریوں سے بچا سکتا ہے۔ البتہ جہاں حق و باطل کا ٹکراؤ ہو وہاں پر غیر جانبداری جائز نہیں اور نہ اسے فتنہ وفساد سے تعبیر کیا ہے۔ بلکہ ایسے موقع پر حق کی حمایت اور باطل کی سرکوبی کے لیے کھڑا ہونا واجب ہے۔ جیسے جمل و صفین کی جنگوں میں حق کا ساتھ دینا ضروری اور باطل سے نبرد آزما ہونا لازم تھا۔

﴿۲﴾ ذلت نفس کے اسباب

اَزْرَىٰ بِنَفْسِهِ مَنْ اَسْتَشْعَرَ الطَّمَعَ وَرَضِىَ بِالذُّلِّ مَنْ كَشَفَ عَنْ ضُرِّهِ، وَهَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ مَنْ اَمَّرَ عَلَيْهَا لِسَانَهُ.

جس نے طمع کو اپنا شعار بنایا, اس نے اپنے کو سبک کیا اور جس نے اپنی پریشان حالی کا اظہار کیا وہ ذلت پر آمادہ ہو گیا اور جس نے اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھا اس نے خود اپنی بے وقعتی کا سامان کر لیا.

﴿۳﴾ عیوب ومحاسن

اَلْبُخْلُ عَارٌ، وَالْجُبْنُ مَنْقَصَةٌ، وَالْفَقْرُ يُخْرِسُ الْفَطِنَ عَنْ حُجَّتِهِ، وَالْمُقِلُّ غَرِيْبٌ فِى بَلْدَتِهِ. اَلْعَجْزُ آفَةٌ، وَالصَّبْرُ شَجَاعَةٌ، وَالزُّهْدُ ثَرْوَةٌ، وَالْوَرَعُ جُنَّةٌ،

بخل ننگ و عار ہے اور بزدلی نقص وعیب ہے اور غربت مرد زیرک و دانا کی زبان کو دلائل کی قوت دکھانے سے عاجز بنا دیتی ہے اور مفلس اپنے شہر میں رہ کر بھی غریب الوطن ہوتا ہے اور عجز و درماندگی مصیبت ہے اور صبر شکیبائی شجاعت ہے اور دنیا سے بے تعلقی بڑی دولت ہے اور پرہیزگاری ایک بڑی سپر ہے.

﴿۴﴾ علم وادب

وَنِعْمَ الْقَرِيْنُ الرِّضَىٰ اَلْعِلْمُ وِرَاثَةٌ كَرِيْمَةٌ، وَالْآدَابُ حُلَلٌ مُجَدَّدَةٌ، وَالْفِكْرُ مِرْآةٌ صَافِيَةٌ.

تسلیم و رضا بہترین مصاحب ہے علم شریف ترین میراث ہے اور علمی و عملی اوصاف نو خلعت ہیں اور فکر صاف شفاف آئینہ ہے.

﴿۵﴾ چند اوصاف

صَدْرُ الْعَاقِلِ صُنْدُوقُ سِرِّهِ، وَالْبَشَاشَةُ حِبَالَةُ الْمَوَدَّةِ، وَالْاِحْتِمَالُ قَبْرُ الْعُيُوبِ او و اَلْمَسَالَمَةُ خِبَاءُ الْعُيُوبِ.

عقلمند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے اور کشادہ روئی محبت و دوستی کا پھندا ہے اور تحمل و برد باری عیبوں کا مدفن ہے یا اس فقرہ کے بجائے حضرت نے یہ فرمایا کہ (صلح صفائی عیبوں کو ڈھانپنے کا ذریعہ ہے.

﴿۶﴾ خود پسندی

وَمَنْ رَضِيَ عَنْ نَفْسِهِ كَثُرَ السَّاخِطُ عَلَيْهِ. الصَّدَقَةُ دَوَاءُ مُنْجِحٌ، وَاَعْمَالُ الْعِبَادِ فِي عَاجِلِهِمْ نُصُبُ أَعْيُنِهِمْ فِي آجِلِهِمْ.

جو شخص اپنے کو بہت پسند کرتا ہے وہ دوسروں کو ناپسند ہو جاتا ہے اور صدقہ کامیاب دوا ہے اور دنیا میں بندوں کے جو اعمال ہیں وہ آخرت میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔

یہ ارشاد تین جملوں پر مشتمل ہے پہلے جملہ میں خود پسندی سے پیدا ہونے والے نتائج و اثرات کا ذکر کیا ہے کہ اس سے دوسروں کے دلوں میں نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے . چنانچہ جو شخص اپنی ذات کو نمایاں کرنے کے لے بات بات میں اپنی برتری کا مظاہرہ کرتا ہے وہ کبھی عزت و احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور لوگ اس کی تفوق پسندانہ ذہنیت کو دیکھتے ہوئے اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اسے اتنا بھی سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے جتنا کچھ وہ ہے چہ جائیکہ جو کچھ وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے وہی کچھ اسے سمجھ لیں۔

دوسرا جملہ صدقہ کے متعلق ہے اور اسے ایک کامیاب دوا سے تعبیر کیا ہے کیونکہ جب انسان صدقہ وخیرات سے محتاجوں اور ناداروں کی مدد کرتا ہے تو وہ دل کی گہرائیوں سے اس کے لیے دعائے صحت و عافیت کرتے ہیں جو قبولیت حاصل کر کے اس کی شفایابی کا باعث ہوتی ہے .چنانچہ پیغمبر اکرم کا ارشاد ہے کہ داو وا مرضاکم بالصدقه . اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو. تیسرا جملہ حشر میں اعمال کے بے نقاب ہونے کے متعلق ہے کہ انسان اس دنیا میں جو اچھے اور برے کام کرتا ہے وہ حجاب عنصری کے حائل ہونے کی وجہ سے ظاہری حواس سے ادراک نہیں ہو سکتے مگر آخرت میں جب مادیت کے پردے اٹھا دیئے جائیں گے تو وہ اس طرح آنکھوں کے سامنے عیاں ہو جائیں گے کہ کسی کے لیے گنجائش انکار نہ رہے گی. چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: اس دن لوگ گروہ گروہ قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے تاکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھیں تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بھی برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا.

﴿۷﴾ انسانی حاسے

اَعْجَبُوا لِهٰذَا الْاِنْسَانِ، يَنْظُرُ بِشَحْمٍ، وَيَتَكَلَّمُ بِلَحْمٍ، وَيَسْمَعُ بِعَظْمٍ، وَيَتَنَفَّسُ مِنْ خَرْمٍ!

یہ انسان تعجب کے قابل ہے کہ وہ چربی سے دیکھتا ہے اور گوشت کے لوتھڑے سے بولتا ہے اور ہڈی سے سنتا ہے اور ایک سوراخ سے سانس لیتا ہے.

﴿۸﴾ اقبال و ادبار

اِذَا أَقْبَلَتِ الدُّنْيَا عَلٰى أَحَدٍ اَعَارَتْهُ مَحَاسِنَ غَيْرِهٖ وَاِذَا اَدْبَرَتْ عَنْهُ سَلَبَتْهُ مَحَاسِنَ نَفْسِهٖ.

جب دنیا اپنی نعمتوں کو لے کر کسی کی طرف بڑھتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اسے

عاریت دے دیتی ہے اور جب اس سے رخ موڑ لیتی ہے تو خود اس کی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے.

مقصد یہ ہے کہ جس کا بخت یاور اور دنیا اس سے ساز گار ہوتی ہے اور اہل دنیا اس کی کارگزاریوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں اور دوسروں کے کارناموں کا سہرا بھی اس کے سر باندھ دیتے ہیں اور جس کے ہاتھ سے دنیا جاتی رہتی ہے اور نحوست کی گھٹا اس پر چھا جاتی ہے اس کی خوبیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور بھولے سے بھی اس کا نام زبان پر لانا گوارا نہیں کرتے۔

﴿۹﴾ حسن معاشرت

خَالِطُوا النَّاسَ مُخَالَطَةً اِنْ مِتُّمْ مَعَهَا بَكَوْا عَلَيْكُمْ، وَاِنْ عِشْتُمْ حَنُّوا اِلَيْكُمْ.

لوگوں سے اس طریقہ سے ملو کہ اگر مر جاؤ تو تم پر روئیں اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق ہوں۔

جو شخص لوگوں کے ساتھ نرمی اور اخلاق کا برتا کرتا ہے لوگ اس کی طرف دست تعاون بڑھاتے اس کی عزت و توقیر کرتے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اس طرح مرنجاں مرنج زندگی گزارے کہ کسی کو اس سے شکایت پیدا نہ ہو اور نہ اس سے کسی کو گزند پہنچے تا کہ اسے زندگی میں دوسروں کی ہمدردی حاصل ہو اور مرنے کے بعد بھی اسے اچھے لفظوں میں یاد کیا جائے۔

﴿۱۰﴾ عفو اقتدار

اِذَا قَدَرْتَ عَلیٰ عَدُوِّکَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ شُکْراً لِلْقُدْرَةِ عَلَیْهِ.

دشمن پر قابو پاؤ تو اس قابو پانے کا شکرانہ اس کو معاف کر دینا قرار دو۔

عفو و درگزر کا محل وہی ہوتا ہے جہاں انتقام پر قدرت ہو اور جہاں قدرت ہی نہ ہو وہاں انتقام سے ہاتھ اٹھا لینا ہی مجبوری کا نتیجہ ہوتا ہے جس پر کوئی فضیلت مرتب نہیں ہوتی البتہ قدرت و اقتدار کے ہوتے ہوئے عفو درگذر سے کام لینا فضیلت انسانی کا جوہر اور اللہ کی اس بخشی ہوئی نعمت کے مقابلہ میں اظہار شکر ہے کیونکہ شکر کا جذبہ اس کا مقتضی ہوتا ہے کہ انسان اللہ کے سامنے تذلل وانکسار سے جھکے جس سے اس کے دل میں رحم و رافت کے لطیف جذبات پیدا ہوں گے اور غیظ و غضب کے بھڑکتے ہوئے شعلے ٹھنڈے پڑ جائیں گے جس کے بعد انتقام کا کوئی داعی ہی نہ رہے گا کہ وہ اس قوت وقدرت کو ٹھیک ٹھیک کام میں لانے کی بجائے اپنے غضب کے فرو کرنے کا ذریعہ قرار دے۔

﴿۱۱﴾ عجز و درماندگی

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اکْتِسَابِ الْاِخْوَانِ، وَاَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَیَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهِ مِنْهُمْ.

لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھلائی اپنے لیے نہ حاصل کر سکے اور اس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پا کر اسے کھو دے۔

خوش اخلاقی و خندہ پیشانی سے دوسروں کو اپنی طرف جذب کرنا اور شیریں کلامی سے غیروں کو اپنانا کوئی دشوار چیز نہیں ہے کیونکہ اس کے لیے نہ جسمانی مشقت کی ضرورت اور نہ دماغی کدو کاوش کی حاجت ہوتی ہے اور دوست بنانے کے بعد دوستی اور تعلقات کی خوشگواری کو باقی رکھنا تو

اس سے بھی زیادہ آسان ہے کیونکہ دوستی پیدا کرنے کے لیے پھر بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے مگر اسے باقی رکھنے کے لیے تو کوئی مہم سر کرنا نہیں پڑتی لہذا جو شخص ایسی چیز کی بھی نگہداشت نہ کر سکے جسے صرف پیشانی کی سلوٹیں دور کر کے باقی رکھا جا سکتا ہے اس سے زیادہ عاجز و درماندہ کون ہوسکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کو ہر ایک سے خوش خلقی و خندہ روئی سے پیش آنا چاہیے تا کہ لوگ اس سے وابستگی چاہیں اور اس کی دوستی کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

﴿۱۲﴾ ناشکری

اِذَا وَصَلَتْ اِلَيْكُمْ اَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُنَفِّرُوا اَقْصَاهَا بِقِلَّةِ الشُّكْرِ.

جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں حاصل ہوں تو ناشکری سے انہیں اپنے تک پہنچنے سے پہلے بھگا نہ دو.

﴿۱۳﴾ اپنے اور بیگانے

مَنْ ضَيَّعَهُ الْاَقْرَبُ اُتِيحَ لَهُ الْاَبْعَدُ.

جسے قریبی چھوڑ دیں اسے بیگانے مل جائیں گے.

﴿۱۴﴾ مبتلائے فتنہ

مَا كُلُّ مَفْتُونٍ يُعَاتَبُ. ہر فتنہ میں پڑ جانے والا قابل عتاب نہیں ہوتا.

جب سعد ابن ابی وقاص, محمد ابن مسلمہ اور عبداللہ ابن عمر نے اصحاب جمل کے مقابلہ میں آپ کا ساتھ دینے سے انکار کیا تو اس موقع پر یہ جملہ فرمایا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مجھ سے ایسے منحرف ہو چکے ہیں کہ ان پر نہ میری بات کا کچھ اثر ہوتا ہے اور نہ ان پر میری عتاب و سرزنش کارگر ثابت ہوتی ہے

﴿۱۵﴾ تدبیر کی بیچارگی

تَذِلُّ الْأُمُورُ لِلْمَقَادِيرِ، حَتَّىٰ يَكُونَ الْحَتْفُ فِي التَّدْبِيرِ.

سب معاملے تقدیر کے آگے سرنگوں ہیں یہاں تک کہ کبھی تدبیر کے نتیجہ میں موت ہو جاتی ہے.

﴿۱۶﴾ خضاب

عن قول الرسولص: (غَيِّرُو الشَّيْبَ ،وَلاَ تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ)، فَقَالَ ؑ: اِنَّمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ وَالدِّيْنُ قُلٌّ، فَاَمَّا الْآنَ وَقَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهُ، وَضَرَبَ بِجِرَانِهِ، فَامْرُؤٌ وَمَا اَخْتَارَ.

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے متعلق کہ بڑھاپے کو خضاب کے ذریعہ بدل دو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو، آپ علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس موقع کے لیے فرمایا تھا. جب کہ دین والے کم تھے اور اب جب کہ اس کا دامن پھیل چکا ہے اور سینہ ٹیک کر جم چکا ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے۔

مقصد یہ ہے کہ چونکہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی اس لیے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کی جماعتی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے انہیں یہودیوں سے ممتاز رکھا جائے. اس لیے آنحضرت سے خضاب کا حکم دیا کہ جو یہودیوں کے ہاں مرسوم نہیں ہے اس کے علاوہ یہ مقصد بھی تھا کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں ضعیف و سن رسیدہ دکھائی نہ دیں.

﴿۱۷﴾ غیر جانبداری

فی الذین اعتزلوا القتال معه: خذَلُوا الْحَقَّ وَلَمْ يَنْصُرُوا الْبَاطِلَ.

ان لوگوں کے بارے میں کہ جو آپ کے ہمراہ ہو کر لڑنے سے کنارہ کش رہے. فرمایا ان لوگوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی بھی نصرت نہیں کی.

یہ ارشاد ان لوگوں کے متعلق ہے جو اپنے کو غیر جانبدار ظاہر کرتے تھے جیسے عبداللہ ابن عمر، سعد ابن ابی وقاص، ابوموسی اشعری، احنف ابن قیس اور انس ابن مالک وغیرہ. بیشک ان لوگوں نے کھل کر باطل کی حمایت نہیں کی مگر حق کی نصرت سے ہاتھ اٹھالینا بھی ایک طرح سے باطل کو تقویت پہنچانا ہے اس لیے ان کا شمار مخالفین حق کے گروہ ہی میں ہوگا۔

﴿۱۸﴾ لمبی امیدیں

مَنْ جَرَىٰ فِي عِنَانِ اَمَلِهِ عَثَرَ بِاَجَلِهِ.

جو شخص امید کی راہ میں بگ ٹٹ دوڑتا ہے وہ موت سے ٹھوکر کھاتا ہے۔

﴿۱۹﴾ پاس مروت

اَقِيلُوا ذَوِي الْمُرُوءَ اتِ عَثَرَاتِهِمْ، فَمَا يَعْثُرُ مِنْهُمْ عَاثِرٌ اِلَّا وَيَدُ اللّٰهِ بِيَدِهِ يَرْفَعُهُ.

با مروت لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو کیونکہ ان میں سے جو بھی لغزش کھا کر گرتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسے اوپر اٹھالیتا ہے۔

۲۰ شرم وحیاء

قُرِنَتِ الْهَیْبَةُ بِالْخَیْبَةِ، وَالْحَیَاءُ بِالْحِرْمَانِ وَالْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهِزُوا فُرَصَ الْخَیْرِ.

خوف کا نتیجہ نا کامی اور شرم کا نتیجہ محرومی ہے اور فرصت کی گھڑیاں تیز رو ابر کی طرح گزر جاتی ہیں. لہذا بھلائی کے ملے ہوئے موقعوں کو غنیمت جانو.

عوام میں ایک چیز خواہ کتنی ہی معیوب خیال کی جائے اور تحقیر آمیز نظروں سے دیکھی جائے اگر اس میں کوئی واقعی عیب نہیں ہے تو اس سے شرمانا سراسر نادانی ہے کیونکہ اس کیوجہ سے اکثر ان چیزوں سے محروم ہونا پڑتا ہے جو دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا باعث ہوتی ہیں. جیسے کوئی شخص اس خیال سے کہ لوگ اسے جاہل تصور کریں گے کسی اہم اور ضروری بات کے دریافت کرنے میں عار محسوس کرے تو یہ بے موقع و بے محل خودداری اس کے لیے علم و دانش سے محرومی کا سبب بن جائے گی اس لیے کوئی ہوشمند انسان سیکھنے اور دریافت کرنے میں عار نہیں محسوس کرے گا. چنانچہ ایک سن رسیدہ شخص سے کہ جو بڑھاپے کے باوجود تحصیل علم کرتا تھا کہا گیا کہ **ما تستحی ان تتعلم علی الکبر** تمہیں بڑھاپے میں پڑھتے ہوئے شرم نہیں آتی. اس نے جواب میں کہا کہ **انا لا استحی من الجهل علی الکبر فکیف استحی من التعلم علی الکبر** جب مجھے بڑھاپے میں جہالت سے شرم نہیں آئی تو اس بڑھاپے میں پڑھنے سے شرم کیسے آ سکتی ہے. البتہ جن چیزوں میں واقعی برائی اور مفسدہ ہو ان کے ارتکاب سے شرم محسوس کرنا انسانیت اور شرافت کا جوہر ہے جیسے وہ اعمال ناشائستہ کہ جو شرع و عقل اور مذہب و اخلاق کی رو سے مذموم ہیں. بہر حال حیا کی پہلی قسم قبیح اور دوسری قسم حسن ہے. چنانچہ پیغمبر اکرم کا ارشاد ہے . حیا کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو بتقاضائے عقل ہوتی ہے. یہ حیا علم و دانائی ہے. اور ایک وہ جو حماقت کے نتیجہ میں ہوتی ہے یہ سراسر جہل و نادانی ہے.

﴿۲۱﴾ حق سے محرومی

لَنَا حَقٌّ، فَاِنْ اُعْطِيْنَاهُ، وَاِلَّا رَكِبْنَا اَعْجَازَ الْاِبِلِ، وَاِنْ طَالَ السُّرَىٰ.

ہمارا ایک حق ہے اگر وہ ہمیں دیا گیا تو ہم لے لیں گے ورنہ ہم اونٹ کے پیچھے والے پٹھوں پر سوار ہوں گے اگر چہ شب روی طویل ہو۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ بہت عمدہ اور فصیح کلام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہمیں ہمارا حق نہ دیا گیا, تو ہم ذلیل وخوار سمجھے جائیں گے اور مطلب اس طرح نکلتا ہے کہ اونٹ کے پیچھے کے حصہ پر ردیف بن کر غلام اور قیدی یا اس قسم کے لوگ ہی سوار ہوا کرتے تھے

سید رضی علیہ الرحمتہ کے تحریر کرو معنی کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے حق کا کہ جو امام مفترض الطاعتہ ہونے کی حیثیت سے دوسروں پر واجب ہے اقرار کرلیا گیا اور ہمیں ظاہری خلافت کا موقع دیا گیا تو بہتر ورنہ ہمیں ہر طرح کی مشقتوں اور خواریوں کو برداشت کرنا پڑے گا اور ہم اس تحقیر وتذلیل کی حالت میں زندگی کا ایک طویل عرصہ گزارنے پر مجبور ہوں گے.

بعض شارحین نے اس معنی کے علاوہ اور معنی بھی تحریر کئے ہیں. اور وہ یہ کہ اگر ہمیں ہمارے مرتبہ سے گرا کر اونٹ کے پٹھے پر سوار ہوتا ہے وہ آگے ہوتا ہے اور بعض نے یہ معنی کہے ہیں کہ اگر ہمارا حق دے دیا گیا تو ہم اسے لے لیں گے اور اگر نہ دیا گیا تو اس سوار کی مانند نہ ہوں گے جو اپنی سواری کی باگ دوسرے کے ہاتھ میں دے دیتا ہے کہ وہ جدھر اسے لے جانا چاہے لے جائے. بلکہ اپنے مطالبہ حق پر برقرار رہیں گے خواہ مدت دراز کیوں نہ گزر جائے اور کبھی اپنے حق سے دستبردار ہو کر غصب کرنے والوں کے سامنے سرتسلیم خم نہ کریں گے۔

﴿۲۲﴾ عمل اور نسب

مَنْ اَبْطَأَبِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ.

جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا دیں اسے حسب ونسب آگے نہیں بڑھا سکتا.

﴿۲۳﴾ دستگیری

مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ اِغَاثَةُ الْمَلْهُوفِ، وَالتَّنْفِيسُ عَنِ الْمَكْرُوبِ.

کسی مضطرب کی داد فریاد سننا اور مصیبت زدہ کو مصیبت سے چھٹکارا دلانا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے.

﴿۲۴﴾ مہلت

يَابْنَ آدَمَ، اِذَا رَأَيْتَ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يُتَابِعُ عَلَيْكَ نِعَمَهُ وَاَنْتَ تَعْصِيهِ فَاحْذَرْهُ.

اے آدم علیہ السلام کے بیٹے جب تو دیکھے کہ اللہ تجھے پے در پے نعمتیں دے رہا ہے اور تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے تو اس سے ڈرتے رہنا.

جب کسی کو گناہوں کے باوجود پے در پے نعمتیں حاصل ہو رہی ہوں تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اللہ اس سے خوش ہے اور یہ اس کی خوشنودی ونظر کرم کا نتیجہ ہے حالانکہ نعمتوں میں زیادتی شکر گزاری کی صورت میں ہوتی ہے اور ناشکری کے نتیجہ میں نعمتوں کا سلسلہ قطع ہو جاتا ہے . جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں دوں گا اور اگر ناشکری کی تو پھر یاد رکھو کہ میرا عذاب سخت عذاب ہے. لہذا عصیان وناسپاسی کی صورت میں برابر نعمتوں

کا ملنا اللہ کی خوشنودی و رضا مندی کا ثمرہ نہیں ہوسکتا اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ نے اس صورت میں اسے نعمتیں دے کر شبہہ میں ڈال دیا ہے کہ وہ نعمتوں کی فراوانی کو اس کی خوشنودی کا ثمرہ سمجھے کیونکہ جب وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ خطا کار عاصی ہے اور گناہ کو گناہ اور برائی کو برائی سمجھ کر اس کا مرتکب ہو رہا ہے تو اشتباہ کی کیا وجہ کہ وہ اللہ کی خوشنودی و رضا مندی کا تصور کرے بلکہ اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ایک طرح کی آزمائش اور مہلت ہے تاکہ جب اس کی طغیانی و سرکشی انتہا کو پہنچ جائے تو اسے دفعتاً گرفت میں لے لیا جائے. لہٰذا ایسی صورت میں اسے منتظر رہنا چاہیے کہ کب اس پر غضب الٰہی کا ورود ہو اور یہ نعمتیں اس سے چھین لی جائیں اور محرومی و نامرادی کی عقوبتوں میں اسے جکڑ لیا جائے۔

﴿۲۵﴾ بات چھپ نہیں سکتی

مَا اَضْمَرَ أَحَدٌ شَيْئًا اِلَّا ظَهَرَ فِي فَلَتَاتِ لِسَانِهِ، وَصَفْحَاتِ وَجْهِهِ.

جس کسی نے بھی کوئی بات دل میں چھپا کہ رکھنا چاہی وہ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے.

انسان جن باتوں کو دوسروں سے چھپانا چاہتا ہے, وہ کسی نہ کسی وقت زبان سے نکل ہی جاتی ہیں اور چھپانے کی کوشش ناکام ہو کر رہ جاتی ہے. وجہ یہ ہے کہ عقل مصلحت اندیش اگرچہ انہیں پوشیدہ رکھنا چاہتی ہے مگر کبھی کسی اور اہم معاملہ میں الجھ کر ادھر سے غافل ہو جاتی ہے اور وہ بے اختیار لفظوں کی صورت میں زبان سے نکل جاتی ہیں اور جب عقل ملتفت ہوتی ہے تو تیر از کمان جستہ واپس پلٹایا نہیں جا سکتا اور اگر یہ صورت نہ بھی پیش آئے اور عقل پورے طور سے متنبہ و ہوشیار رہے تب بھی وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتیں کیونکہ چہرے کے خط و خال ذہنی تصورات کے غماز اور قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں چنانچہ چہرے کی سرخی سے شرمندگی کا اور زردی سے خوف کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے.

﴿۲۶﴾ ہمت نہ چھوڑو

اَمُشِ بِدَائِکَ مَا مَشَیٰ بِکَ.

مرض میں جب تک ہمت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔

مقصد یہ ہے کہ جب تک مرض شدت اختیار نہ کرے اسے اہمیت نہ دینا چاہیے کیونکہ اہمیت دینے سے طبیعت احساس مرض سے متاثر ہوکراس کے اضافہ کا باعث ہوجایا کرتی ہے. اس لیے چلتے پھرتے رہنا اور اپنے کو صحت مند تصور کرنا تحلیل مرض کے علاوہ طبیعت کی قوت مدافعت کو مضمحل ہونے نہیں دیتا اور اس کی قوت معنوی کو برقرار رکھتا ہے اور قوت معنوی چھوٹے موٹے مرض کو خود ہی دبایا کرتی ہے بشرطیکہ مرض کے وہم میں مبتلا ہوکر اسے سپر انداختہ ہونے پر مجبور نہ کر دیا جائے۔

﴿۲۷﴾ اخفائے زہد

اَفُضَلُ الزُّهدِ اِخُفَاءُ الزُّهُدِ. بہترین زہد، زہد کا مخفی رکھنا ہے.

﴿۲۸﴾ موت

اِذَا کُنُتَ فِی اِدُبَارٍ، وَالُمَوُتُ فِی اِقُبَالٍ فَمَا اَسُرَعَ الُمُلُتَقیٰ!

جب تم دنیا کو پیٹھ دکھا رہے ہو اور موت تمہاری طرف رخ کئے ہوئے بڑھ رہی ہے تو پھر ملاقات میں دیر کیسی؟

﴿۲۹﴾ پردہ پوشی

اَلُحَذَرَ الُحَذَرَ! فَوَاللهِ لَقَدُ سَتَرَ، حَتّیٰ کَأَنَّهُ قَدُ غَفَرَ.

ڈرو! ڈرو! اس لیے کہ بخدا اس نے اس حد تک تمہاری پردہ پوشی کی ہے کہ گویا تمہیں بخش دیا ہے۔

﴿۳۰﴾ ایمان

وسُئِلَ عَنِ الْإِيمَانِ، فَقَالَ: اَلْإِيمَانُ عَلىٰ اَرْبَعِ دَعَائِمَ : عَلىٰ الصَّبْرِ، وَالْيَقِينِ، وَالْعَدْلِ، وَالْجِهَادِ. وَالصَّبْرُ مِنهَا عَلىٰ اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلىٰ الشَّوْقِ، وَالشَّفَقِ، وَالزُّهْدِ، وَالتَّرَقُّبِ: فَمَنِ اشْتَاقَ اِلىٰ الْجَنَّةِ سَلاَ عَنِ الشَّهَوَاتِ، وَمَنْ اَشْفَقَ مِنَ النَّارِ اَجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ، وَمَنْ زَهِدَ فِى الدُّنْيَا اسْتَهَانَ بِالْمَصِيبَاتِ، وَمَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ اِلىٰ الْخَيْرَاتِ.

وَالْيَقِينُ مِنهَا عَلىٰ اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلىٰ تَبْصِرَةِ الْفِطْنَةِ، وَتَأَوُّلِ الْحِكْمَةِ، وَمَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ، وَسُنَّةِ الْأَوَّلِينَ، فَمَنْ تَبَصَّرَ فِى الْفِطْنَةِ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ، وَمَنْ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةَ عَرَفَ الْعِبْرَةَ، وَمَنْ عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَكَاَنَّمَا كَانَ فِى الاَوَّلِينَ.

وَالْعَدْلُ مِنهَا عَلىٰ اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلىٰ غَائِصِ الْفَهْمِ وَغَوْرِ الْعِلْمِ، وَزُهْرَةِ الْحُكْمِ، وَرَسَاخَةِ الْحِلْمِ: فَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ، وَمَنْ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ صَدَرَ عَنْ شَرَائِعِ الْحُكْمِ، وَمَنْ حَلُمَ لَمْ يُفَرِّطْ فِى اَمْرِهِ وَعَاشَ فِى النَّاسِ حَمِيدًا.

وَالْجِهَادُ مِنهَا عَلىٰ اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلىٰ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنكَرِ، وَالصِّدْقِ فِى الْمَوَاطِنِ وَشَنَانِ الْفَاسِقِينَ: فَمَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ شَدَّ ظُهُورَ الْمُؤْمِنِينَ، وَمَنْ نَهىٰ عَنِ الْمُنكَرِ اَرْغَمَ اَنُوفَ الْكَافِرِينَ وَمَنْ صَدَقَ فِى الْمَوَاطِنِ قَضىٰ مَا عَلَيْهِ، وَمَنْ شَنِئَ الْفَاسِقِينَ وَغَضِبَ لِلّٰهِ، غَضِبَ اللّٰهُ لَهُ وَاَرْضَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت علیہ السلام سے ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ایمان چار ستونوں پر قائم ہے. صبر، یقین، عدل اور جہاد۔ پھر صبر کی چار شاخیں ہیں. اشتیاق، خوف

،دنیا سے بے اعتنائی اور انتظار۔اس لیے کہ جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ خواہشوں کو بھلا دے گا اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا وہ محرمات سے کنارہ کشی کرے گا اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا اور جسے موت کا انتظار ہو گا وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا اور یقین کی بھی چار شاخیں ہیں روشن نگاہی ،حقیقت رسی ،عبرت اندوزی اور اگلوں کا طور طریقہ۔ چنانچہ جو دانش و آ گہی حاصل کرے گا اس کے سامنے علم و عمل کی راہیں واضح ہو جائیں گی اور جس کے لیے علم وعمل آشکار ہو جائے گا وہ عبرت سے آشنا ہو گا وہ ایسا ہے جیسے وہ پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو

اور عدل کی بھی چار شاخیں ہیں تہوں تک پہنچنے والی فکر اور علمی گہرائی اور فیصلہ کی خوبی اور عقل کی پائیداری. چنانچہ جس نے غور وفکر کیا, وہ علم کی گہرائیوں میں اترا وہ فیصلہ کے سر چشموں سے سیراب ہو کر پلٹا اور جس نے حلم و بردباری اختیار کی اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک نام رہ کر زندگی بسر کی اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں امر بالمعروف ، نہی عن المنکر ،تمام موقعوں پر راست گفتاری اور بد کرداروں سے نفرت .چنانچہ جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی پشت مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے کافروں کو ذلیل کیا اور جس نے تمام موقعوں پر سچ بولا اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جس نے فاسقوں کو برا سمجھا اور اللہ کے لیے غضبناک ہوا اللہ بھی اس کے لیے دوسروں پر غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اس کی خوشی کا سامان کرے گا۔

﴿۳۱﴾ کفر

وَالْکُفرُ عَلیٰ اَرْبَعِ دَعَائِمَ: عَلَیٰ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ، وَالزَّیْغِ، وَالشِّقَاقِ.

فَمَنْ تَعَمَّقَ لَمْ یُنِبْ اِلَیٰ الْحَقِّ. وَمَنْ کَثُرَ نِزَاعُهُ بِالْجَهْلِ دَامَ عَمَاهُ عَنِ الْحَقِّ. وَمَنْ زَاغَ سَاءَ تْ عِنْدَهُ الْحَسَنَةُ، وَحَسُنَتْ عِنْدَهُ السَّیِّئَةُ، وَسَکِرَ سُکْرَ الضَّلَالَةِ. وَمَنْ شَاقَّ وَعُرَتْ عَلَیْهِ طُرُقُهُ، وَاَعْضَلَ عَلَیْهِ اَمْرُهُ، وَضَاقَ عَلَیْهِ مَخْرَجُهُ. وَالشَّکُّ عَلیٰ اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَیٰ التَّمَارِی، وَالْهَوْلِ، وَالتَّرَدُّدِ وَالْاِسْتِسْلَامِ. فَمَنْ جَعَلَ الْمِرَاءَ دَیْدَنًا (دینا) لَمْ یُصْبِحْ لَیْلُهُ. وَمَنْ هَالَهُ بَیْنَ یَدَیْهِ نَکَصَ عَلَیٰ عَقِبَیْهِ. وَمَنِ تَرَدَّدَ فِی الرَّیْبِ وَطِئَتْهُ سَنَابِکُ الشَّیَاطِیْنِ. وَمَنِ اسْتَسْلَمَ لِهَلَکَةِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ هَلَکَ فِیْهِمَا.

کفر بھی چار ستونوں پر قائم ہے. حد سے بڑھی ہوئی کاوش، جھگڑالو پن، کج روی اور اختلاف، تو جو بے جا تعمق و کاوش کرتا ہے وہ حق کی طرف رجوع نہیں ہوتا اور جو جہالت کی وجہ سے آئے دن جھگڑے کرتا ہے وہ حق سے ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور جو حق سے منہ موڑ لیتا ہے وہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑا رہتا ہے اور جو حق کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کے راستے بہت دشوار اور اس کے معاملات سخت پیچیدہ ہو جاتے ہیں اور بچ نکلنے کی راہ اس کے لیے تنگ ہو جاتی ہے

شک کی بھی چار شاخیں ہیں، کٹھ حجتی خوف سرگردانی اور باطل کے آگے جبیں سائی، چنانچہ جس نے لڑائی جھگڑے کو شیوہ بنالیا اس کی رات کبھی صبح سے ہمکنار نہیں ہو سکتی اور جس کو سامنے کی چیزوں نے ہول میں ڈال دیا وہ الٹے پیر پلٹ جاتا ہے اور جو شک وشبہ

میں سرگرداں رہتا ہے اسے شیاطین اپنے پنجوں سے روند ڈالتے ہیں اور جس نے دنیا و آخرت کی تباہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا. وہ دو جہاں میں تباہ و برباد ہوا۔

﴿۳۲﴾ نیکی و بدی

فَاعِلُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنْهُ، وَفَاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّ مِنْهُ.

نیک کام کرنے والا خود اس کام سے بہتر اور برائی کا مرتکب ہونے والا خود اس برائی سے بدتر ہے.

﴿۳۳﴾ میانہ روی

كُنْ سَمْحًا وَلَا تَكُنْ مُبَذِّرًا، وَكُنْ مُقَدِّرًا وَلَا تَكُنْ مُقَتِّرًا.

سخاوت کرو لیکن فضول خرچی نہ کرو اور جزرسی کرو مگر بخل نہیں.

﴿۳۴﴾ ترک آرزو

اَشْرَفُ الْغِنٰى تَرْكُ الْمُنٰى. بہترین دولت مندی یہ ہے کہ تمناں کو ترک کرے.

﴿۳۵﴾ مرنجان مرنج

مَنْ اَسْرَعَ اِلَى النَّاسِ بِمَا يَكْرَهُونَ، قَالُوا فِيْهِ بِمَالَا يَعْلَمُونَ.

جو شخص لوگوں کے بارے میں جھٹ سے ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جو انہیں ناگوار گزریں تو پھر وہ اس کے لیے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جنہیں وہ جانتے نہیں.

﴿۳۶﴾ لمبی امیدیں

مَنْ أَطَالَ الْأَمَلَ اَسَاءَ الْعَمَلَ.

جس نے طول طویل امیدیں باندھیں اس نے اپنے اعمال بگاڑ لیے.

﴿۳۷﴾ تعظیم کا ایک طریقہ

وقد لقیه عند مسیره الی الشام دها قین الانبار، فترجلوا له واشتدوا بین یدیه، فقال : ما هذا الذی صنعتموه؟ فقالوا: خلق منا نعظم به امراء نا. فقال: والله ما ینتفع بهذا امراوکم! وانکم لتشقون علی انفسکم فیدنیاکم، وتشقون به فی آخرتکم، وما اخسر المشقة وراء ها العقاب، واربح الدعة معها الامان من النار!

امیرالمومنین علیہ السلام سے شام کی جانب روانہ ہوتے وقت مقام انبار کے زمینداروں کا سامنا ہوا تو وہ آپ کو دیکھ کر پیادہ ہو گئے اور آپ کے سامنے دوڑنے لگے ،آپ نے فرمایا یہ تم نے کیا کیا ؟انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا عام طریقہ ہے. جس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم بجالاتے ہیں ،آپ نے فرمایا: خدا کی قسم اس سے تمہارے حکمرانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا البتہ تم اس دنیا میں اپنے کو زحمت و مشقت میں ڈالتے ہو اور آخرت میں اس کی وجہ سے بدبختی مول لیتے ہو وہ مشقت کتنی گھاٹے والی ہے جس کا نتیجہ سزائے اخروی ہو اور وہ راحت کتنی فائدہ مند ہے جس کا نتیجہ دوزخ سے امان ہو۔

﴿۳۸﴾ امام حسنؑ کو نصیحت

لابنه الحسن: یَابُنَیَّ، اَحْفَظْ عَنِّی اَرْبَعًا، وَاَرْبَعًا، لاَ یَضُرُّکَ مَا عَمِلْتَ

مَعهُنَّ: اِنَّ اَغنیٰ الغِنیٰ العَقلُ، وَاَکبَرَ الفقرِ الحُمقُ، وَاَوحشَ الوَحشَةِ العُجبُ وَاَکرَمَ الحَسَبِ حُسنُ الخُلقِ.

یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَمُصَادَقَةَ الاَحمَقِ، فَاِنَّهُ یُرِیدُ اَن یَنفَعَکَ فَیَضُرَّکَ وَاِیَّاکَ وَمُصَادَقَةَ البَخِیلِ، فَاِنَّهُ یَقعُدُ عَنکَ اَحوَجَ مَا تَکُونُ اِلَیهِ: وَاِیَّاکَ وَمُصَادَقَةَ الفَاجِرِ، فَاِنَّهُ یَبِیعُکَ بِالتَّافِهِ! وَاِیَّاکَ وَمُصَادَقَةَ الکَذَّابِ، فَاِنَّهُ کَالسَّرَابِ: یُقَرِّبُ عَلَیکَ البَعِیدَ، وَیُبَعِّدُ عَلَیکَ القَرِیبَ.

اپنے فرزند حضرت حسن علیہ السلام سے فرمایا: مجھ سے چار اور پھر چار باتیں یاد رکھو .ان کے ہوتے ہوئے جو کچھ کرو گے وہ تمہیں ضرر نہ پہنچائے گا۔ سب سے بڑی ثروت عقل و دانش ہے اور سب سے بڑی ناداری حماقت و بے عقلی ہے اور سب سے بڑی وحشت غرور خود بینی ہے اور سب سے بڑا جوہر ذاتی حسن اخلاق ہے.

اے فرزند! بیوقوف سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچائے گا. اور بخیل سے دوستی نہ کرنا کیونکہ جب تمہیں اس کی مدد کی انتہائی احتیاج ہوگی وہ تم سے دور بھاگے گا اور بدکردار سے دوستی نہ کرنا وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا اور جھوٹے سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ سراب کے مانند تمہارے لیے دور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھائے گا۔

﴿۳۹﴾ فرائض کی اہمیت

لَا قُربَةَ بِالنَّوَافِلِ اِذَا اَضَرَّتْ بِالفَرَائِضِ.

مستحبات سے قرب الٰہی نہیں حاصل ہوسکتا جب کہ وہ واجبات میں سدراہ ہوں.

﴿۴۰﴾ دانا و نادان

لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَاءَ قَلْبِهِ، وَقَلْبُ الْأَحْمَقِ وَرَاءَ لِسَانِهِ.

عقل مند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور بے قوف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے.

﴿۴۱﴾ عاقل و احمق

وقد روی عنه هذا المعنی بلفظ آخر، وهو قوله: قَلْبُ الْأَحْمَقِ فِی فِیْهِ، وَلِسَانُ الْعَاقِلِ فِی قَلْبِهِ، ومعنا هما واحد.

یہی مطلب دوسرے لفظوں میں بھی حضرت سے مروی ہے اور وہ یہ کہ بے وقوف کا دل اس کے منہ میں ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہے بہر حال ان دونوں جملوں کا مقصد ایک ہے

﴿۴۲﴾ اجر و عوض

لبعض اصحابه فی علة اعتلها: جَعَلَ اللّٰهُ مَا کَانَ مِنْ شَکْوَاکَ حَطًّا لِسَیِّئَاتِکَ، فَاِنَّ الْمَرَضَ لَا اَجْرَ فِیْهِ، وَلٰکِنَّهُ یَحُطُّ السَّیِّئَاتِ وَیَحُتُّهَا حَتَّ الْاَوْرَقِ. وَاِنَّمَا الْاَجْرُ فِی الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ، وَالْعَمَلِ بِالْاَیْدِی وَالْاِقْدَامِ، وَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ یُدْخِلُ بِصِدْقِ النِّیَّةِ وَالسَّرِیْرَةِ الصَّالِحَةِ مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ الْجَنَّةَ.

اپنے ایک ساتھی سے اس کی بیماری کی حالت میں فرمایا. اللہ نے تمہارے مرض کو تمہارے گناہوں کو دور کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ خود مرض کا کوئی ثواب نہیں ہے مگر وہ گناہوں کو مٹاتا اور انہیں اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑتے

ہیں ہاں ثواب اس میں ہوتا ہے کہ کچھ زبان سے کہا جائے اور کچھ ہاتھ پیروں سے کیا جائے اور خداوند عالم اپنے بندوں میں سے نیک نیتی اور پاکدامنی کی وجہ سے جسے چاہتا ہے جنت میں داخل کرتا ہے۔

﴿۴۳﴾ خباب ابن ارت

فی ذکر خباب بن الارت:

يَرْحَمُ اللّٰهُ خَبَّابَ بْنَ الْأَرُتِّ، فَلَقَدْ اَسْلَمَ رَاغِبًا، وَهَاجَرَ طَائِعًا، وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ وَرَضِىَ عَنِ اللّٰهِ، وَعَاشَ مُجَاهِداً.

خباب ابن ارت کے بارے میں فرمایا. خدا خباب ابن ارت پر رحمت اپنی شامل حال فرمائے وہ اپنی رضا مندی سے اسلام لائے اور بخوشی ہجرت کی اور ضرورت بھر قناعت کی اور اللہ تعالی کے فیصلوں پر راضی رہے اور مجاہدانہ شان سے زندگی بسر کی۔

حضرت خباب ابن ارت پیغمبر کے جلیل القدر صحابی اور مہاجرین اولین میں سے تھے. انہوں نے قریش کے ہاتھوں طرح طرح کی مصیبتیں اٹھائیں. چلچلاتی دھوپ میں کھڑے کئے گئے آگ پر لٹائے گئے. مگر کسی طرح پیغمبر اکرم کا دامن چھوڑنا گوارا نہ کیا. بدر اور دوسرے معرکوں میں رسالت مآب کے ہمرکاب رہے. صفین و نہروان میں امیر المومنین علیہ السلام کا ساتھ دیا. مدینہ چھوڑ کر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی. چنانچہ یہیں پر 73 برس کی عمر میں 39 ہجری میں انتقال فرمایا، نماز جنازہ امیر المومنین علیہ السلام نے پڑھائی اور بیرون کوفہ دفن ہوئے اور حضرت نے یہ کلمات ترحم ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمائے۔

﴿۴۴﴾ قابل مبارکباد

طُوبیٰ لِمَنْ ذَکَرَ الْمَعَادَ، وَعَمِلَ لِلْحِسَابِ، وَقَنِعَ بِالْکَفَافِ، وَرَضِیَ عَنِ اللّٰہِ.

خوشا نصیب اس کے جس نے آخرت کو یاد رکھا، حساب و کتاب کے لیے عمل کیا ضرورت بھر قناعت کی اور اللہ سے راضی وخوشنود رہا۔

﴿۴۵﴾ مومن ومنافق

لَوْ ضَرَبْتُ خَیْشُومَ الْمُؤْمِنِ بِسَفْیِ ھٰذَا عَلیٰ اَنْ یُبْغِضَنِی مَا اَبْغَضَنِی: وَلَوْ صَبَبْتُ الدُّنْیَا بِجَمَّاتِہَا عَلَی الْمُنَافِقِ عَلیٰ اَنْ یُحِبَّنِی مَا اَحَبَّنِی وَذٰلِکَ اَنَّہُ قُضِیَ فَانْقَضیٰ عَلیٰ لِسَانِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: اَنَّہُ قَالَ : یَا عَلِیُّ لاَ یُبْغِضُکَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ یُحِبُّکَ مُنَافِقٌ.

اگر میں مومن کی ناک پر تلواریں لگاؤں کہ وہ مجھے دشمن رکھے تو جب بھی وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا اور اگر تمام متاعِ دنیا کافر کے آگے ڈھیر کر دوں کہ وہ مجھے دوست رکھے تو بھی وہ مجھے دوست نہ رکھے گا اس لیے کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو پیغمبر امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے ہوگیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اے علی علیہ السلام، کوئی مومن تم سے دشمنی نہ رکھے گا اور کوئی منافق تم سے محبت نہ کرے گا۔

﴿۴۶﴾ خود پسندی

سَیِّئَۃٌ تَسُوؤُکَ خَیْرٌ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ حَسَنَۃٍ تُعْجِبُکَ.

وہ گناہ جس کا تمہیں رنج ہو اللہ کے نزدیک اس نیکی سے کہیں اچھا ہے جو تمہیں خود پسند

بنا دے.

جو شخص ارتکاب گناہ کے بعد ندامت و پشیمانی محسوس کرے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے وہ گناہ کی عقوبت سے محفوظ اور توبہ کے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جو نیک عمل بجالانے کے بعد دوسروں کے مقابلہ میں برتری محسوس کرتا ہے اور اپنی نیکی پر گھمنڈ کرتے ہوئے یہ سمجھتا ہے کہ اب اس کے لیے کوئی کھٹکا نہیں رہا وہ اپنی نیکی کو برباد کر دیتا ہے اور حسن عمل کے ثواب سے محروم رہتا ہے. ظاہر ہے کہ جو توبہ سے معصیت کے داغ کو صاف کر چکا ہو وہ اس سے بہتر ہوگا جو اپنے غرور کی وجہ سے اپنے کئے کرائے کو ضائع کر چکا ہو اور توبہ کے ثواب سے بھی اس کا دامن خالی ہو.

﴿۴۷﴾ قدر و قیمت انسان

قَدْرُ الرَّجُلِ عَلَىٰ قَدْرِ هِمَّتِهِ، وَصِدْقُهُ عَلَىٰ قَدْرِ مُرُوءَتِهِ، وَشَجَاعَتُهُ عَلَىٰ قَدْرِ اَنَفَتِهِ، وَعِفَّتُهُ عَلَىٰ قَدْرِ غَيْرَتِهِ.

انسان کی جتنی ہمت ہو اتنی ہی اس کی قدر و قیمت ہے اور جتنی مروت اور جوانمردی ہوگی اتنی ہی راست گوئی ہوگی اور جتنی حمیت و خودداری ہوگی اتنی ہی شجاعت ہوگی اور جتنی غیرت ہوگی اتنی ہی پاک دامنی ہوگی۔

﴿۴۸﴾ حزم و احتیاط

الظَّفَرُ بِالْحَزْمِ، وَالْحَزْمُ بِاِجَالَةِ الرَّأْيِ، وَالرَّاْيُ بِتَحْصِيْنِ الْاَسْرَارِ.

کامیابی دور اندیشی سے وابستہ ہے اور دور اندیشی فکر و تدبر کو کام میں لانے سے اور تدبر بھیدوں کو چھپا کر رکھنے سے۔

﴿۴۹﴾ شریف ورذیل

اَحْذَرُوا صَوْلَةَ الْكَرِيْمِ اِذَا جَاعَ وَاللَّئِيْمِ اِذَا شَبِعَ.

بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملہ سے ڈرتے رہو.

مطلب یہ ہے کہ باعزت و باوقار آدمی کبھی ذلت وتوہین گوارانہیں کرتا اگر اس کی عزت و وقار پر حملہ ہوگا تو وہ بھوکے شیر کی طرح جھپٹے گا اور ذلت کی زنجیروں کو توڑ کر رکھ دے گا اور اگر ذلیل وکم ظرف کو اس کی حیثیت سے بڑھا دیا جائے گا تو اس کا ظرف چھلک اٹھے گا اور وہ اپنے کو بلند مرتبہ خیال کرتے ہوئے دوسروں کے وقار پر حملہ آور ہوگا.

﴿۵۰﴾ دل وحشت پسند

قُلُوبُ الرِّجَالِ وَحْشِيَّةٌ، فَمَنْ تَاَلَّفَهَا اَقْبَلَتْ عَلَيْهِ.

لوگوں کے دل صحرائی جانور ہیں جو کہ ان کو سدھائے گا اس کی طرف جھکیں گے۔

اس قول سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ انسانی قلوب اصل فطرت کے لحاظ سے وحشت پسند واقع ہوئے ہیں اور ان میں انس ومحبت کا جذبہ ایک اکتسابی جذبہ ہے. چنانچہ جب انس و محبت کے دواعی واسباب پیدا ہوتے ہیں تو وہ مانوس ہو جاتے ہیں اور جب اس کے دواعی ختم ہو جاتے ہیں یا اس کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں تو وحشت کی طرف عود کر جاتے ہیں اور پھر بڑی مشکل سے محبت کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں۔

﴿۵۱﴾ خوش بختی

عَيْبُكَ مَسْتُورٌ مَا اَسْعَدَكَ جَدُّكَ.

جب تک تمہارے نصیب یاور ہیں تمہارے عیب ڈھکے ہوئے ہیں.

﴿۵۲﴾ عفو و درگزر

اَوْلَى النَّاسِ بِالْعَفْوِ اَقْدَرُهُمْ عَلَى الْعُقُوبَةِ.

معاف کرنا سب سے زیادہ اسے زیب دیتا ہے جو سزا دینے پر قادر ہو.

﴿۵۳﴾ سخاوت کے معنی

السَّخَاءُ مَا كَانَ ابْتِدَاءً: فَاَمَّا مَا كَانَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فَحَيَاءٌ وَتَذَمُّمٌ.

سخاوت وہ ہے جو بن مانگے ہو اور مانگے سے دینا یا شرم ہے یا بدگوئی سے بچنا۔

﴿۵۴﴾ چند صفتیں

لاَ غِنَىً كَالْعَقْلِ: وَلاَ فَقْرَ كَالْجَهْلِ: وَلاَ مِيْرَاثَ كَالْاَدَبِ: وَلاَ ظَهِيْرَ كَالْمُشَاوَرَةِ.

عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں، ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں.

﴿۵۵﴾ صبر کی دو قسمیں

الصَّبْرُ صَبْرَانِ: صَبْرٌ عَلَى مَا تَكْرَهُ، وَصَبْرٌ عَمَّا تُحِبُّ.

صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک ناگوار باتوں پر صبر اور دوسرے پسندیدہ چیزوں سے صبر.

﴿۵۶﴾ فقر و غنا

الْغِنَى فِي الْغُرْبَةِ وَطَنٌ، وَالْفَقْرُ فِي الْوَطَنِ غُرْبَةٌ.

دولت ہو تو پردیس میں بھی دیس ہے اور مفلسی ہو تو دیس میں بھی پردیس

﴿۵۷﴾ قناعت

اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا یَنْفَدُ.

قناعت وہ سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوسکتا

علامہ رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مروی ہے.

قناعت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو جو میسر ہو اس پر خوش وخرم رہے اور کم ملنے پر کبیدہ خاطر و شاکی نہ ہو اور اگر تھوڑے پر مطمئن نہیں ہوگا تو رشوت, خیانت اور مکروفریب ایسے محرمات اخلاقی کے ذریعہ اپنے دامن حرص کو بھرنے کی کوشش کرے گا، کیونکہ حرص کا تقاضا ہی یہ ہے جس طرح بن پڑے خواہشات کو پورا کیا جائے اور ان خواہشات کا سلسلہ کہیں پر رکنے نہیں پاتا کیونکہ ایک خواہش کا پورا ہونا دوسری خواہش کی تمہید بن جایا کرتا ہے اور جوں جوں انسان کی خواہش کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے اس کی احتیاج بڑھتی ہی جاتی ہے اس لیے کبھی محتاجی و بےاطمینانی سے نجات حاصل نہیں کرسکتا اگر اس بڑھتی ہوئی خواہش کو روکا جاسکتا ہے تو وہ صرف قناعت سے کہ جو ناگزیر ضرورتوں کے علاوہ ہر ضرورت سے مستغنی بنادیتی ہے اور لازوال سرمایہ ہے جو ہمیشہ کے لیے فارغ البال کردیتا ہے۔

﴿۵۸﴾ مال و دولت

اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ. مال نفسانی خواہشوں کا سرچشمہ ہے.

﴿۵۹﴾ ناصح کی تلخ بیانی

مَنْ حَذَّرَکَ کَمَنْ بَشَّرَکَ.

جو برائیوں سے خوف دلائے وہ تمہارے لیے مژدہ سنانے والے کے مانند ہے.

﴿۶۰﴾ زبان کی درندگی

اَللِّسَانُ سَبُعٌ، اِنْ خُلِّیَ عَنْهُ عَقَرَ.

زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے.

﴿۶۱﴾ عورت ایک بچھو ہے

اَلْمَرْأَةُ عَقْرَبٌ حُلْوَةُ اللَّسْبَةِ.

عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کے لپٹنے میں بھی مزہ آتا ہے.

﴿۶۲﴾ احسان کا بدلہ

اِذَا حُيِّيتَ بِتَحِيَّةٍ فَحَیِّ بِاَحْسَنَ مِنْهَا، وَاِذَا اُسْدِيَتْ اِلَيْکَ يَدٌ فَکَافِئْهَا بِمَا يُرْبِی عَلَيْهَا، وَالْفَضْلُ مَعَ ذٰلِکَ لِلْبَادِی.

جب تم پر سلام کیا جائے تو اس سے اچھے طریقہ سے جواب دو اور جب تم پر کوئی احسان کرے تو اس سے بڑھ چڑھ کر بدلہ دو اگرچہ اس صورت میں بھی فضیلت پہل کرنے والے ہی کی ہوگی.

﴿۶۳﴾ سفارش

اَلشَّفِيعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ.

سفارش کرنے والا امیدوار کے لیے بمنزلہ پروبال ہوتا ہے.

﴿۶۴﴾ دنیا والوں کی غفلت

اَهْلُ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ يُسَارُبِهِمْ وَهُمْ نِيَامٌ.

دنیا والے ایسے سواروں کے مانند ہیں جو سورہے ہیں اور سفر جاری ہے.

﴿۶۵﴾ دوستوں کو کھونا

فَقَدُ الْأَحِبَّةِ غُرْبَةٌ. دوستوں کو کھودینا غریب الوطنی ہے.

﴿۶۶﴾ نااہل سے سوال

فَوْتُ الْحَاجَةِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِهَا اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهَا.

مطلب کا ہاتھ سے چلا جانا اہل کے آگے ہاتھ پھیلانے سے آسان ہے.

﴿۶۷﴾ سائل کو ناکام نہ پھیرو

لَا تَسْتَحِ مِنْ اَعْطَاءِ الْقَلِيْلِ، فَاِنَّ الْحِرْمَانَ اَقَلُّ مِنْهُ.

تھوڑا دینے سے شرمانہیں کیونکہ خالی ہاتھ پھیرنا تو اس سے بھی گری ہوئی بات ہے.

﴿۶۸﴾ عفت وشکر

الْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ وَالشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنَىٰ.

عفت فقر کا زیور ہے اور شکر دولت مندی کی زینت ہے.

﴿۶۹﴾ ناکامی کا خیال نہ کرو

اِذَا لَمْ يَكُنْ مَا تُرِيْدُ فَلَا تُبَلْ مَا كُنْتَ.

اگر حسب منشا تمہارا کام نہ بن سکے تو پھر جس حالت میں ہو مگن رہو.

﴿۷۰﴾ افراط وتفریط

لاَ تَرَیٰ الْجَاهِلَ اِلَّا مُفْرِطًا اَوْ مُفَرَّطاً.

جاہل کو نہ پاؤ گے مگر یا حد سے آگے بڑھا ہوا اور یا اس سے بہت پیچھے.

﴿۷۱﴾ کمالِ عقل

اِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ. جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں.

بسیار گوئی پریشان خیالی کا اور پریشان خیالی عقل کی خامی کا نتیجہ ہوتی ہے اور جب انسان کی عقل کامل اور فہم پختہ ہوتا ہے تو اس کے ذہن اور خیالات میں توازن پیدا ہو جاتا ہے اور عقل دوسرے قوائے بدنیہ کی طرح زبان پر بھی تسلط و اقتدار حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں زبان عقل کے تقاضوں سے ہٹ کر اور بے سوچے سمجھے کھلنا گوارا نہیں کرتی اور ظاہر ہے کہ سوچ بچار کے بعد جو کلام ہوگا وہ مختصر اور زوائد سے پاک ہوگا.

﴿۷۲﴾ زمانہ کا رویہ

الدَّهْرُ يُخْلِقُ الْأَبْدَانَ، وَيُجَدِّدُ الْآمَالَ وَيُقَرِّبُ الْمَنِيَّةَ، وَيُبَاعِدُ الْأُمْنِيَّةَ: مَنْ ظَفِرَ بِهِ نَصِبَ وَمَنْ فَاتَهُ تَعِبَ.

زمانہ جسموں کو کہنہ و بوسیدہ اور آرزوں کو دور کرتا ہے جو زمانہ سے کچھ پا لیتا ہے وہ بھی رنج سہتا ہے اور جو کھو دیتا ہے وہ تو دکھ جھیلتا ہی ہے.

﴿۷۳﴾ پیشوا کے اوصاف

مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ اِمَامًا فَلْيَبْدَا بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ وَلْيَكُنْ تَادِيْبُهُ بِسِيْرَتِهِ قَبْلَ تَادِيْبِهِ بِلِسَانِهِ: وَمُعَلِّمُ نَفْسِهِ وَمُؤَدِّبُهَا اَحَقُّ بِالْاِجْلَالِ مِنْ

مُعَلِّمِ النَّاسِ وَمُؤَدِّبِهِمْ.

جولوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے اور جو اپنے نفس کی تعلیم و تادیب کر لے وہ دوسروں کی تعلیم و تادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے.

﴿۷۴﴾ یہ سانسیں

نَفَسُ الْمَرْءِ خُطَاهُ اِلٰی اَجَلِهٖ.

انسان کی ہر سانس ایک قدم ہے جو اسے موت کی طرف بڑھائے لیے جا رہا ہے .

یعنی جس طرح ایک قدم مٹ کر دوسرے قدم کے لیے جگہ خالی کرتا ہے اور یہ قدم فرسائی منزل کے قرب کا باعث ہوتی ہے یونہی زندگی کی ہر سانس پہلی سانس کے لیے پیغام فنا بن کر کاروان زندگی کو موت کی طرف بڑھائے لیے جاتی ہے گویا جس سانس کی آمد کو پیغام حیات سمجھا جاتا ہے وہی سانس زندگی کے ایک لمحے کے فنا ہونے کی علامت اور منزل موت سے قرب کا باعث ہوتی ہے کیونکہ ایک سانس کی حیات دوسری سانس کے لیے موت ہے اور انہی فنا بردوش سانسوں کے مجموعے کا نام زندگی ہے۔

ہر نفس عمر گزشتہ کی ہے میت فانی　　　زندگی نام ہے مر مر کے جیے جانے کا

﴿۷۵﴾ رفتنی و گذشتنی

کُلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ (منقص) وَ کُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ

جو چیز شمار میں آئے اسے ختم ہونا چاہیے اور جسے آنا چاہیے وہ آ کر رہے گا۔

﴿۷۶﴾ آغاز وانجام

اِنَّ الْاُمُورَ اِذَا اَشْتَبَهَتْ اَعْتُبِرَ آخِرُهَا بِاَوَّلِهَا

جب کسی کام میں اچھے برے کی پہچان نہ رہے تو آغاز کو دیکھ کر انجام کو پہچان لینا چاہیے.

ایک بیج کو دیکھ کر کاشتکار یہ حکم لگا سکتا ہے کہ اس سے کون سا درخت پیدا ہوگا اس کے پھل پھول اور پتے کیسے ہوں گے اس کا پھیلا اور بڑھا کتنا ہوگا. اسی طرح ایک طالب علم کی سعی و کوشش کو دیکھ کر اس کی کامیابی پر اور دوسرے کی آرام طلبی وغفلت کو دیکھ کر اس کی ناکامی پر حکم لگایا جاسکتا ہے کیونکہ اوائل اواخر کے اور مقدمات نتائج کے آئینہ دار ہوتے ہیں لہذا کسی چیز کا انجام سجھائی نہ دیتا ہوتو اس کی ابتدا کو دیکھا جائے. اگر ابتدا بری ہوگی تو انتہا بھی بری ہوگی اور اگر ابتدا اچھی ہوگی تو انتہا بھی اچھی ہوگی۔

﴿۷۷﴾ ضرار کا بیان

ومن خبر ضرار بن ضمرة الضبائی عند دخوله علی معاویة ومسالته له عن امیر المومنین قال: فاشهد لقد رایته فی بعض مواقفه وقد ارخی اللیل سدوله وهو قائم فی محرابه قابض علی لحیته یتململ تململ السلیم ویبکی بکاء الحزین، ویقول: یا دنیا یا دنیا، الیک عنی، ابی تعرضت؟ ام الی تشوقت؟ لا حان حینک هیهات! غری غیری، لا حاجة لی فیک، قد طلقتک ثلاثا لا رجعة فیها! فعیشک قصیر، وخطرک یسیر، واملک حقیر. آه من قلة الزاد، وطول الطریق وبعد السفر، وعظیم المورد!

جب ضرار ابن ضمر صنبائی معاویہ کے پاس گئے اور معاویہ نے امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے بعض موقعوں پر آپ کو دیکھا جب کہ رات اپنے دامن ظلمت کو پھیلا چکی تھی تو آپ محراب عبادت میں ایستادہ ریش مبارک کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے تھے اور غم رسیدہ کی طرح رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے.

اے دنیا، اے دنیا دور ہو مجھ سے کیا میرے سامنے اپنے کو لاتی ہے؟ یا میری دلدادہ و فریفتہ بن کر آئی ہے. تیرا وہ وقت نہ آئے کہ تو مجھے فریب دے سکے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے جا کسی اور کو جل دے مجھے تیری خواہش نہیں ہے میں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں، تیری زندگی تھوڑی، تیری اہمیت بہت ہی کم اور تیری آرزو ذلیل و پست ہے۔ افسوس زادِ راہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دور دراز اور منزل سخت ہے.

اس روایت کا تتمہ یہ ہے کہ جب معاویہ نے ضرار کی زبان سے یہ واقعہ سنا تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور کہنے لگا کہ خدا ابوالحسن پر رحم کرے وہ واقعا ایسے ہی تھے پھر ضرار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ضرار ان کی مفارقت میں تمہارے رنج واندوہ کی کیا حالت ہے ضرار نے کہا کہ بس یہ سمجھ لو کہ میرا غم اتنا ہی ہے جتنا اس ماں کا ہوتا ہے جس کی گود میں اس کا اکلوتا بچہ ذبح کر دیا جائے.

﴿۷۸﴾ قضا و قدر

للسائل الشامی لما سالہ: اکان مسیرنا الی الشام بقضاء من اللہ وقدر؟

بعد کلام طویل ھذا مختارہ:

وَيْحَكَ! لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَاءً لاَزِمًا، وَقَدَراً خَاتِمًا! وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ

کَذٰلِکَ لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ، وَسَقَطَ الْوَعْدُ وَالْوَعِیْدُ. اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہُ أَمَرَ عِبَادَہُ تَخْیِیْراً، وَنَھَاھُمْ تَحْذِیْراً،وَکَلَّفَ یَسِیْراً وَلَمْ یُکَلِّفْ عَسِیْراً، وَاَعْطٰی عَلَی الْقَلِیْلِ کَثِیْراً: وَلَمْ یُعْصَ مَغْلُوْبًا، وَلَمْ یُطَعْ مُکْرِھاً، وَلَمْ یُرْسِلِ الْأَنْبِیَاءَ لَعِبًا، وَلَمْ یُنْزِلِ الْکِتَابَ لِلْعِبَادِ عَبَثًا، وَلاَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا بَاطِلاً،(ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا فَوَیْلٌ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنَ النَّارِ)

ایک شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ہمارا اہل شام سے لڑنے کے لیے جانا قضاوقدر سے تھا؟ تو آپ نے ایک طویل جواب دیا. جس کا ایک منتخب حصہ یہ ہے خدا تم پر رحم کرے شاید تم نے حتمی و لازمی قضاو قدر سمجھ لیا ہے کہ جس کے انجام دینے پر ہم مجبور ہیں اگر ایسا ہوتا تو پھر نہ ثواب کا کوئی سوال پیدا ہوتا نہ عذاب کا نہ وعدے کے کچھ معنی رہتے نہ وعید کے،خداوند عالم نے تو بندوں کو خود مختار بنا کر مامور کیا ہے اور عذاب سے ڈراتے ہوئے نہی کی ہے۔اس نے سہل و آسان تکلیف دی ہے اور دشواریوں سے بچائے رکھا ہے وہ تھوڑے کئے پر زیادہ اجر دیتا ہے. اس کی نافرمانی اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ دب گیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لیے کی جاتی ہے کہ اس نے مجبور کر رکھا ہے اس نے پیغمبروں کو بطور تفریح نہیں بھیجا اور بندوں کے لیے کتابیں بے فائدہ نہیں اتاری ہیں اور نہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بیکار پیدا کیا ہے یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا آتش جہنم کے عذاب سے

اس روایت کا تتمہ یہ ہے پھر اس شخص نے کہا کہ وہ کون سی قضاوقدر تھی جس کی وجہ سے ہمیں جانا پڑا آپ نے کہا کہ قضا کے معنی حکم باری کے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے. وقضی ربک الا

تعبدوا الا ایاہ اورتمہارے پروردگار نے توحکم دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرنا یہاں پر قضی بمعنی امر کے ہے۔

﴿۷۹﴾ حکمت

خُذِ الْحِکْمَةَ اَنّٰی کَانَتْ، فَاِنَّ الْحِکْمَةَ تَکُونُ فِی صَدْرِ الْمُنَافِقِ فَتَلَجْلَجُ فِی صَدْرِهٖ حَتّٰی تَخْرُجَ فَتَسْکُنَ اِلٰی صَوَاحِبِهَا فِی صَدْرِ الْمُؤْمِنِ.

حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے. لیکن جب تک اس کی زبان سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے.

﴿۸۰﴾ سرمایۂ حکمت

اَلْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَخُذِ الْحِکْمَةَ وَلَوْ مِنْ اَهْلِ النِّفَاقِ.

حکمت مومن ہی کی گمشدہ چیز ہے اسے حاصل کرو اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔

﴿۸۱﴾ ہنر کی قدر و قیمت

قِیمَةُ کُلِّ امْرِئٍ مَا یُحْسِنُهُ . ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے جو اس شخص میں ہے.

سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسا انمول جملہ ہے کہ نہ کوئی حکیمانہ بات اس کے ہم وزن ہوسکتی ہے, اور نہ کوئی جملہ اس کا ہم پایہ ہوسکتا ہے. انسان کی حقیقی قیمت اس کا جوہر علم وکمال ہے. وہ علم وکمال کی جس بلندی پر فائز ہوگا, اسی کے مطابق اس کی قدر و منزلت ہوگی چنانچہ جوہر شناس نگاہیں شکل وصورت, بلندی قد و قامت اور ظاہری جاہ وحشمت کو نہیں دیکھتیں بلکہ انسان کے ہنر کو دیکھتی ہیں اور اسی ہنر کے لحاظ سے اس کی قیمت ٹھہراتی ہیں. مقصد یہ ہے کہ انسان کو اکتساب

فضائل و تحصیل علم و دانش میں جدو جہد کرنا چاہیے۔

﴿۸۲﴾ پانچ نصیحتیں

اَوُصِیُکُمُ بِخَمُسٍ لَوُ ضَرَبُتُمُ اِلَیُهَا آبَاطَ الُاِبِلِ لَکَانَتُ لِذٰلِکَ اَهُلاً: لاَ یَرُجُوَنَّ اَحَدٌ مِنُکُمُ اِلَّا رَبَّهُ، وَلاَ یَخَافَنَّ اِلَّا ذَنُبَهُ، وَلاَ یَسُتَحِیَنَّ اَحَدٌ مِنُکُمُ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لاَ یَعُلَمُ اَنُ یَقُولَ: لاَ اَعُلَمُ،وَلاَ یَسُتَحِیَنَّ أَحَدٌ اِذَا لَمُ یَعُلَمِ الشَّیُ اَنُ یَتَعَلَّمَهُ، وَعَلَیُکُمُ بِالصَّبُرِ، فَاِنَّ الصَّبُرَ مِنَ الُاِیُمَانِ کَالرَّاسِ مِنَ الُجَسَدِ، وَلاَ خَیُرَ فِی جَسَدٍ لاَ رَاسَ مَعَهُ، وَلاَ فِی اِیُمَانٍ لاَ صَبُرَ مَعَهُ.

تمہیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر انہیں حاصل کرنے کے لیے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنکاؤ تو وہ اسی قابل ہوں گی، تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا کسی سے آس نہ لگائے اور اس کے گناہ کے علاوہ کسی شے سے خوف نہ کھائے اور اگر تم میں سے کسی سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے کہ جسے وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے میں نہ شرمائے کہ میں نہیں جانتا اور اگر کوئی شخص کسی بات کو نہیں جانتا تو اس کے سیکھنے میں شرمائے نہیں اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

﴿۸۳﴾ مدح سرائی

لرجل افرط فی الثناء علیه و کان له متهما: أَنَا دُونَ مَاتَقُولُ، وَفَوُقَ مَافِی نَفُسِکَ.

ایک شخص نے آپ کی بہت زیادہ تعریف کی حالانکہ وہ آپ سے عقیدت و ارادت نہ

رکھتا تھا تو آپ نے فرمایا جو تمہاری زبان پر ہے میں اس سے کم ہوں اور جو تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ ہوں۔

﴿۸۴﴾ بقیۃ السیف

بَقِيَّةُ السَّيْفِ اَبْقَىٰ عَدَداً وَاَكْثَرُ وَلَدًا.

تلوار سے بچے کھچے لوگ زیادہ باقی رہتے ہیں اوران کی نسل زیادہ ہوتی ہے.

﴿۸۵﴾ ہمہ دانی

مَنْ تَرَكَ قَوْلَ (لَا اَدْرِي) أُصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ.

جس کی زبان پر کبھی یہ جملہ نہ آئے کہ میں نہیں جانتا. تو وہ چوٹ کھانے کی جگہوں پر چوٹ کھا کر رہتا ہے.

﴿۸۶﴾ بڑوں کا مشورہ

رَأْيُ الشَّيْخِ أَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ جَلَدِالْغُلَامِ. وروی: (مِنْ مَشْهَدِ الْغُلَامِ)

بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی ہمت سے زیادہ پسند ہے ایک روایت میں یوں ہے کہ بوڑھے کی رائے مجھے جوان کے خطرہ میں ڈٹے رہنے سے زیادہ پسند ہے۔

﴿۸۷﴾ استغفار

عَجِبْتُ لِمَنْ يَقْنَطُ وَمَعَهُ الْاِسْتِغْفَارُ.

اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جو توبہ کی گنجائش کے ہوتے ہوئے مایوس ہو جائے۔

﴿۸۸﴾ ایک لطیف استنباط

وحکی عنہ ابو جعفر محمد بن علی الباقرؑ انہ قال : كَانَ فِي الْاَرْضِ أَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَقَدْ رُفِعَ أَحَدُهُمَا، فَدُونَكُمُ الْآخَرَ فَتَمَسَّكُوا بِهِ: اَمَّا الْأَمَانُ الَّذِي رُفِعَ فَهُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا الْأَمَانُ الْبَاقِي فَالْاِسْتِغْفَارُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:(وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ.

ابوجعفر محمد ابن علی الباقر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ دنیا میں عذاب خدا سے دو چیزیں باعث امان تھیں ایک ان میں سے اٹھ گئی، مگر دوسری تمہارے پاس موجود ہے۔ لہٰذا اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔ وہ امان جو اٹھالی گئی وہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم تھے اور وہ امان جو باقی رہ گئی ہے وہ توبہ واستغفار ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا۔ اللہ لوگوں پر عذاب نہیں کرے گا جب تک تم ان میں موجود ہو۔ اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں اتارے گا، جب کہ یہ لوگ توبہ واستغفار کر رہے ہوں گے۔

سید رضی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ بہترین استخراج اور عمدہ نکتہ آفرینی ہے۔

﴿۸۹﴾ اللہ سے خوش معاملگی

مَنْ أَصْلَحَ مَابَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَابَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، وَمَنْ اَصْلَحَ أَمْرَ آخِرَتِهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ لَهُ اَمْرَ دُنْيَاهُ، وَمَنْ كَانَ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ وَاعِظٌ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ.

جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو ٹھیک رکھا تو اللہ اس کے اور لوگوں کے

معاملات سلجھائے رکھے گا اور جس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا تو خدا اس کی دنیا بھی سنوار دے گا اور جو خود اپنے کو وعظ و پند کرلے تو اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔

﴿۹۰﴾ پورا علم

اَلْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ مَنْ لَمْ يُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَلَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رُوحِ اللّٰهِ، وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ.

پورا عالم و دانا وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس اور اس کی طرف سے حاصل ہونے والی آسائش و راحت سے نا امید نہ کرے اور نہ انہیں اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن کردے۔

﴿۹۱﴾ دل کی خستگی

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُ الابدان، فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكَمِ.

یہ دل بھی اسی طرح اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اکتا جاتے ہیں لہذا جب ایسا ہو تو ان کے لیے لطیف حکیمانہ نکات تلاش کرو۔

﴿۹۲﴾ علم بے عمل

اَوْضَعُ الْعِلْمِ مَا وُقِفَ عَلَى اللِّسَانِ، وَاَرْفَعُهُ مَاظَهَرَفِي الْجَوَارِحِ وَالْاَرْكَانِ.

وہ علم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضاء و جوارح سے نمودار ہو۔

﴿۹۳﴾ فتنہ کی تفسیر

لَا يَقُولَنَّ اَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ) لِأَنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى فِتْنَةٍ، وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَعَاذَ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ، فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: (وَاعْلَمُوا اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) وَمَعْنٰى ذٰلِكَ اَنَّهُ يَخْتَبِرُهُمْ بِالْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ لِيَتَبَيَّنَ السَّاخِطَ لِرِزْقِهِ، وَالرَّاضِيَ بِقِسْمِهِ وَاِنْ كَانَ سُبْحَانَهُ اَعْلَمَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ، وَلٰكِنْ لِتَظْهَرَ الْأَفْعَالُ الَّتِي بِهَا يُسْتَحَقُّ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ: لِأَنَّ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ الذُّكُورَوَيَكْرَهُ الْإِنَاثَ، وَبَعْضَهُمْ يُحِبُّ تَثْمِيرَ الْمَالِ،وَيَكْرَهُ انْثِلَامَ الْحَالِ.

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اے اللہ: میں تجھ سے فتنہ وآزمائش سے پناہ چاہتا ہوں اس لیے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو، بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو مال اور اولاد کے ذریعے آزماتا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اپنی قسمت پر شاکر ہے اگرچہ اللہ سبحانہ ان کو اتنا جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے کو اتنا نہیں جانتے لیکن یہ آزمائش اس لیے ہے کہ وہ افعال سامنے آئیں جن سے ثواب وعذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے کیونکہ بعض اولادِ نرینہ کو چاہتے ہیں اور لڑکیوں سے کبیدہ خاطر ہوتے ہیں اور بعض مال بڑھانے کو پسند کرتے ہیں اور بعض شکستہ حالی کو برا سمجھتے ہیں۔

﴿۹۴﴾ خیر کی تشریح

وسئل عن الخیر ماھو؟ فقال: لَیْسَ الْخَیْرُ اَنْ یَکْثُرَ مَالُکَ وَوَلَدُکَ، وَلٰکِنَّ الْخَیْرَ اَنْ یَکْثُرَ عِلْمُکَ، وَاِنْ یَعْظُمَ حِلْمُکَ، وَاِنْ تُبَاھِیَ النَّاسَ بِعِبَادَۃِ رَبِّکَ : فَاِنْ اَحْسَنْتَ حَمِدْتَ اللّٰہِ، وَاِنْ أَسَاتَ اَسْتَغْفَرْتَ اللّٰہَ وَلاَ خَیْرَ فِی الدُّنْیَا اِلَّا لِرَجُلَیْنِ: رَجُلٍ اَذْنَبَ ذُنُوبًا فَھُوَ یَتَدَارَکُھَا بِالتَّوْبَۃِ وَرَجُلٍ یُسَارِعُ فِی الْخَیْرَاتِ.

آپ سے دریافت کیا گیا کہ نیکی کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہ نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال واولاد میں فراوانی ہو جائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو اب اگر اچھا کام کرو تو اللہ کا شکر بجا لاؤ اور اگر کسی برائی کا ارتکاب کرو تو توبہ واستغفار کرو اور دنیا میں صرف دو شخصوں کے لیے بھلائی ہے ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے اور دوسرا وہ جو نیک کام میں تیز گام ہو۔

﴿۹۵﴾ معیارِ عمل

لاَیَقِلُّ عَمَلٌ مَعَ التَّقْوٰی، وَکَیْفَ یَقِلُّ مَا یُتَقَبَّلُ؟!

جو عمل تقوی کے ساتھ انجام دیا جائے وہ تھوڑا نہیں سمجھا جا سکتا اور مقبول ہونے والا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے؟

﴿۹۶﴾ معیارِ تقرب

اِنَّ أَوْلَی النَّاسِ بِالْأَنْبِیَاءِ أَعْلَمُھُمْ بِمَا جَاؤُوا بِہِ، ثُمَّ تَلاَ: (اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا) اَلآیَۃَ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ وَلِیَّ

مُحَمَّدٍ مَنْ أَطَاعَ اللّٰہَ وَإِنْ بَعُدَتْ لَحْمَتُهُ، وَإِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَىٰ اللّٰہَ وَإِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهُ!

انبیا سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کا زیادہ علم رکھتے ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی :ابراہیم سے زیادہ خصوصیت ان لوگوں کی تھی جو ان کے فرمانبردار تھے اور اب اس نبی اور ایمان لانے والوں کو خصوصیت ہے۔ پھر فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کرے اگر چہ ان سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو اور ان کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگر چہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔

﴿۹۷﴾ ایک خارجی کی عبادت

وسمعؑ رجلا من الحروبة یتهجد ویقرا، فقال: نَوْمٌ عَلَىٰ یَقِیْنٍ خَیْرٌ مِنْ صَلَاةٍ فِی شَکٍّ.

ایک خارجی کے متعلق آپ علیہ السلام نے سنا کہ وہ نماز شب پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو آپ نے فرمایا یقین کی حالت میں سونا شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

﴿۹۸﴾ روایت ورعایت

اِعْقِلُوا الْخَبَرَ اِذَا سَمِعْتُمُوهُ عَقْلَ رِعَایَةٍ لَا عَقْلَ رِوَایَةٍ، فَإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ کَثِیْرٌ، وَرُعَاتَهُ قَلِیْلٌ.

جب کوئی حدیث سنو تو اسے عقل کے معیار پر پرکھ لو صرف نقل الفاظ پر بس نہ کرو

کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں اور اس میں غور کرنے والے کم ہیں۔

﴿۹۹﴾ انا للہ وانا الیہ راجعون کی تفسیر

وسمع رجلا یقول: (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ) فَقَالَ:

اِنَّ قَوْلَنَا: (اِنَّا لِلّٰہِ) اِقْرَارٌ عَلٰی اَنْفُسِنَا بِالْمُلْکِ: وَقَوْلَنَا: (وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ) اِقْرَارٌ عَلٰی اَنْفُسِنَا بِالْهُلْکِ.

ایک شخص کو انا للہ وانا الیہ راجعون ہم اللہ کے ہیں اور اللہ کی طرف پلٹنا ہے کہتے سنا تو فرمایا کہ ہمارا یہ کہنا کہ ہم اللہ کے ہیں اس کے مالک ہونے کا اعتراف ہے اور یہ کہنا کہ ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے یہ اپنے لیے فنا کا اقرار ہے.

﴿۱۰۰﴾ جواب مدح

ومدحه قوم فی وجهه، فقال:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ اَعْلَمُ بِی مِنْ نَفْسِی وَأَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِی مِنْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا خَیْراً مِمَّا یَظُنُّونَ وَاغْفِرْلَنَا مَالَا یَعْلَمُونَ.

لوگوں نے آپ علیہ السلام کے روبرو آپ کی مدح وستائش کی تو فرمایا: اے اللہ تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو میں پہچانتا ہوں اے خدا جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان لغزشوں کو بخش دے جن کا انہیں علم نہیں۔

﴿۱۰۱﴾ حاجت روائی

لاَ يَسْتَقِيمُ قَضَاءُ الْحَوَائِجِ اِلَّا بِثَلاَثٍ: بِاسْتِصْغَارِهَا لِتَعْظُمَ، وَبِاسْتِكْتَامِهَا لِتَظْهَرَ، وَبِتَعْجِيلِهَا لِتَهْنُؤَ.

حاجت روائی تین چیزوں کے بغیر پائدار نہیں ہوتی۔ اسے چھوٹا سمجھا جائے تا کہ وہ بڑی قرار پائے اسے چھپایا جائے تا کہ وہ خود بخود ظاہر ہو اور اس میں جلدی کی جائے تا کہ وہ خوش گوار ہوں۔

﴿۱۰۲﴾ ایک پیشین گوئی

يَاتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لاَ يُقَرَّبُ فِيهِ اِلَّا الْمَاحِلُ وَلاَ يُظَرَّفُ فِيهِ اِلَّا الْفَاجِرُ، وَلاَ يُضَعَّفُ فِيهِ اِلَّا الْمُنْصِفُ، يَعُدُّونَ الصَّدَقَةَ فِيهِ غُرْمًا، وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنًّا، وَالْعِبَادَةَ اسْتِطَالَةً عَلَى النَّاسِ! فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَكُونُ السُّلْطَانُ بِمَشُورَةِ النِّسَاءِ، وَاِمَارَةِ الصِّبْيَانِ، وَتَدْبِيرِ الْخِصْيَانِ!

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو اور وہی خوش مذاق سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر ہو اور انصاف پسند کو کمزور و ناتواں سمجھا جائے گا صدقہ کو لوگ خسارہ اور صلہ رحمی کو احسان سمجھیں گے اور عبادت لوگوں پر تفوق جتلانے کے لیے ہوگی، ایسے زمانہ میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشورے، نوخیز لڑکوں کی کارفرمائی اور خواجہ سراں کی تدبیر و رائے پر ہوگا۔

﴿۱۰۳﴾ بوسیدہ لباس

ورئی علیه ازار خلق مرقوع فقیل له فی ذلک، فقال:

يَخْشَعُ لَهُ الْقَلْبُ، وَتَذِلُّ بِهِ النَّفْسُ، وَيَقْتَدِى بِهِ الْمُؤْمِنُونَ. اِنَّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ عَدُوَّانِ مُتَفَاوِتَانِ، وَسَبِيْلَانِ مُخْتَلِفَانِ: فَمَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا وَتَوَلَّاهَا اَبْغَضَ الْآخِرَةَ وَعَادَاهَا، وَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَمَاشٍ بَيْنَهُمَا: كُلَّمَا قَرُبَ مِنْ وَاحِدٍ بَعُدَ مِنَ الْآخَرِ، وَهُمَا بَعْدُ ضَرَّتَانِ!

آپ کے جسم پر ایک بوسیدہ اور پیوند دار جامہ دیکھا گیا تو آپ سے اس کے بارے میں کہا گیا، آپ نے فرمایا: اس سے دل متواضع اور نفس رام ہوتا ہے اور مومن اس کی تاسی کرتے ہیں، دنیا اور آخرت آپس میں دونا ساز گار دشمن اور دو جدا جدا راستے ہیں چنانچہ جو دنیا کو چاہے گا اور اس سے دل لگائے گا، وہ دونوں بمنزلہ مشرق ومغرب کے ہیں اور ان دونوں سمتوں کے درمیان چلنے والا جب بھی ایک سے قریب ہوگا تو دوسرے سے دور ہونا پڑے گا پھر ان دونوں کا رشتہ ایسا ہی ہے جیسا دو سوتوں کا ہوتا ہے۔

﴿۱۰۴﴾ نوف بکالی کا بیان

وعن نوف البکالی، قال: رایت امیر المومنینؑ ذات لیلة، وقد خرج من فراشه، فنظر فی النجوم فقال لی: یا نوف اراقد انت ام رامق؟ فقلت: بل رامق، قال: يَا نَوْفُ، طُوبَىٰ لِلزَّاهِدِيْنَ فِي الدُّنْيَا، الرَّاغِبِيْنَ فِي الْآخِرَةِ، اُولٰئِكَ قَوْمٌ اتَّخَذُوا الْأَرْضَ بِسَاطًا، وَتُرَابَهَا فِرَاشًا، وَمَاءَهَا طِيْبًا، وَالْقُرْآنَ شِعَارًا، وَالدُّعَاءَ دِثَاراً، ثُمَّ قَرَضُوا الدُّنْيَا قَرْضًا عَلَىٰ مِنْهَاجِ الْمَسِيْحِ.

يَا نَوْفُ، اِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَامَ فِى مِثْلِ هٰذِهِ السَّاعَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: اِنَّهَا لَسَاعَةٌ لَايَدْعُو فِيْهَا عَبْدٌ اِلَّا اَسْتُجِيْبَ لَهُ، اِلَّا اَنْ يَكُونَ عَشَّارًا اَوْ عَرِيْفًا اَوْ شُرْطِيًّا اَوْصَاحِبَ عَرْطَبَةٍ

نوف ابن فضالہ بکالی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب امیرالمومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرش خواب سے اٹھے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور پھر فرمایا اے نوف، سوتے ہو یا جاگ رہے ہو میں نے کہا کہ یا امیرالمومنین علیہ السلام جاگ رہا ہوں۔ فرمایا: اے نوف خوشا نصیب ان کے کہ جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش، مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوش گوار قرار دیا۔ قرآن کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا پھر حضرت مسیح کی طرح دامن جھاڑ کر دنیا سے الگ ہو گئے.

اے نوف: داؤد علیہ السلام رات کے ایسے ہی حصہ میں اٹھے اور فرمایا کہ یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں بندہ جو بھی دعا مانگے مستجاب ہوگی سوا اس شخص کے جو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا، یا لوگوں کی برائیاں کرنے والا یا کسی ظالم حکومت کی پولیس میں ہو یا سارنگی یا ڈھول تاشہ بجانے والا ہو.

﴿۱۰۵﴾ فرائض کی پابندی

اِنَّ اللّٰهَ اَفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ لَكُمْ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَنَهَاكُمْ عَنْ اَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَسَكَتَ لَكُمْ عَنْ اَشْيَاءَ وَلَمْ يَدَعْهَا نِسْيَانًا فَلَا تَتَكَلَّفُوهَا.

اللہ نے چند فرائض تم پر عائد کیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو اور تمہارے حدود کار مقرر کر دیئے گئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اس نے چند چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چند چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا انہیں بھولے سے نہیں چھوڑ دیا لہذا خواہ مخواہ انہیں جاننے کی کوشش نہ کرو۔

﴿۱۰۶﴾ دین سے بے اعتنائی

لاَ یَتْرُکُ النَّاسُ شَیْئًا مِنْ أَمْرِ دِیْنِهِمْ لاِ سْتِصْلاَحِ دُنْیَاهُمْ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مَا هُوَ اَضَرُّ مِنْهُ.

جو لوگ اپنی دنیا سنوارنے کے لیے دین سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں تو خدا اس دنیاوی فائدہ سے کہیں زیادہ ان کے لیے نقصان کی صورتیں پیدا کر دیتا ہے۔

﴿۱۰۷﴾ غیر مفید علم

رُبَّ عَالِمٍ قَدْ قَتَلَهُ جَهْلُهُ، وَعِلْمُهُ مَعَهُ لاَ یَنْفَعُهُ.

بہت سے پڑھے لکھوں کو دین سے بے خبری تباہ کر دیتی ہے اور جو علم ان کے پاس ہوتا ہے انہیں ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

﴿۱۰۸﴾ دل کی حالت

لَقَدْ عُلِّقَ بِنِیَاطِ هٰذَا الْاِنْسَانِ بَضْعَةٌ هِیَ اَعْجَبُ مَا فِیْهِ، وَذٰلِکَ الْقَلْبُ: وَذٰلِکَ اَنَّ لَهُ مَوَادَّ مِنَ الْحِکْمَةِ وَأَضْدَاداً مِنْ خِلاَفِهَا: فَاِنْ سَنَحَ لَهُ الرَّجَاءُ اَذَلَّهُ الطَّمَعُ، وَاِنْ هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ اَهْلَکَهُ الْحِرْصُ، وَاِنْ مَلَکَهُ الْیَاسُ قَتَلَهُ الْأَسَفُ، وَاِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ اشْتَدَّ بِهِ الْغَیْظُ ، وَاِنْ اَسْعَدَهُ الرِّضٰی نَسِیَ

التَّحَفُّظَ، وَاِنْ عَالَهُ الْخَوْفُ شَغَلَهُ الْحَذَرُ وَاِنْ اتَّسَعَ لَهُ الْأَمْرُ اسْتَلَبَتْهُ الْغِرَّةُ وَاِنْ أَفَادَ مَالاً اَطْغَاهُ الْغِنىٰ، وَاِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ فَضَحَهُ الْجَزَعُ، وَاِنْ عَضَّتْهُ الْفَاقَةُ شَغَلَهُ الْبَلاءُ، وَاِنْ جَهَدَهُ الْجُوعُ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ، وَاِنْ اِفْرَطَ بِهِ الشَّبَعُ كَظَّتْهُ الْبِطْنَةُ. فَكُلُّ تَقْصِيْرٍ بِهِ مُضِرٌّ، وَكُلُّ اِفْرَاطٍ لَهُ مُفْسِدٌ.

اس انسان سے بھی زیادہ عجیب وہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو اس کی ایک رگ کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا ہے اور وہ دل ہے جس میں حکمت و دانائی کے ذخیرے ہیں اور اس کے برخلاف بھی صفتیں پائی جاتی ہیں اگر اسے امید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع اسے ذلت میں مبتلا کرتی ہے اور اگر طمع ابھرتی ہے تو اسے حرص تباہ و برباد کر دیتی ہے، اگر ناامیدی اس پر چھا جاتی ہے تو حسرت و اندوہ اس کے لیے جان لیوا بن جاتے ہیں اور اگر غضب اس پر طاری ہوتا ہے تو غم و غصہ شدت اختیار کر لیتا ہے اور اگر خوش و خوشنود ہوتا ہے تو حفظ ماتقدم کو بھول جاتا ہے اور اگر اچانک اس پر خوف طاری ہوتا ہے تو فکر و اندیشہ دوسری قسم کے تصورات سے اسے روک دیتا ہے۔ اگر امن امان کا دور دورہ ہوتا ہے تو غفلت اس پر قبضہ کر لیتی ہے اور اگر مال دولتمندی اسے سرکش بنا دیتی ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو بے تابی و بے قراری اسے رسوا کر دیتی ہے اور اگر فقر و فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مصیبت و ابتلا اسے جکڑ لیتی ہے اور اگر بھوک اس پر غلبہ کرتی ہے تو ناتوانی اسے اٹھنے نہیں دیتی اور اگر شکم پری بڑھ جاتی ہے تو یہ شکم پری اس کے لیے کرب و اذیت کا باعث ہوتی ہے، کوتاہی اس کے لیے نقصان رساں اور حد سے زیادتی اس کے لیے تباہ کن ہوتی ہے۔

﴿۱۰۹﴾ مرکز ہدایت

نَحْنُ النُّمْرُقَةُ الْوُسْطیٰ، بِهَا یَلْحَقُ التَّالِی، وَاِلَیْهَا یَرْجِعُ الْغَالِی.

ہم اہلبیت ہی وہ نقطہ اعتدال ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے کو اس سے آ کر ملنا ہے اور آگے بڑھ جانے والے کو اس کی طرف پلٹ کر آنا ہے۔

﴿۱۱۰﴾ حاکم کے اوصاف

لاَ یُقِیْمُ أَمْرَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ اِلَّا مَنْ لاَ یُصَانِعُ وَلاَ یُضَارِعُ وَلاَ یَتَّبِعُ الْمَطَامِعَ.

حکم خدا کا نفاذ وہی کر سکتا ہے جو حق معاملہ میں نرمی نہ برتے، عجز و کمزوری کا اظہار نہ کرے اور حرص و طمع کے پیچھے نہ لگ جائے۔

﴿۱۱۱﴾ سہل ابن حنیف

وَقَدْ توفی سهل بن حنيف الانصاری بالكوفة بعد مرجعه معه من صفين، وكان احب الناس اليه: لَوْأَحَبَّنِی جَبَلٌ لَتَهَافَتَ.

سہل ابن حنیف انصاری حضرت کو سب لوگوں میں زیادہ عزیز تھے یہ جب آپ کے ہمراہ صفین سے پلٹ کر کوفہ پہنچے تو انتقال فرما گئے جس پر حضرت نے فرمایا. اگر پہاڑ بھی مجھے دوست رکھے گا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کی آزمائش کڑی اور سخت ہوتی ہے اس لیے مصیبتیں اس کی طرف لپک کر بڑھتی ہیں اور ایسی آزمائش انہی کی ہوتی ہے جو پرہیزگار نیکوکار منتخب و برگزیدہ ہوتے ہیں اور ایسا ہی آپ کا دوسرا ارشاد ہے۔

﴿۱۱۲﴾ محبت اہلبیت

مَنْ أَحَبَّنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَابًا.

جو ہم اہل بیت سے محبت کرے اسے جامہ فقر پہننے کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔
شاید اس روایت کے دوسرے معنی یہ ہوں کہ جو ہمیں دوست رکھتا ہے اسے دنیا طلبی کے لیے تگ و دو نہ کرنا چاہیے خواہ اس کے نتیجہ میں اسے فقر و افلاس سے دوچار ہونا پڑے بلکہ قناعت اختیار کرتے ہوئے دنیا طلبی سے الگ رہنا چاہیے۔

﴿۱۱۳﴾ پسندیدہ اوصاف

لاَ مَالَ اَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ، وَلاَ وَحْدَةَ اَوْحَشُ مِنَ الْعُجْبِ، وَلاَ عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ، وَلاَ كَرَمَ كَالتَّقْوٰى، وَلاَ قَرِيْنَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ، وَلاَ مِيْرَاثَ كَالْأَدَبِ، وَلاَ قَائِدَ كَالتَّوْفِيْقِ، وَلاَ تِجَارَةَ كَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَلاَ رِبْحَ كَالثَّوَابِ، وَلاَ وَرَعَ كَالْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبْهَةِ، وَلاَ زُهْدَ كَالزُّهْدِ فِي الْحَرَامِ، وَلاَ عِلْمَ كَالتَّفَكُّرِ، وَلاَ عِبَادَةَ كَأَدَاءِ الْفَرَائِضِ، وَلاَ اِيْمَانَ كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ، وَلاَ حَسَبَ كَالتَّوَاضُعِ، وَلاَ شَرَفَ كَالْعِلْمِ وَلاَ عِزَّ كَالْحِلْمِ، وَلاَ مَظَاهَرَةَ اَوْثَقُ مِنَ الْمُشَاوَرَةَ.

عقل سے بڑھ کر کوئی مال سودمند اور خود بینی سے بڑھ کر کوئی تنہائی وحشتناک نہیں اور تدبر سے بڑھ کر کوئی عقل کی بات نہیں اور کوئی بزرگی تقوی کے مثل نہیں اور خوش خلقی سے بہتر کوئی ساتھی اور ادب کے مانند کوئی میراث نہیں اور توفیق کے مانند کوئی پیشرو اور اعمال خیر سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں اور ثواب کا ایسا کوئی نفع نہیں اور کوئی پرہیز گاری شبہات میں توقف سے بڑھ کر نہیں اور حرام کی طرف بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی زہد اور تفکر اور پیش

بینی سے بڑھ کر کوئی علم نہیں اور ادائے فرائض کے مانند کوئی عبادت اور حیا وصبر سے بڑھ کر کوئی ایمان نہیں اور فروتنی سے بڑھ کر کوئی سرفرازی نہیں اور علم کے مانند کوئی بزرگی وشرافت نہیں حلم کے مانند کوئی عزت اور مشورہ سے مضبوط کوئی پشت پناہ نہیں۔

﴿۱۱۴﴾ خوش گمانی و بدگمانی

اِذَا اَسۡتَوۡلَیٰ الصَّلَاحُ عَلَیٰ الزَّمَانِ وَاَهۡلِهِ، ثُمَّ أَسَاءَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجِلٍ لَمۡ تَظۡهَرۡ مِنۡهُ حَوۡبَةٌ فَقَدۡ ظَلَمَ! وَاِذَا اَسۡتَوۡلَیٰ الۡفَسَادُ عَلَیٰ الزَّمَانِ وَأَهۡلِهِ فَاَحۡسَنَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ فَقَدۡ غَرَّرَ!

جب دنیا اور اہل دنیا میں نیکی کا چلن ہو اور پھر کوئی شخص کسی ایسے شخص سے کہ جس سے رسوائی کی کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی سوء ظن رکھے تو اس نے اس پر ظلم و زیادتی کی اور جب دنیا و اہل دنیا پر شر و فساد کا غلبہ ہو اور پھر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے حسن ظن رکھے تو اس نے خود ہی اپنے کو خطرے میں ڈالا۔

﴿۱۱۵﴾ مزاج پرسی کا جواب

کیف نجدک یا امیر المومنین؟ فقالٌ : کَیۡفَ یَکُونُ حَالُ مَنۡ یَفۡنَیٰ بِبَقَائِهِ، وَیَسۡقَمُ بِصِحَّتِهِ، وَیُؤۡتَی مِنۡ مَامَنِهِ!

امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کا حال کیسا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا حال کیا ہوگا جسے زندگی موت کی طرف لیے جا رہی ہو اور جس کی صحت بیماری کا پیش خیمہ ہو اور جسے اپنی پناہ گاہ سے گرفت میں لے لیا جائے۔

﴿۱۱۶﴾ ابتلا و آزمائش

كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ، وَمَغْرُورٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ وَمَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ! وَمَا ابْتَلَى اللّٰهُ اَحَدًا بِمِثْلِ الْإِمْلاَءِ لَهُ.

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے ہیں اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں ہے۔

﴿۱۱۷﴾ دوست و دشمن

هَلَكَ فِيَّ رَجُلاَنِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَمُبْغِضٌ قَالٍ:

میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوئے۔ ایک وہ چاہنے والا جو حد سے بڑھ جائے اور ایک وہ دشمنی رکھنے والا جو عداوت رکھے۔

﴿۱۱۸﴾ فرصت کے کھونے کا نتیجہ

اِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ. موقع کو ہاتھ سے جانے دینا رنج واندوہ کا باعث ہوتا ہے۔

﴿۱۱۹﴾ دنیا کی ایک مثال

مِثْلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّهَا، وَالسُّمُّ النَّاقِعُ فِي جَوْفِهَا، يَهْوِي اِلَيْهَا الْغِرُّ الْجَاهِلُ، وَيَحْذَرُهَا ذُو اللُّبِّ الْعَاقِلُ!

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر زہر

ہلاہل بھرا ہوتا ہے، فریب خوردہ جاہل اس کی طرف کھینچتا ہے اور ہوشمند و دانا اس سے بچ کر رہتا ہے۔

﴿۱۲۰﴾ قریش کی خصوصیات

وسئل عن قريش فقال: أَمَّا بَنُو مَخْزُومٍ فَرَيْحَانَةُ قُرَيْشٍ، نُحِبُّ حَدِيثَ رِجَالِهِمْ، وَالنِّكَاحَ فِي نِسَائِهِمْ: وَأَمَّا بَنُو عَبْدِ شَمْسٍ فَأَبْعَدُهَا رَأْيًا، وَأَمْنَعُهَا لِمَا وَرَاءَ ظُهُورِهَا: وَأَمَّا نَحْنُ فَأَبْذَلُ لِمَا فِي أَيْدِينَا، وَأَسْمَحُ عِنْدَ الْمَوْتِ بِنُفُوسِنَا، وَهُمْ أَكْثَرُ وَأَمْكَرُ وَأَنْكَرُ، وَنَحْنُ أَفْصَحُ وَأَنْصَحُ وَأَصْبَحُ.

حضرت سے قریش کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قبیلہ بنی مخزوم قریش کا مہکتا ہوا پھول ہیں، ان کے مردوں سے گفتگو اور ان کی عورتوں سے شادی پسندیدہ ہے اور بنی عبد شمس دور اندیش اور پیٹھ پیچھے کی اوجھل چیزوں کی پوری روک تھام کرنے والے ہیں لیکن ہم بنی ہاشم تو جو ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے صرف کر ڈالتے ہیں اور موت آنے پر جان دیتے ہیں۔ بڑے جوانمرد ہوتے ہیں اور یہ بنی عبد شمس گنتی میں زیادہ حیلہ باز اور بدصورت ہوتے ہیں اور ہم خوش گفتار خیر خواہ اور خوب صورت ہوتے ہیں۔

﴿۱۲۱﴾ دو عمل

شَتَّانَ مَا بَيْنَ عَمَلَيْنِ: عَمَلٍ تَذْهَبُ لَذَّتُهُ وَتَبْقَىٰ تَبِعَتُهُ، وَعَمَلٍ تَذْهَبُ مَؤُونَتُهُ وَيَبْقَىٰ أَجْرُهُ.

ان دونوں قسم کے عملوں میں کتنا فرق ہے ایک وہ عمل جس کی لذت مٹ جائے لیکن اس کا وبال رہ جائے اور ایک وہ جس کی سختی ختم ہو جائے لیکن اس کا اجر و ثواب باقی رہے.

﴿۱۲۲﴾ مشایعت جنازہ

وتبع جنازة فسمع رجلا يضحك، فقال: كَأَنَّ الْمَوْتَ فِيهَا عَلَىٰ غَيْرِنَا كُتِبَ، وَكَأَنَّ الْحَقَّ فِيهَا عَلَىٰ غَيْرِنَا وَجَبَ، وَكَأَنَّ الَّذِي نَرَىٰ مِنَ الْأَمْوَاتِ سَفْرٌ عَمَّا قَلِيلٍ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ! نُبَوِّئُهُمْ أَجْدَاثَهُمْ، وَنَأْكُلُ تُرَاثَهُمْ، كَأَنَّا مُخَلَّدُونَ بَعْدَهُمْ! ثُمَّ قَدْ نَسِينَا كُلَّ وَاعِظٍ وَوَاعِظَةٍ، وَرُمِينَا بِكُلِّ فَادِحٍ وَجَائِحَةٍ!

حضرت ایک جنازہ کے پیچھے جا رہے تھے کہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز سنی جس پر آپ نے فرمایا: گویا اس دنیا میں موت ہمارے علاوہ دوسروں کے لیے لکھی گئی ہے اور گویا یہ حق موت دوسروں ہی پر لازم ہے اور گویا جن مرنے والوں کو ہم دیکھتے ہیں وہ مسافر ہیں جو عنقریب ہماری طرف پلٹ آئیں گے ادھر ہم انہیں قبروں میں اتارتے ہیں ادھر ان کا ترکہ کھانے لگتے ہیں گویا ان کے بعد ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں پھر یہ کہ ہم نے ہر پند و نصیحت کرنے والے کو وہ مرد ہو یا عورت بھلا دیا ہے اور ہر آفت کا نشانہ بن گئے ہیں۔

﴿۱۲۳﴾ چند صفات

طُوبَىٰ لِمَنْ ذَلَّ فِي نَفْسِهِ، وَطَابَ كَسْبُهُ، وَصَلَحَتْ سَرِيرَتُه وَحَسُنَتْ خَلِيقَتُهُ، وَأَنْفَقَ الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ، وَأَمْسَكَ الْفَضْلَ مِنْ لِسَانِهِ، وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ شَرَّهُ، وَوَسِعَتْهُ السُّنَّةُ، وَلَمْ يُنْسَبْ إِلَى الْبِدْعَةِ.

خوشا نصیب اس کے کہ جس نے اپنے مقام پر فروتنی اختیار کی جس کی کمائی پاک و پاکیزہ نیت نیک اور خصلت و عادت پسندیدہ رہی جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال

خدا کی راہ میں صرف کیا بے کار باتوں سے اپنی زبان کو روک لیا مردم آزاری سے کنارہ کش رہا سنت اسے نا گوار نہ ہوئی اور بدعت کی طرف منسوب نہ ہوا.

سید رضی کہتے ہیں: کہ کچھ لوگوں نے اس کلام کو اور اس سے پہلے کلام کو رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے.

﴿۱۲۴﴾ غیرت

غَیْرَةُ الْمَرْأَةِ کُفْرٌ وَغَیْرَةُ الرَّجُلِ اِیْمَانٌ.

عورت کا غیرت کرنا کفر ہے اور مرد کا غیور ہونا ایمان ہے.

مطلب یہ ہے کہ جب مرد کو چار عورتیں تک کرنے کی اجازت ہے تو عورت کا سوت گوارا نہ کرنا حلال خدا سے نا گواری کا اظہار اور ایک طرح سے حلال کو حرام سمجھنا ہے اور یہ کفر کے ہمF یہ ہے, اور چونکہ عورت کے لیے متعدد شوہر کرنا جائز نہیں ہے, اس لیے مرد کا اشتراک گوارا نہ کرنا اس کی غیرت کا تقاضا اور حرام خدا کو حرام سمجھنا ہے اور یہ ایمان کے مترادف ہے.

مرد و عورت میں یہ تفریق اس لیے ہے تا کہ تولید و بقائے نسل انسانی میں کوئی روک پیدا نہ ہو کیونکہ یہ مقصد اسی صورت میں بدرجہ اتم حاصل ہو سکتا ہے جب مرد کے لیے تعدد ازواج کی اجازت ہو کیونکہ ایک مرد سے ایک ہی زمانہ میں متعدد اولادیں ہو سکتی ہیں اور عورت اس سے معذور و قاصر ہے کہ وہ متعدد مردوں کے عقد میں آنے سے متعدد اولادیں پیدا کر سکے کیونکہ زمانہ حمل میں دوبارہ حمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کے علاوہ اس پر ایسے حالات بھی طاری ہوتے رہتے ہیں کہ مرد کو اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے، چنانچہ حیض اور رضاعت کا زمانہ ایسا ہوتا ہی ہے جس سے تولید کا سلسلہ رک جاتا ہے اور اگر متعدد ازواج ہونگی تو سلسلہ تولید جاری رہ سکتا ہے کیونکہ متعدد بیویوں میں سے کوئی نہ کوئی بیوی ان عوارض سے خالی ہوگی جس سے نسل

انسانی کی ترقی کا مقصد حاصل ہوتا رہے گا کیونکہ مرد کے لیے ایسے مواقع پیدا نہیں ہوتے کہ جو سلسلہ تولید میں روک بن سکیں. اس لیے خداوند عالم نے مردوں کے لیے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے اور عورتوں کے لیے یہ صورت نہیں رکھی کہ وہ بوقت واحد متعدد مردوں کے عقد میں آئیں . کیونکہ ایک عورت کا کئی شوہر کرنا غیرت و شرافت کے بھی منافی ہے اور اس کے علاوہ ایسی صورت میں نسب کی بھی تمیز نہ ہو سکے گی کہ کون کس کی صلب سے ہے چنانچہ امام رضا علیہ السلام سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ مرد ایک وقت میں چار بیویاں تک کر سکتا ہے اور عورت ایک وقت میں ایک مرد سے زیادہ شوہر نہیں کر سکتی؟ حضرت نے فرمایا:

کہ مرد جب متعدد عورتوں سے نکاح کرے گا تو اولاد بہر صورت اسی کی طرف منسوب ہوگی اور اگر عورت کے دو یا دو سے زیادہ شوہر ہوں گے تو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ کون کس کی اولاد اور کس شوہر سے ہے لہٰذا ایسی صورت میں نسب مشتبہ ہو کر رہ جائے گا اور صحیح باپ کی تعیین نہ ہو سکے گی اور امر اس مولود کے مفاد کے بھی خلاف ہوگا کیونکہ کوئی بھی بحیثیت باپ کے اس کی تربیت کی طرف متوجہ نہ ہوگا جس سے وہ اخلاق و آداب سے بے بہرہ اور تعلیم و تربیت سے محروم ہو کر رہ جائے گا.

﴿۱۲۵﴾ حقیقی اسلام

لَأَنْسُبَنَّ الْإِسْلَامَ نِسْبَةً لَمْ يَنْسُبْهَا أَحَدٌ قَبْلِي: أَلْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ، وَالتَّسْلِيمُ هُوَ الْيَقِينُ، وَالْيَقِينُ هُوَ التَّصْدِيقُ، وَالتَّصْدِيقُ هُوَ الْإِقْرَارُ، وَالْإِقْرَارُ هُوَ الْأَدَاءُ، وَالْأَدَاءُ هُوَ الْعَمَلُ.

میں اسلام کی ایسی صحیح تعریف بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی . اسلام سر تسلیم خم کرنا ہے اور سر تسلیم جھکانا یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اعتراف فرض کی بجا آوری ہے اور فرض کی بجا آوری عمل ہے.

﴿۱۲۶﴾ تعجب انگیز چیزیں

عَجِبْتُ لِلْبَخِيلِ يَسْتَعْجِلُ الْفَقْرَ الَّذِى مِنْهُ هَرَبَ وَيَفُوتُهُ الْغَنِیٰ الَّذِی اِيَّاهُ طَلَبَ، فَيَعِيشُ فِی الدُّنْيَا عَيْشَ الْفُقَرَاءِ، وَيُحَاسَبُ فِی الْآخِرَةِ حِسَابَ الْأَغْنِيَاءِ: وَعَجِبْتُ لِلْمُتَكَبِّرِ الَّذِی كَانَ بِالْأَمْسِ نُطْفَةً، وَيَكُونُ غَداً جِيفَةً: وَعَجِبْتُ لِمَنْ شَكَّ فِی اللّٰهِ، وَهُوَ يَرَیٰ خَلْقَ اللّٰهِ: وَعَجِبْتُ لِمَنْ نَسِیَ الْمَوْتَ، وَهُوَ يَرَیٰ الْمَوْتَیٰ(من يموت) وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَنْكَرَ النَّشْأَةَ الْأُخْرَیٰ، وَهُوَ يَرَیٰ النَّشْأَةَ الْأُولَیٰ، وَعَجِبْتُ لِعَامِرِ دَارَ الْفَنَاءِ وَتَارِكِ دَارَ الْبَقَاءِ.

مجھے تعجب ہوتا ہے بخیل پر کہ وہ جس فقر و ناداری سے بھاگنا چاہتا ہے اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور جس ثروت وخوش حالی کا طالب ہوتا ہے وہی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں دولت مندوں کا سا اس سے محاسبہ ہوگا اور مجھے تعجب ہوتا ہے متکبر ومغرور پر کہ جو کل ایک نطفہ تھا اور کل کو مردار ہوگا اور مجھے تعجب ہے اس پر جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کائنات کو دیکھتا ہے اور پھر اس کے وجود میں شک کرتا ہے اور تعجب ہے اس پر جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور پھر موت کو بھولے ہوئے ہے اور تعجب ہے اس پر کہ جو پہلی پیدائش کو دیکھتا ہے اور پھر دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار کرتا ہے اور تعجب ہے اس پر جو سرائے فانی کو آباد کرتا ہے اور منزل جاودانی کو چھوڑ دیتا ہے۔

﴿۱۲۷﴾ کوتاہی عمل کا نتیجہ

مَنْ قَصَّرَ فِی الْعَمَلِ ابْتُلِیَ بِالْهَمِّ، وَلاَ حَاجَةَ لِلّٰهِ فِیمَنْ لَیْسَ لِلّٰهِ فِی مَالِهِ وَنَفْسِهِ نَصِیْبٌ.

جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے وہ رنج واندوہ میں مبتلا رہتا ہے اور جس کے مال و جان میں اللہ کا کچھ حصہ نہ ہو اللہ کو ایسے کی کوئی ضرورت نہیں۔

﴿۱۲۸﴾ بہار و خزاں میں احتیاط

تَوَقَّوُا الْبَرْدَ فِی اَوَّلِهِ وَتَلَقَّوْهُ فِی آخِرِهِ فَإِنَّهُ یَفْعَلُ فِی الْأَبْدَانِ کَفِعْلِهِ فِی الْأَشْجَارِ اَوَّلُهُ یُحْرِقُ وَآخِرُهُ یُورِقُ.

شروع سردی میں سردی سے احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو کیونکہ سردی جسموں میں وہی کرتی ہے جو وہ درختوں میں کرتی ہے کہ ابتداء میں درختوں کو جھلس دیتی ہے اور انتہا میں سرسبز وشاداب کرتی ہے.

﴿۱۲۹﴾ عظمت خالق

عِظَمُ الْخَالِقِ عِنْدَکَ یُصَغِّرُ الْمَخْلُوقَ فِی عَیْنِکَ.

اللہ کی عظمت کا احساس تمہاری نظروں میں کائنات کو حقیر و پست کردے.

﴿۱۳۰﴾ مرنے والوں سے خطاب

وَقَدْ رجع من صفین، فاشرف علی القبور بظاهر الکوفة: یَا اَهْلَ الدِّیَارِ الْمُوحِشَةِ، وَالْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَالْقُبُورِ الْمُظْلِمَةِ: یَا اَهْلَ التُّرْبَةِ، یَا اَهْلَ

الْغُرْبَةِ، يَا اَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَا اَهْلَ الْوَحْشَةِ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لاَحِقٌ. اَمَّا الدُّورُ فَقَدْ سُكِنَتْ، وَاَمَّا الْأَزْوَاجُ فَقَدْ نُكِحَتْ، وَاَمَّا الْأَمْوَالُ فَقَدْ قُسِمَتْ. هٰذَا خَبَرُ مَا عِنْدَنَا فَمَا خَبَرُ مَا عِنْدَكُمْ؟ثم التفت الى اصحابه فقال: اما لو اذن لهم فی الکلام لا خبروکم ان خیر الزاد التقوی.

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا:

اے وحشت افزا گھروں، اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو، اے خاک نشینو اے عالم غربت کے ساکنوں اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو، تم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملا چاہتے ہیں، اب صورت یہ ہے کہ گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں، بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لیے ہیں اور تمہارا مال و اسباب تقسیم ہو چکا ہے یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے اب تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے۔

پھر حضرت اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زادراہ تقوی ہے.

﴿۱۳۱﴾ دنیا کی ستائش

وقد سمع رجلا یذم الدنیا:

أَيُّهَا الذَّامُّ لِلدُّنْيَا، الْمُغْتَرُّ بِغُرُورِهَا، الْمَخْدُوعُ بِأَبَاطِيلِهَا! اَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمُّهَا؟ اَنْتَ الْمُتَجَرِّمُ عَلَيْهَا، أَمْ هِيَ الْمُتَجَرِّمَةُ عَلَيْكَ؟ مَتَىٰ اسْتَهْوَتْكَ، اَمْ مَتَىٰ غَرَّتْكَ؟ اَبِمَصَارِعِ آبَائِكَ مِنَ الْبِلَىٰ، أَمْ بِمَضَاجِعِ أُمَّهَاتِكَ تَحْتَ

الثَّرَیٰ؟ کَمْ عَلَّلْتَ بِکَفَّیْکَ وَکَمْ مَرَّضْتَ بِیَدَیْکَ! تَبْتَغِی لَهُمُ الشِّفَاءَ وَتَسْتَوْصِفُ لَهُمُ الْأَطِبَّاءَ، غَدَاةَ لاَ یُغْنِی عَنْهُمْ دَوَاؤُکَ، وَلاَ یُجْدِی عَلَیْهِمْ بُکَاؤُکَ. لَمْ یَنْفَعْ أَحَدَهُمْ اَشْفَاقُکَ، وَلَمْ تُسْعَفْ فِیْهِ بِطِلْبَتِکَ، وَلَمْ تَدْفَعْ عَنْهُ بِقُوَّتِکَ! وَقَدْ مَثَّلَتْ لَکَ بِهِ الدُّنْیَا نَفْسَکَ، وَبِمَصْرَعِهِ مَصْرَعَکَ. اِنَّ الدُّنْیَا دَارُ صِدْقٍ لِمَنْ صَدَقَهَا، وَدَارُ عَافِیَةٍ لِمَنْ فَهِمَ عَنْهَا، وَدَارُ غِنًی لِمَنْ تَزَوَّدَمِنهَا ، وَدَارُ مَوْعِظَةٍ لِمَنِ اتَّعَظَ بِهَا، مَسْجِدُ أَحِبَّاءِ اللّٰهِ، وَمُصَلَّیٰ مَلاَئِکَةِ اللّٰهِ، وَمَهْبِطُ وَحْیِ اللّٰهِ، وَمَتْجَرُ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ، اَکْتَسَبُوا فِیْهَا الرَّحْمَةَ، وَرَبِحُوا فِیْهَا الْجَنَّةَ، فَمَنْ ذَا یَذُمُّهَا وَقَدْ آذَنَتْ بِبَیْنِهَا، وَنَادَتْ بِفِرَاقِهَا، وَنَعَتْ نَفْسَهَا وَاَهْلَهَا: فَمَثَّلَتْ لَهُمْ بِبَلاَئِهَا الْبَلاَءَ، وَشَوَّقَتْهُمْ بِسُرُورِهَا اِلَیٰ السُّرُورِ؟ رَاحَتْ بِعَافِیَةٍ، وَابْتَکَرَتْ بِفَجِیْعَةٍ (نجعة) تَرْغِیْبًا وَتَرْهِیْبًا، وَتَخْوِیْفًا وَتَحْذِیْراً فَذَمَّهَا رِجَالٌ غَدَاةَ النَّدَامَةِ، وَحَمِدَهَا آخَرُونَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. ذَکَّرَتْهُمُ الدُّنْیَا فَتَذَکَّرُوا، وَحَدَّثَتْهُمْ فَصَدَّقُوا، وَوَعَظَتْهُمْ فَاتَّعَظُوا.

ایک شخص کو دنیا کی برائی کرتے ہوئے سنا تو فرمایا! اے دنیا کی برائی کرنے والے اس کے فریب میں مبتلا ہونے والے! اور غلط سلط باتوں کے دھوکے میں آنے والے! تم اس پر گرویدہ بھی ہوتے ہو اور پھر اس کی مذمت بھی کرتے ہو کیا تم دنیا کو مجرم ٹھہرنے کا حق رکھتے ہو؟ یا وہ تمہیں مجرم ٹھہرائے تو حق بجانب ہے؟ دنیا نے کب تمہارے ہوش وحواس سلب کئے اور کس بات سے فریب دیا؟ کیا ہلاکت و کہنگی سے تمہارے باپ دادا کے بے جان ہو کر گرنے سے یا مٹی کے نیچے تمہاری ماؤں کی خواب گاہوں سے؟ کتنی تم نے بیماروں

کی دیکھ بھال کی اور کتنی دفعہ خود تیمارداری کی اس صبح کو کہ جب نہ دوا کارگر ہوتی نظر آتی تھی اور نہ تمہارا رونا دھونا ان کے لیے کچھ مفید تھا تم ان کے لیے شفا کے خواہشمند تھے اور طبیبوں سے دوا دارو پوچھتے پھرتے تھے ان میں سے کسی ایک کے لیے بھی تمہارا اندیشہ فائدہ مند ثابت نہ ہوسکا اور تمہارا اصل مقصد حاصل نہ ہوا اور اپنی چارہ سازی سے تم موت کو اس بیمار سے نہ ہٹا سکے تو دنیا نے تو اس کے پردے میں خود تمہارا انجام اور اس کے ہلاک ہونے سے خود تمہاری ہلاکت کا نقشہ تمہیں دکھایا دیا بلاشبہ دنیا اس شخص کے لیے جو باور کرے سچائی کا گھر ہے اور جو اس کی ان باتوں کو سمجھے اس کے لیے امن و عافیت کی منزل ہے اور اس سے زادراہ حاصل کرلے , اس کے لیے دولتمندی کی منزل ہے اور جو اس سے نصیحت حاصل کرے اس کے لیے وعظ و نصیحت کا محل ہے . وہ دوستان خدا کے لیے عبادت کی جگہ اللہ کے فرشتوں کے لیے نماز پڑھنے کا مقام وحی الٰہی کی منزل اور اولیا اللہ کی تجارت گاہ ہے انہوں نے اس میں فضل و رحمت کا سودا کیا اور اس میں رہتے ہوئے جنت کو فائدہ میں حاصل کیا تو اب کون ہے جو دنیا کی برائی کرے جب کہ اس نے اپنے جدا ہونے کی اطلاع دے دی ہے چنانچہ اس نے اپنی ابتلا سے ابتلاء کا پتہ دیا ہے اور اپنی مسرتوں سے آخرت کی مسرتوں کا شوق دلایا ہے وہ رغبت دلانے اور ڈرانے خوفزدہ کرنے اور متنبہ کرنے کے لیے شام کو امن و عافیت کا اور صبح کو درد و اندوہ کا پیغام لے کر آتی ہے تو جن لوگوں نے شرمسار ہوکر صبح کی وہ اس کی برائی کرنے لگے اور دوسرے لوگ قیامت کے دن اس کی تعریف کریں گے کہ دنیا نے ان کو آخرت کی یاد دلائی تو انہوں نے یاد رکھا اور اس نے انہیں خبر دی تو انہوں نے تصدیق کی اور اس نے انہیں پند و نصیحت کی تو انہوں نے نصیحت حاصل کی۔

﴿۱۳۲﴾ فرشتے کی ندا

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا یُنَادِی فِی کُلِّ یَوْمٍ: لِدُوا لِلْمَوْتِ ، وَاجْمَعُوا لِلْفَنَاءِ، وَابْنُوا لِلْخَرَابِ.

اللہ کا ایک فرشتہ ہر روز یہ ندا کرتا ہے کہ موت کے لیے اولاد پیدا کرو، برباد ہونے کے لیے جمع کرو اور تباہ ہونے کے لیے عمارتیں کھڑی کرو۔

﴿۱۳۳﴾ بے ثباتی دنیا

اَلدُّنْیَا دَارُ مَمَرٍّ لَا دَارُ مَقَرٍّ، وَالنَّاسُ فِیهَا رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَاعَ فِیهَا نَفْسَهُ فَأَوْبَقَهَا، وَرَجُلٌ ابْتَاعَ نَفْسَهُ فَأَعْتَقَهَا.

دنیا اصل منزل قرار کے لیے ایک گزرگاہ ہے. اس میں دو قسم کے لوگ ہیں: ایک وہ جنہوں نے اس میں اپنے نفس کو بیچ کر ہلاک کر دیا اور ایک وہ جنہوں نے اپنے نفس کو خرید کر آزاد کر دیا.

﴿۱۳۴﴾ دوستی کے شرائط

لَا یَکُونُ الصَّدِیقُ صَدِیقًا حَتّٰی یَحْفَظَ أَخَاهُ فِی ثَلَاثٍ: فِی نَکْبَتِهِ، وَغَیْبَتِهِ، وَوَفَاتِهِ.

دوست اس وقت تک دوست نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی تین موقعوں پر نگہداشت نہ کرے: مصیبت کے موقع پر، اس کے پس پشت اور اس کے مرنے کے بعد۔

﴿۱۳۵﴾ چار چیزیں

مَنْ أُعْطِیَ اَرْبَعًا لَمْ یُحْرَمْ اَرْبَعًا: مَنْ اَعْطِیَ الدُّعَاءَ لَمْ یُحْرَمِ الْاِجَابَةَ، وَمَنْ

أُعْطِیَ التَّوْبَۃَ لَمْ یُحْرَمِ الْقُبُولَ، وَمَنْ أُعْطِیَ الْاِسْتِغْفَارَ لَمْ یُحْرَمِ الْمَغْفِرَۃِ، وَمَنْ أُعْطِیَ الشُّکْرَ لَمْ یُحْرَمِ الزِّیَادَۃَ۔ ....وَتَصْدِیْقُ ذٰلِکَ کِتَابُ اللّٰہِ قَالَ اللّٰہُ فِی الدُّعَاءِ: اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَقَالَ فِی الاستغفار: (وَمَنْ یَعْمَلْ سُوءً اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہُ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہ غُفُوراً رَحِیْمًا) وَقَالَ فِی الشکر: (لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَا زِیْدَنَّکُمْ) وَقَالَ فِی التوبۃ: (اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَأُوْلٰئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا)

جس شخص کو چار چیزیں عطا ہوئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا جو دعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا، جسے توبہ کی توفیق ہو وہ مقبولیت سے نا امید نہیں ہوتا جسے استغفار نصیب ہو وہ مغفرت سے محروم نہیں ہوتا اور جو شکر کرے وہ اضافہ سے محروم نہیں ہوتا اور اس کی تصدیق قرآن مجید سے ہوتی ہے۔ چنانچہ دعا کے متعلق ارشاد الٰہی ہے: تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور استغفار کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص کوئی برا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت کی دعا مانگے تو وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا اور شکر کے بارے میں فرمایا ہے اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر نعمت میں اضافہ کروں گا اور توبہ کے لیے فرمایا ہے اللہ ان ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو جہالت کی بنا پر کوئی بری حرکت نہ کر بیٹھیں پھر جلدی سے توبہ کرلیں تو خدا ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

﴿۱۳۶﴾ بعض عبادت کی تشریح

الصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ، وَالْحَجُّ جِھَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ۔ وَلِکُلِّ شَیْءٍ زِکَاۃٌ،

وَزَكَاةُ الْبَدَنِ الصِّيَامُ، وَجِهَادُ الْمَرْاةِ حُسْنُ التَّبَعُّلُ.

نماز ہر پرہیز گار کے لیے باعث تقرب ہے اور حج ہر ضعیف و ناتواں کا جہاد ہے. ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے اور عورت کا جہاد شوہر سے حسن معاشرت ہے.

﴿۱۳۷﴾ صدقہ

اَسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ. صدقہ کے ذریعہ روزی طلب کرو.

﴿۱۳۸﴾ جودوسخا

مَنْ أَيْقَنَ بِالْخَلَفِ جَادَ بِالْعَطِيَّةِ.

جسے عوض کے ملنے کا یقین ہو وہ عطیہ دینے میں دریا دلی دکھاتا ہے.

﴿۱۳۹﴾ رزق وروزی

تَنْزِلُ الْمَعُونَةُ عَلَىٰ قَدْرِ الْمَؤُونَةِ. جتنا خرچ ہو اتنی ہی امداد ملتی ہے.

﴿۱۴۰﴾ کفایت شعاری

مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ. جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا.

﴿۱۴۱﴾ راحت وآسودگی

قِلَّةُ الْعِيَالِ اَحَدُ الْيَسَارَيْنِ

متعلقین کی کمی دو قسموں میں سے ایک قسم کی آسودگی ہے

﴿۱۴۲﴾ میل ملاقات

التَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ. میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے.

﴿۱۴۳﴾ غم

اَلْهَمُّ نِصْفُ الْهَرَمِ.

غم آدھا بڑھاپا ہے.

﴿۱۴۴﴾ صبر

يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰى قَدْرِ الْمُصِيْبَةِ وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ عِنْدَ مُصِيْبَتِهٖ حَبِطَ عَمَلُهُ (اجره)

مصیبت کے اندازہ پر اللہ کی طرف صبر کی ہمت حاصل ہوتی ہے جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے اس کا عمل اکارت ہو جاتا ہے.

﴿۱۴۵﴾ عمل بے روح

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالظَّمأُ ، وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ وَالْعَنَاءُ، حَبَّذَا نَوْمُ الْأَكْيَاسِ وَاَفْطَارُهُمْ!

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں کا ثمرہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا اور بہت سے عابد شب زندہ دار ایسے ہیں جنہیں عبادت کے نتیجہ میں جاگنے اور زحمت اٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، زیرک و دانا لوگوں کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابل ستائش ہوتا ہے.

﴿۱۴۶﴾ صدقہ وزکات

سُوسُوا اِیْمَانَکُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَحَصِّنُوا أَمْوَالَکُمْ بِالزَّکَاةِ، وَادْفَعُوا اَمْوَاجَ الْبَلاَءِ بِالدُّعَاءِ.

صدقہ سے اپنے ایمان کی نگہداشت کرو اور دعا سے مصیبت و ابتلاء کی لہروں کو دور کرو.

﴿۱۴۷﴾ فضیلت علم

ومن کلام لکمیل بن زیاد النخعی: قال کمیل بن زیاد: اخذ بیدی امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ: فاخرجنی الی الجبان، فلما اصحر تنفس الصعداء، ثم قال: یَا کُمَیْلُ بْنَ زِیَادٍ، اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ اَوْعِیَةٌ، فَخَیْرُهَا اَوْعَاهَا، فَاحْفَظْ عَنِّی مَا اَقُولُ لَکَ: النَّاسُ ثَلاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَبَّانِیٌّ، وَمُتَعَلِّمٌ عَلٰی سَبِیْلِ نَجَاةٍ، وَهَمَجٌ رِعَاعٌ اَتْبَاعُ کُلِّ نَاعِقٍ (صائح) یَمِیْلُونَ مَعَ کُلِّ رِیْحٍ، لَمْ یَسْتَضِیْئُوا بِنُورِ الْعِلْمِ، وَلَمْ یَلْجَؤُو اِلٰی رُکْنٍ وَثِیْقٍ.

یَا کُمِیْلُ، الْعِلْمُ خَیْرٌ مِنَ الْمَالِ، الْعِلْمِ یَحْرُسُکَ وَاَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ. وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ، وَالْعِلْمُ یَزْکُو عَلَی الْاِنْفَاقِ، وَصَنِیْعُ الْمَالُ یَزُولُ بِزَوَالِهِ. یَا کُمَیْلُ بْنُ زِیَادٍ، مَعْرِفَةُ الْعِلْمِ دِیْنٌ یُدَانُ بِهِ، بِهِ یَکْسِبُ الْاِنْسَانُ الطَّاعَةَ فِی حِیَاتِهِ، وَجَمِیْلَ الْاُحْدُوثَهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ. وَالْعِلْمُ حَاکِمٌ، وَالْمَالُ مَحْکُومٌ عَلَیْهِ.

یَا کُمَیْلُ، هَلَکَ خُزَّانُ الْاَمْوَالِ وَهُمْ اَحیَاءٌ، وَالْعُلَمَاءُ بَاقُونَ مَا بَقِیَ الدَّهْرُ: اَعْیَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ، وَاَمْثَالُهُمْ فِی الْقُلُوبِ مَوْجُودَةٌ. هَا اِنَّ هَاهُنَا لَعِلْمًا

جَمًّا (وَأَشَارَ بِيَدِهِ اِلَى صَدْرِهِ) لَوْ أَصَبْتُ لَهُ حَمَلَةً! بَلَىٰ أَصَبْتُ لَقِنًا غَيْرَ مَأْ
مُونٍ عَلَيْهِ، مُسْتَعْمِلاً آلَةَ الدِّيْنِ لِلدُّنْيَا، وَمُسْتَظْهِراً بِنِعَمِ اللّٰهِ عَلَىٰ عِبَادِهِ،
وَبِحُجَجِهِ عَلَىٰ أُوْلِيَائِهِ: اَوْ مُنْقَاداً لِحَمَلَةِ الْحَقِّ، لاَ بَصِيْرَةَ لَهُ فِى اَحْنَائِهِ
(احيائـه) يَنْقَدِحُ الشَّكُّ فِى قَلْبِهِ لِأَوَّلِ عَارِضٍ مِنْ شُبْهَةٍ. أَلاَ لاَ ذَا وَلاَ
ذَاكَ! اَوْ مَنْهُومًا بِاللَّذَّةِ،سَلِسَ الْقِيَادِ لِلشَّهْوَةِ اَوْ مُغْرَمًا بِالْجَمْعِ وَالْإِدِّخَارِ،
لَيْسَا مِنْ رُعَاةِ الدِّيْنِ فِى شَيْءٍ، اَقْرَبُ شَيْءٍ شَبَهًا، بِهِمَا الْأَنْعَامُ السَّائِمَةُ!
كَذٰلِكَ يَمُوتُ الْعِلْمُ بِمَوْتِ حَامِلِيْهِ.

اَللّٰهُمَّ بَلَىٰ! لاَ تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ، اِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً،
وَاِمَّا خَائِفًا(حافيا) مَغْمُوراً، لِئَلاَّ تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰهِ وَبَيِّنَاتُهُ. وَكَمْ ذَا وَأَيْنَ
أُوْلٰئِكَ' اُوْلٰئِكَ. وَاللّٰهِ. الْأَقَلُّونَ عَدَداً، وَالْأَعْظَمُونَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْراً.
يَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمْ حُجَجَهُ وَبَيِّنَاتِهِ، حَتَّىٰ يُودِعُوهَا نُظَرَاءَ هُمْ، وَيَزْرَعُوهَا فِى
قُلُوبِ اَشْبَاهِهِمْ.هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلَىٰ حَقِيْقَةِ الْبَصِيْرَةِ، وَيَاشَرُوا رُوحَ
الْيَقِيْنِ، وَاسْتَلاَنُوا مَا اسْتَوْعَرَهُ الْمُتْرَفُونَ، وَأَنِسُوا بِمَا اسْتَوْحَشَ مِنْهُ
الْجَاهِلُونَ، وَصَحِبُوا الدُّنْيَا بِاَبْدَانٍ اَرْوَاحُهَا مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ الْأَعْلَىٰ،
أُوْلٰئِكَ خُلَفَاءُ اللّٰهِ فِى اَرْضِهِ، وَالدُّعَاةُ اِلَىٰ دِيْنِهِ،آهِ آهِ شَوْقًا اِلَىٰ رُؤْيَتِهِمْ!
اَنْصَرِفْ يَا كُمَيْلُ اِذَا شِئْتَ.

کمیل ابن زیاد نخعی کہتے ہیں کہ: امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے
میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے جب آبادی سے باہر نکلے تو ایک لمبی آہ کی، پھر

فرمایا:

اے کمیل ، یہ دل اسرار وحکم کے ظروف ہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو. لہذا تو جو میں تمہیں بتاں اسے یاد رکھنا.

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک عالم ربانی دوسرا متعلم کہ جو نجات کی راہ پر برقرار رہے اور تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہولیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے. نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیا کیا ,نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی.

اے کمیل ، یاد رکھو کہ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنا پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے اور مال ودولت کے نتائج واثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہوجاتے ہیں.

اے کمیل ،علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتدا کی جاتی ہے اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم.

اے کمیل ، مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہوجاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں اس کے بعد حضرت نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے کاش اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے ، ہاں ملا، کوئی تو، یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر ناقابل

اطمینان ہے اور جو دنیا کے لیے دین کو آلہ کار بنانے والا ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے
اس کے بندوں پر اور اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے
والا ہے. یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی
روشنی نہیں ہے بس ادھر ذرا سا شبہہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی
چنگاریاں بھڑکنے لگیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے یا ایسا
شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے اور با آسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھنچ جانے والا
ہے یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوے ہے یہ دونوں بھی دین کے
کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت
چرنے والے چوپائے رکھتے ہیں، اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم
ہو جاتا ہے

ہاں مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ
ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں تا کہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی
کتنے اور کہاں پر ہیں خدا کی قسم وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک
قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں
کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے
دلوں میں انہیں بو دیں علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا
ہے وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں
نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لیے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل

بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں. وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملاء اعلی سے وابستہ ہیں یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں ہائے ان کی دید کے لیے میرے شوق کی فراوانی ۔ پھر حضرت نے کمیل سے فرمایا: اے کمیل، مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اب جس وقت چاہو واپس جا.

کمیل ابن زیاد نخعی رحمتہ اللہ اسرار امامت کے خزینہ دار اور امیر المومنین کے خواص اصحاب میں سے تھے علم و فضل میں بلند مرتبہ اور زہد و ورع میں امتیاز خاص کے حامل تھے، حضرت کی طرف سے کچھ عرصہ تک ہیت کے عامل رہے **38** ھجری میں **90** برس کی عمر میں حجاج ابن یوسف ثقفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بیرون کوفہ دفن ہوئے.

﴿۱۴۸﴾ تا مرد سخن نگفتہ باشد

اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ. انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے.

مطلب یہ ہے کہ انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کی گفتگو سے ہو جاتا ہے، کیونکہ ہر شخص کی گفتگو اس کی ذہنی و اخلاقی حالت کی آئینہ دار ہوتی ہے جس سے اس کے خیالات و جذبات کا بڑی آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے. لہذا جب تک وہ خاموش ہے اس کا عیب و ہنر پوشیدہ ہے اور جب انسان کی زبان کھلتی ہے تو اس کا جوہر نمایاں ہو جاتا ہے.

﴿۱۴۹﴾ قدر ناشناسی

هَلَكَ امْرُؤٌ لَمْ يَعْرِفْ قَدْرَهُ.

جو شخص اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے

﴿۱۵۰﴾ پند و موعظت

لرجل ساله ان یعظه: لاَ تَکُنْ مِمَّنْ یَرْجُو الْآخِرَةَ بِغَیْرِ الْعَمَلِ، وَیُرَجِّی التَّوْبَةَ بِطُولِ الْأَمَلِ، یَقُولُ فِی الدُّنْیَا بِقَوْلِ الزَّاهِدِیْنَ، وَیَعْمَلُ فِیْهَا بِعَمَلِ الرَّاغِبِیْنَ، اِنْ أُعْطِیَ مِنْهَا لَمْ یَشْبَعْ، وَاِنْ مُنِعَ مِنْهَا لَمْ یَقْنَعْ، یَعْجِزُ عَنْ شُکْرِ مَا اُوْتِیَ، وَیَبْتَغِی الزِّیَادَةَ فِیْمَا بَقِیَ: یَنْهَیٰ وَلاَ یَنْتَهِی، وَیَامُرُ بِمَا لاَیَاتِی: یُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلاَ یَعْمَلُ عَمَلَهُمْ، وَیَبْغِضُ الْمُذْنِبِیْنَ وَهُوَ أَحَدُهُمْ: یَکْرَهُ الْمَوْتَ لِکَثْرَةِ ذُنُوبِهِ، وَیُقِیْمُ عَلَیٰ مَایَکْرَهُ الْمَوْتَ مِنْ اَجْلِهِ، اِنْ سَقِمَ ظَلَّ نَادِمًا، وَاِنْ صَحَّ أَمِنَ لاَهِیًا: یُعْجَبُ بِنَفْسِهِ اِذَا عُوْفِیَ، وَیَقْنَطُ اِذَا ابْتُلِیَ: اِنْ اَصَابَهُ بَلاَءٌ دَعَا مُضْطَراً، وَاِنْ نَالَهُ رَخَاءٌ اَعْرَضَ مُغْتَرًّا: تَغْلِبُهُ نَفْسُهُ عَلَیٰ مَا یَظُنُّ، وَلاَ یَغْلِبُهَا عَلَیٰ مَا یَسْتَیْقِنُ: یَخَافُ عَلَیٰ غَیْرِهِ بِاَدْنَیٰ مِنْ ذَنْبِهِ، وَیَرْجُو لِنَفْسِهِ بِاَکْثَرَ مِنْ عَمَلِهِ: اِنْ اَسْتَغْنَیٰ بَطِرَ وَفُتِنَ، وَاِنْ اَفْتَقَرَ قَنِطَ وَوَهَنَ: یُقَصِّرُ اِذَا عَمِلَ، وَیُبَالِغُ اِذَا سَأَلَ: اِنْ عَرَضَتْ لَهُ شَهْوَةٌ اَسْلَفَ الْمَعْصِیَةَ، وَسَوَّفَ التَّوْبَةَ وَاِنْ عَرَتْهُ مِحْنَةٌ اَنْفَرَجَ عَنْ شَرَائِطِ الْمِلَّةِ. یَصِفُ الْعِبْرَةَ وَلاَ یَعْتَبِرُ، وَیُبَالِغُ فِی الْمَوْعِظَةِ وَلاَ یَتَّعِظُ: فَهُوَ بِالْقَوْلِ مُدِلٌّ، وَمِنَ الْعَمَلِ مُقِلٌّ، وَیُنَافِسُ فِیْمَا یَفْنَیٰ، وَیُسَامِحُ فِیْمَا یَبْقَیٰ، یَرَیٰ الْغُنْمَ مَغْرَمًا، وَالْغُرْمَ مَغْنَمًا: یَخْشَیٰ الْمَوْتَ، وَلاَ یُبَادِرُ الْفَوْتَ: یَسْتَعْظِمُ مِنْ مَعْصِیَةِ غَیْرِهِ مَا یَسْتَقِلُّ اَکْثَرَ مِنْهُ مِنْ نَفْسِهِ، وَیَسْتَکْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ مَا یَحْقِرُهُ مِنْ طَاعَةِ غَیْرِهِ، فَهُوَ عَلَیٰ النَّاسِ طَاعِنٌ، وَلِنَفْسِهِ مُدَاهِنٌ: اللَّهْوُا (اللغوا) مَعَ الْأَغْنِیَاءِ اَحَبُّ اِلَیْهِ مِنَ

الذِّکرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ، یَحْکُمُ عَلٰی غَیْرِہٖ لِنَفْسِہٖ، وَلاَ یَحْکُمُ عَلَیْھَا لِغَیْرِہٖ: یُرْشِدُ غَیْرَہٗ وَیُغْوِی نَفْسَہٗ، فَھُوَ یُطَاعُ وَیَعْصِی وَیَسْتَوْفِی وَلاَ یُوْفِی وَیَخْشَی الْخَلْقَ فِی غَیْرِ رَبِّہٖ، وَلاَ یَخْشٰی رَبَّہٗ فِی خَلْقِہٖ.

ایک شخص نے آپ سے پند و موعظت کی درخواست کی تو فرمایا: تم کو ان لوگوں میں سے نہ ہونا چاہیے کہ جو عمل کے بغیر حسن انجام کی امید رکھتے ہیں اور امیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں جو دنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے اعمال دنیا طلبوں کے سے ہوتے ہیں. اگر دنیا انہیں ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے جو انہیں ملا ہے اس پر شکر سے قاصر رہتے ہیں اور جو بچ رہا اس کے اضافہ کے خواہشمند رہتے ہیں دوسروں کو منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں آتے اور دوسروں کو حکم دیتے ہیں ایسی باتوں کا جنہیں خود بجا نہیں لاتے نیکوں کو دوست رکھتے ہیں مگر ان کے سے اعمال نہیں کرتے اور گنہگاروں سے نفرت و عناد رکھتے ہیں حالانکہ وہ خود انہی میں داخل ہیں اپنے گناہوں کی کثرت کے باعث موت کو برا سمجھتے ہیں مگر جن گناہوں کی وجہ سے موت کو ناپسند کرتے ہیں انہی پر قائم ہیں. اگر بیمار پڑتے ہیں تو پشیمان ہوتے ہیں . جب بیماری سے چھٹکارا پاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں. اور مبتلا ہوتے ہیں تو ان پر مایوسی چھا جاتی ہے. جب کسی سختی و ابتلا میں پڑتے ہیں تو لاچار و بے بس ہو کر دعائیں مانگتے ہیں اور جب فراخ دستی نصیب ہوتی ہے تو فریب میں مبتلا ہو کر منہ پھیر لیتے ہیں. ان کا نفس خیالی باتوں پر انہیں قابو میں لے آتا ہے اور وہ یقینی باتوں پر اسے نہیں دبا لیتے. دوسروں کے لیے گناہ سے زیادہ خطرہ محسوس کرتے ہیں اور اپنے لیے اپنے اعمال سے زیادہ جزا کے متوقع رہتے ہیں. اگر

مالدار ہو جاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں اور اگر فقیر ہو جاتے ہیں تو ناامید ہو جاتے ہیں اور سستی کرنے لگتے ہیں. جب عمل کرتے ہیں تو اس میں سستی کرتے ہیں اور جب مانگنے پر آتے ہیں تو اصرار میں حد سے بڑھ جاتے ہیں. اگر ان پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے تو گناہ جلد سے جلد کرتے ہیں, اور توبہ کو تعویق میں ڈالتے رہتے ہیں, اگر کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو جماعت اسلامی کے خصوصی امتیازات سے الگ ہو جاتے ہیں. عبرت کے واقعات بیان کرتے ہیں مگر خود عبرت حاصل نہیں کرتے اور وعظ و نصیحت میں زور باندھتے ہیں مگر خود اس نصیحت کا اثر نہیں لیتے چنانچہ وہ بات کرنے میں تو اونچے رہتے ہیں. مگر عمل میں کم ہی کم رہتے ہیں. فانی چیزوں میں نفسی نفسی کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں وہ نفع کو نقصان اور نقصان کو نفع خیال کرتے ہیں. موت سے ڈرتے ہیں. مگر فرصت کا موقع نکل جانے سے پہلے اعمال میں جلدی نہیں کرتے. دوسرے کے ایسے گناہ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں جس سے بڑے گناہ کو خود اپنے لیے چھوٹا خیال کرتے ہیں .اور اپنی ایسی اطاعت کو زیادہ سمجھتے ہیں جسے دوسرے سے کم سمجھتے ہیں. لہذا وہ لوگوں پر معترض ہوتے ہیں اور اپنے نفس کی چکنی چپڑی باتوں سے تعریف کرتے ہیں. دولتمندوں کے ساتھ طرب ونشاط میں مشغول رہنا انہیں غریبوں کے ساتھ محفل ذکر میں شرکت سے زیادہ پسند ہے اپنے حق میں دوسرے کے حق میں اپنے خلاف حکم لگاتے ہیں لیکن کبھی یہ نہیں کرتے کہ دوسرے کے حق میں اپنے خلاف حکم لگائیں. اوروں کو ہدایت کرتے ہیں اور اپنے کو گمراہی کی راہ پر لگاتے ہیں وہ اطاعت لیتے ہیں اور خود نافرمانی کرتے ہیں اور حق پورا پورا وصول کر لیتے ہیں مگر خود نہیں کرتے. وہ اپنے پروردگار کو نظر انداز کر کے مخلوق سے خوف کھاتے ہیں اور مخلوقات کے بارے میں اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتے.

﴿۱۵۱﴾ انجام

لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةٌ حُلْوَةٌ اَوْ مُرَّةٌ.

ہر شخص کا ایک انجام ہے، اب خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ۔

﴿۱۵۲﴾ نیستی و بربادی

لِكُلِّ مُقْبِلٍ اِدْبَارٌ، وَمَا اَدْبَرَ كَاَنْ لَمْ يَكُنْ.

ہر آنے والے کے لیے پلٹنا ہے اور جب پلٹ گیا تو جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔

﴿۱۵۳﴾ صبر و شکیبائی

لَا يَعْدَمُ الصَّبُورُ الظَّفَرَ وَاِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ.

صبر کرنے والا ظفر و کامرانی سے محروم نہیں ہوتا، چاہے اس میں طویل زمانہ لگ جائے۔

﴿۱۵۴﴾ عمل اور اس پر رضامندی

الرَّاضِى بِفِعْلِ قَوْمٍ كَالدَّاخِلِ فِيْهِ مَعَهُمْ. وَعَلٰى كُلِّ دَاخِلٍ فِى بَاطِلٍ اِثْمَانِ: اِثْمُ الْعَمَلِ بِهِ، وَاِثْمُ الرِّضٰى بِهِ.

کسی جماعت کے فعل پر رضامند ہونے والا ایسا ہے جیسے اس کے کام میں شریک ہو۔ اور غلط کام میں شریک ہونے والے پر دو گناہ ہیں۔ ایک اس پر عمل کرنے کا اور ایک اس پر رضامند ہونے کا۔

﴿۱۵۵﴾ عہد و پیمان

اَعۡتَصِمُوا بِالذِّمَمِ فِی اَوۡتَادِھَا.

عہد و پیمان کی ذمہ داریوں کو ان سے وابستہ کرو جو میخوں کے ایسے مضبوط ہوں۔

﴿۱۵۶﴾ معرفت امام

عَلَیۡکُمۡ بِطَاعَةِ مَنۡ لَا تُعۡذَرُونَ بِجَهَالَتِهِ.

تم پر اطاعت بھی لازم ہے ان کی جن سے ناواقف رہنے کی بھی تمہیں معافی نہیں۔

خداوند عالم نے اپنے عدل و رحمت سے جس طرح دین کی طرف رہبری و رہنمائی کرنے کے لیے انبیا کا سلسلہ جاری کیا اسی طرح سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد دین کو تبدیلی و تحریف سے محفوظ رکھنے کے لیے امامت کا نفاذ کیا تا کہ ہر امام علیہ السلام اپنے اپنے دور میں تعلیمات الٰہیہ کو خواہش پرستی کی زد سے بچا کر اسلام کے صحیح احکام کی رہنمائی کرتا رہے اور جس طرح شریعت کے مبلغ کی معرفت واجب اسی طرح شریعت کے محافظ کی بھی معرفت ضروری ہے اور جاہل کو اس میں معذور نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کیونکہ منصب امامت پر صدہا ایسے دلائل و شواہد موجود ہیں جن سے کسی بابصیرت کے لیے گنجائش انکار نہیں ہو سکتی چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جو شخص اپنے دور حیات کے امام کو نہ پہچانے اور دنیا سے اٹھ جائے، اس کی موت کفر و ضلالت کی موت ہے۔

ابن ابی الحدید نے بھی اس ذات سے کہ جس سے ناواقفیت و جہالت عذر مسموع نہیں بن سکتی حضرت کی ذات کو مراد لیا ہے اور ان کی اطاعت کا اعتراف اور منکر امامت کے غیر ناجی ہونے کا اقرار کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ: جو شخص حضرت علی علیہ السلام کی امامت سے جاہل اور اس کی صحت و لزوم کا منکر ہو وہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔ نہ اسے نماز فائدہ دے سکتی

ہے نہ روزہ۔ کیونکہ معرفت امامت ان بنیادی اصولوں میں شمار ہوتی ہے جو دین کے مسلمہ ارکان ہیں۔البتہ ہم آپ کی امامت کے منکر کو کافر کے نام سے نہیں پکارتے بلکہ اسے فاسق خارجی اور بے دین وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں اور شیعہ ایسے شخص کو کافر سے تعبیر کرتے ہیں، اور یہی ہمارے اصحاب اور ان میں فرق ہے۔ مگر صرف لفظی فرق ہے کوئی واقعی اور معنوی فرق نہیں ہے.
)شرح ابن ابی الحدید، جلد 4، صفحہ (1319

﴿۱۵۷﴾ پند و نصیحت

قَدْ بُصِّرْ تُمْ اِنْ اَبْصَرْتُمْ، وَقَدْ هُدِيْتُمْ اِنْ اَهْتَدَيْتُمْ،وَاَسْمِعْتُمْ اِنْ اَسْتَمَعْتُمْ

اگر تم دیکھو، تو تمہیں دکھایا جا چکا ہے اور اگر تم ہدایت حاصل کرو تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے اور اگر سننا چاہو تو تمہیں سنایا جا چکا ہے۔

﴿۱۵۸﴾ برائی کا بدلہ بھلائی

عَاتِبْ اَخَاكَ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ، وَارْدُدْ شَرَّهُ بِالْاِنْعَامِ عَلَيْهِ.

اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دور کرو۔

اگر برائی کا جواب برائی سے اور گالی کا جواب گالی سے دیا جائے، تو اس سے دشمنی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اگر برائی سے پیش آنے والے کے ساتھ نرمی و ملائمت کا رویہ اختیار کیا جائے تو وہ بھی اپنا رویہ بدلنے پر مجبور ہو جائے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ امام حسن علیہ السلام بازار مدینہ میں سے گزر رہے تھے کہ ایک شامی نے آپ کی جاذب نظر شخصیت سے متاثر ہو کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ حسن ابن علی علیہ السلام ہیں یہ سن کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور آپ کے قریب آ کر انہیں برا بھلا کہنا شروع کیا۔ مگر آپ خاموشی سے سنتے

رہے جب وہ چپ ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم یہاں نو وارد ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا کہ پھر تم میرے ساتھ چلو میرے گھر میں ٹھہرو، اگر تمہیں کوئی حاجت ہوگی تو میں اسے پورا کروں گا، اور مالی امداد کی ضرورت ہوگی تو مالی امداد بھی دوں گا۔ جب اس نے اپنی سخت و درشت باتوں کے جواب میں یہ نرم روی و خوش اخلاقی دیکھی، تو شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے عفو کا طالب ہوا، اور جب آپ سے رخصت ہوا تو روئے زمین پر ان سے زیادہ کسی کی قدر و منزلت اس کی نگاہ میں نہ تھی۔

﴿۱۵۹﴾ مواقع تہمت

مَنْ وَضَعَ نَفْسَهُ مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ فَلاَ يَلُو مَنَّ اَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ.

جو شخص بدنامی کی جگہوں پر اپنے کو لے جائے تو پھر اسے برا نہ کہے جو اس سے بدظن ہو.

﴿۱۶۰﴾ جانبداری

مَنْ مَلَكَ اسْتَاْثَرَ. جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے جانبداری کرنے ہی لگتا ہے۔

﴿۱۶۱﴾ خودرائی

مَنِ اسْتَبَدَّ بِرَايِهِ هَلَكَ، وَمَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُولِهَا.

جو خودرائی سے کام لے گا، وہ تباہ و برباد ہوگا اور جو دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا۔

﴿۱۶۲﴾ رازداری

مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتِ الْخِيَرَةُ بِيَدِهِ.

جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اسے پورا قابو رہے گا۔

﴿۱۶۳﴾ فقر و ناداری

اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْأَ كْبَرُ. فقیری سب سے بڑی موت ہے۔

﴿۱۶۴﴾ حق کی ادائیگی

مَنْ قَضىٰ حَقَّ مَنْ لاَ يَقْضِي حَقَّهُ فَقَدْ عَبَدَهُ.

جو ایسے کا حق ادا کرے کہ جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو، تو وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔

﴿۱۶۵﴾ اطاعت مخلوق

لاَ طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

﴿۱۶۶﴾ حق سے دستبرداری

لاَ يُعَابُ الْمَرْءُ بِتَاخِيرِ حَقِّهِ، اِنَّمَا يُعَابُ مَنْ أَخَذَ مَالَيْسَ لَهُ.

اگر کوئی شخص اپنے حق میں دیر کرے تو اس پر عیب نہیں لگایا جا سکتا۔ بلکہ عیب کی بات یہ ہے کہ انسان دوسرے کے حق پر چھاپا مارے۔

﴿۱۶۷﴾ خود پسندی

اَلْإِ عْجَابُ يَمْنَعُ الْاِزْدِيَادَ. خود پسندی ترقی سے مانع ہوتی ہے.

جو شخص جویائے کمال ہوتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ابھی وہ کمال سے عاری ہے، اس سے منزل کمال پر فائز ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ لیکن جو شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ وہ تمام و کمال ترقی کے مدارج طے کر چکا ہے وہ حصول کمال کے لیے سعی و طلب کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ بزعم خود کمال کی تمام منزلیں ختم کر چکا ہے اب اسے کوئی منزل نظر ہی نہیں آتی کہ اس

کے لیے تگ ودو کرے چنانچہ یہ خود پسند بر خود غلط انسان ہمیشہ کمال سے محروم ہی رہے گا۔ اور یہ خود پسندی اس کے لیے ترقی کی راہیں مسدود کردے گی۔

﴿۱۶۸﴾ قرب موت

اَلْأَمْرُ قَرِیْبٌ وَالْاِصْطِحَابُ قَلِیْلٌ.

آخرت کا مرحلہ قریب اور دنیا میں باہمی رفاقت کی مدت کم ہے۔

﴿۱۶۹﴾ صبح کا اجالہ

قداضاء الصبح لذی عینین. آنکھ والے کے لیے صبح روشن ہو چکی ہے۔

﴿۱۷۰﴾ توبہ میں مشکلات

تَرْکُ الذَّنْبِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِ التَّوْبَةِ.

ترک گناہ کی منزل بعد میں مدد مانگنے سے آسان ہے۔

اول مرتبہ میں گناہ سے باز رہنا اتنا مشکل نہیں ہوتا، جتنا گناہ سے مانوس اور اس کی لذت سے آشنا ہونے کے بعد کیونکہ انسان جس چیز کا خوگر ہو جاتا ہے اس کے بجالانے میں طبیعت پر بار محسوس نہیں کرتا۔ لیکن اسے چھوڑنے میں لوہے لگ جاتے ہیں اور جوں جوں عادت پختہ ہوتی جاتی ہے ضمیر کی آواز کمزور پڑ جاتی ہے اور توبہ میں دشواریاں حائل ہو جاتی ہیں لہذا یہ کہہ کر دل کو ڈھارس دیتے رہنا کہ پھر توبہ کرلیں گے، اکثر بے نتیجہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ابتدا میں گناہ سے دستبردار ہونے میں دشواری محسوس ہو رہی ہے تو گناہ کی مدت کو بڑھالے جانے کے بعد توبہ دشوارتر ہو جائے گی۔

﴿۱۷۱﴾ حرص وطمع

كَمْ مِنْ أُكْلَةٍ مَنَعَتْ أُكَلَاتٍ!

بسا اوقات ایک دفعہ کا کھانا بہت دفعہ کے کھانوں سے مانع ہو جاتا ہے۔

یہ ایک مثل ہے جو ایسے موقعوں پر استعمال ہوتی ہے جہاں کوئی شخص ایک فائدہ کے پیچھے اس طرح کھو جائے کہ اسے دوسرے فائدوں سے ہاتھ اٹھالینا پڑے جس طرح وہ شخص کہ جو نا موافق طبع یا ضرورت سے زیادہ کھالے تو اسے بہت سے کھانوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔

﴿۱۷۲﴾ جہل ونادانی

النَّاسُ اَعْدَاءُ مَا جَهِلُوا۔ لوگ اس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے۔

انسان جس علم وفن سے واقف ہوتا ہے اسے بڑی اہمیت دیتا ہے اور جس علم سے عاری ہوتا ہے اسے غیر اہم قرار دے کر اس کی تنقیص و مذمت کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ جس محفل میں اس علم وفن پر گفتگو ہوتی ہے۔ اسے نا قابل اعتنا سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس سے وہ ایک طرح کی سبکی محسوس کرتا ہے اور یہ سبکی اس کے لیے اذیت کا باعث ہوتی ہے اور انسان جس چیز سے بھی اذیت محسوس کرے گا اس سے طبعاً نفرت کرے گا اور اس سے بغض رکھے گا۔ چنانچہ افلاطون سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ نہ جاننے والا جاننے والے سے بغض رکھتا ہے مگر جاننے والا نہ جاننے والے سے بغض وعناد نہیں رکھتا؟ اس نے کہا کہ چونکہ نہ جاننے والا اپنے اندر ایک نقص محسوس کرتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ جاننے والا اس کی جہالت کی بنا پر اسے حقیر و پست سمجھتا ہوگا جس سے متاثر ہو کر وہ اس سے بغض رکھتا ہے اور جاننے والا اس کی جہالت کے نقص سے بری ہوتا ہے اس لیے وہ یہ تصور نہیں کرتا کہ نہ جاننے والا اسے حقیر سمجھتا ہوگا۔ اس لیے کوئی وجہ نہیں ہوتی کہ وہ اس سے بغض رکھے۔

﴿۱۷۳﴾ مشورہ

مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوهَ الْآرَاءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَاءِ.

جو شخص مختلف رایوں کا سامنا کرتا ہے وہ خطا ولغزش کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔

﴿۱۷۴﴾ نیت کا روزہ

مَنْ اَحَدَّ سِنَانَ الْغَضَبِ لِلّٰهِ قَوِیَ عَلٰی قَتْلِ اَشِدَّاءِ الْبَاطِلِ.

جو شخص اللہ کی خاطر سنان غضب تیز کرتا ہے، وہ باطل کے سورماں کے قتل پر توانا ہو جاتا ہے۔

جو شخص محض اللہ کی خاطر باطل سے ٹکرانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اسے خداوند عالم کی طرف سے تائید ونصرت حاصل ہوتی ہے اور کمزوری و بے سروسامانی کے باوجود باطل قوتیں اس کے عزم میں تزلزل اور ثبات قدم میں جنبش پیدا نہیں کر سکتیں اور اگر اس کے اقدام میں ذاتی غرض شریک ہو تو اسے بڑی آسانی سے اس کے ارادہ سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ سید نعمت جزائری علیہ الرحمہ نے زہرالربیع میں تحریر کیا ہے کہ ایک شخص نے کچھ لوگوں کو ایک درخت کی پرستش کرتے دیکھا تو اس نے جذبہ دینی سے متاثر ہو کر اس درخت کو کاٹنے کا ارادہ کیا اور جب تیشہ لے کر آگے بڑھا تو شیطان نے اس کا راستہ روکا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہوں تا کہ لوگ مشرکانہ طریق عبادت سے باز رہیں۔ شیطان نے کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب وہ جانیں اور ان کا کام، مگر وہ اپنے ارادہ پر جما رہا جب شیطان نے دیکھا کہ یہ ایسا کر ہی گزرے گا، تو اس نے کہا کہ اگر تم واپس چلے جاتو میں تمہیں چار درہم ہر روز دیا کروں گا۔ جو تمہیں بستر کے نیچے سے مل جایا کریں گے یہ سن کر اس کی نیت ڈانواں ڈول ہونے لگی اور کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ تجربہ کر کے دیکھ لو، اگر ایسا نہ ہوا درخت کے کاٹنے کا موقع پھر بھی تمہیں مل سکتا ہے۔ چنانچہ وہ لالچ

میں آکر پلٹ آیا اور دوسرے دن وہ درہم اسے بستر کے نیچے سے مل گئے۔ مگر دو چار روز کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ اب وہ پھر طیش میں آیا۔ اور تیشہ لے کر درخت کی طرف بڑھا کہ شیطان نے آگے بڑھ کر کہا کہ اب تمہارے بس میں نہیں کہ تم اسے کاٹ سکو، کیونکہ پہلی دفعہ تم صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے نکلے تھے اور اب چند پیسوں کی خاطر نکلے ہو۔ لہذا تم نے ہاتھ اٹھایا تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔ چنانچہ وہ بے نیل مرام پلٹ آیا۔

﴿۱۷۵﴾ خوف کا علاج

اِذَا هِبْتَ اَمْرًا فَقَعْ فِيْهِ، فَاِنَّ شِدَّةَ تَوَقِّيهِ اَعْظَمُ مِمَّا تَخَافُ مِنْهُ.

جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو، اس لیے کہ کھٹکا لگا رہنا اس ضرر سے کہ جس کا خوف ہے، زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔

﴿۱۷۶﴾ سردار کی علامت

آلَةُ الرِّيَاسَةِ سَعَةُ الصَّدْرِ.

سربرآوردہ ہونے کا ذریعہ سینہ کی وسعت ہے۔

﴿۱۷۷﴾ بدی سے روکنے کا طریقہ

اُزْجُرِ الْمُسِيْءَ بِثَوَابِ الْمُحْسِنِ. بدکار کی سرزنش نیک کو اس کا بدلہ دے کر کرو۔

مقصد یہ ہے کہ اچھوں کو ان کی حسن کارکردگی کا پورا پورا صلہ دینا اور ان کے کارناموں کی بنا پر ان کی قدر افزائی کرنا بروں کو بھی اچھائی کی راہ پر لگاتا ہے اور یہ چیز اخلاقی مواعظ اور تنبیہ و سرزنش سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے کیونکہ انسان طبعاً ان چیزوں کی طرف راغب ہوتا ہے جن کے نتیجہ میں اسے فوائد حاصل ہوں اور اس کے کانوں میں مدح و تحسین کے ترانے گونجیں۔

﴿۱۷۸﴾ دل کی صفائی

اَحۡصُدِ الشَّرَّ مِنۡ صَدۡرِ غَيۡرِکَ بِقَلۡعِهِ مِنۡ صَدۡرِکَ.

دوسرے کے سینہ سے کینہ وشر کی جڑ اس طرح کاٹو کہ خود اپنے سینہ سے اسے نکال پھینکو.

اس جملہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر تم کسی کی طرف سے دل میں کینہ رکھو گے تو وہ بھی تمہاری طرف سے کینہ رکھے گا۔ لہذا اپنے دل کی کدورتوں کو مٹا کر اس کے دل سے بھی کدورت کو مٹا دو۔ کیونکہ دل دل کا آئینہ ہوتا ہے۔ جب تمہارے آئینہ دل میں کدورت کا زنگ باقی نہ رہے گا، تو اس کے دل سے بھی کدورت جاتی رہے گی اور اسی لیے انسان دوسرے کے دل کی صفائی کا اندازہ اپنے دل کی صفائی سے بآسانی کر لیتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے اپنے ایک دوست سے پوچھا کہ تم مجھے کتنا چاہتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا: **سل قلبک** اپنے دل سے پوچھو، یعنی جتنا تم مجھے دوست رکھتے ہو اتنا ہی میں تمہیں دوست رکھتا ہوں۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ دوسرے کو برائی سے روکو تو پہلے خود اس برائی سے باز آؤ اس طرح تمہاری نصیحت دوسرے پر اثر انداز ہو سکتی ہے ورنہ بے اثر ہو کر رہ جائے گی۔

﴿۱۷۹﴾ ضد اور ہٹ دھرمی

اَللَّجَاجَةُ تَسُلُّ الرَّأۡيَ.

ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتی ہے۔

﴿۱۸۰﴾ طمع

اَلطَّمَعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ.

لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔

﴿۱۸۱﴾ دور اندیشی

ثَمَرَةُ التَّفْرِيطِ النَّدَامَةُ، وَثَمَرَةُ الْحَزْمِ السَّلاَمَةُ.

کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی اور احتیاط و دور اندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے.

﴿۱۸۲﴾ خاموشی و گویائی کا محل

لاَ خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ: كَمَا اَنَّهُ لاَ خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ.

حکیمانہ بات سے خاموشی اختیار کرنے میں بھلائی نہیں جس طرح جہالت کی بات میں کوئی اچھائی نہیں۔

﴿۱۸۳﴾ دو مختلف عورتیں

مَا اخْتَلَفَتْ دَعْوَتَانِ اِلاَّ كَانَتْ اِحْدَاهُمَا ضَلاَلَةً

جب دو مختلف دعوتیں ہوں گی تو ان میں سے ایک ضرور گمراہی کی دعوت ہوگی۔

﴿۱۸۴﴾ یقین

مَا شَكَكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ أُرِيتُهُ

جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے اس میں کبھی شک نہیں کیا۔

﴿۱۸۵﴾ صدق بیانی

مَا كَذَبْتُ وَلاَ كُذِّبْتُ، وَلاَ ضَلَلْتُ وَلاَ ضُلَّ بِي.

نہ میں نے جھوٹ کہا ہے نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے نہ میں خود گمراہ ہوا نہ مجھے گمراہ کیا گیا۔

﴿۱۸۶﴾ ظلم کا انجام

لِلظَّالِمِ الْبَادِی غَداً بِکَفِّهِ عَضَّةٌ.

ظلم میں پہل کرنے والا کل ندامت سے اپنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹتا ہوگا۔

﴿۱۸۷﴾ چل چلاؤ کا ہنگام

الرَّحِیْلُ وَشِیْکٌ. چل چلا قریب ہے۔

﴿۱۸۸﴾ حق سے روگردانی

مَنْ أَبْدَیٰ صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَکَ. جو حق سے منہ موڑتا ہے، تباہ ہو جاتا ہے۔

﴿۱۸۹﴾ صبر

مَنْ لَمْ یُنْجِهِ الصَّبْرُ اَهْلَکَهُ الْجَزَعُ.

جسے صبر رہائی نہیں دلاتا اسے بے تابی و بے قراری ہلاک کر دیتی ہے۔

﴿۱۹۰﴾ معیار خلافت

وَاعَجَبَاهُ! اَتَکُونُ الْخِلَافَةُ بِالصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ؟!

العجب کیا خلافت کا معیار بس صحابیت اور قرابت ہی ہے۔

سید رضی کہتے ہیں کہ اس مضمون کے اشعار بھی حضرت سے مروی ہیں جو یہ ہیں۔ اگر تم شوری کے ذریعہ لوگوں کے سیاہ وسفید کے مالک ہو گئے ہو تو یہ کیسے جب کہ مشورہ دینے کے حقدار افراد غیر حاضر تھے اور اگر قرابت کی وجہ سے تم اپنے حریف پر غالب آئے ہو تو پھر تمہارے علاوہ دوسرا نبی کا زیادہ حقدار اور ان سے زیادہ قریبی ہے۔

﴿۱۹۱﴾ دنیا کی حالت

اِنَّمَا الْمَرْءُ فِی الدُّنْیَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِیْهِ الْمَنَایَا، وَنَهْبٌ تُبَادِرُهُ الْمَصَائِبُ: وَمَعَ کُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ، وَفِی کُلِّ أُکْلَةٍ غَصَصٌ، وَلاَ یَنَالُ الْعَبْدُ نِعْمَةً اِلَّا بِفِرَاقِ اُخْرٰی، وَلاَ یَسْتَقْبِلُ یَوْمًا مِنْ عُمُرِهِ اِلَّا بِفِرَاقِ آخَرَ مِنْ أَجَلِهِ. فَنَحْنُ اَعْوَانُ الْمَنُوْنِ، وَاَنْفُسُنَا نُصُبُ الْحُتُوفِ: فَمِنْ اَیْنَ تَرْجُو الْبَقَاءَ وَهٰذَا اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ لَمْ یَرْفَعَا مِنْ شَیْءٍ شَرَفًا اِلَّا اَسْرَاعَا الْکَرَّةَ فِی هَدْمِ مَابَنَیَا، وَتَفْرِیْقِ مَا جَمَعَا؟

دنیا میں انسان موت کی تیر اندازی کا ہدف اور مصیبت و ابتلا کی غارت گری کی جولانگاہ ہے جہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو اور ہر لقمہ میں گلو گیر پھندا ہے اور جہاں بندہ ایک نعمت اس وقت تک نہیں پاتا جب تک دوسری نعمت جدا نہ ہو جائے اور اس کی عمر کا ایک دن آتا نہیں جب تک کہ ایک دن اس کی عمر کا کم نہ ہو جائے ہم موت کے مددگار ہیں اور ہماری جانیں ہلاکت کی زد پر ہیں تو اس صورت میں ہم کہاں سے بقا کی امید کر سکتے ہیں جب کہ شب و روز کسی عمارت کو بلند نہیں کرتے مگر یہ کہ حملہ آور ہو کر جو بنایا ہے اسے گراتے اور جو یکجا کیا ہے اسے بکھیرتے ہوتے ہیں۔

﴿۱۹۲﴾ دوسروں کا حق

یَابْنَ آدَمَ مَا کَسَبْتَ فَوْقَ قُوتِکَ، فَاَنْتَ فِیْهِ خَازِنٌ لِغَیْرِکَ.

اے فرزند آدم علیہ السلام: تو نے اپنی غذا سے جو زیادہ کمایا ہے اس میں دوسرے کا خزانچی ہے۔

﴿۱۹۳﴾ خوش دلی و بد دلی

اِنَّ لِلْقُلُوبِ شَهْوَةً وَاِقْبَالاً وَاِدْبَارًا، فَاْتُوهَا مِنْ قِبَلِ شَهْوَاتِهَا وَاِقْبَالِهَا، فَاِنَّ الْقَلْبَ اِذَا اُكْرِهَ عَمِيَ.

دلوں کے لیے رغبت و میلان آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان سے اس وقت کام لو جب ان میں خواہش و میلان ہو، کیونکہ دل کو مجبور کر کے کسی کام پر لگایا جائے تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

﴿۱۹۴﴾ غصہ اور انتقام

مَتىٰ اَشْفِي غَيْظِي اِذَا غَضِبْتُ؟ اَحِيْنَ اَعْجِزُ عَنِ الْاِنْتِقَامِ فَيُقَالُ لِي: لَوْ صَبَرْتَ؟ أَمْ حِيْنَ اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لِي: لَوْ عَفَوْتَ

جب غصہ مجھے آئے تو کب اپنے غصہ کو اتاروں کیا اس وقت کہ جب انتقام نہ لے سکوں اور یہ کہا جائے کہ صبر کیجئے۔ یا اس وقت کہ جب انتقام پر قدرت ہو اور کہا جائے کہ بہتر ہے درگزر کیجئے۔

﴿۱۹۵﴾ گندگی کو دیکھ کر

وَقَدْ مر بقذر علی مزیلة: هٰذَا مَا بَخِل بِهِ الْبَاخِلُونَ:

وروی فی خبر آخر انه قال: هٰذَا مَا كُنْتُمْ تَتَنَافَسُونَ فِيْهِ بِالْاِمْسِ!

آپ کا گزر ہوا ایک گھوڑے کی طرف سے جس پر غلاظتیں تھیں فرمایا: یہ وہ ہے جس کے ساتھ بخل کرنے والوں نے بخل کیا تھا. ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپ نے فرمایا: یہ وہ ہے جس پر تم لوگ کل ایک دوسرے پر رشک کرتے تھے۔

﴿۱۹۶﴾ عبرت کی قدر و قیمت

لَمْ یَذْهَبْ مِنْ مَالِکَ مَاوَعَظَکَ.

تمہارا وہ مال اکارت نہیں گیا جو تمہارے لیے عبرت و نصیحت کا باعث بن جائے۔

جو شخص مال و دولت کھو کر تجربہ و نصیحت حاصل کرے اسے ضیاع مال کی فکر نہ کرنا چاہیے اور مال کے مقابلہ میں تجربہ کو گراں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ مال تو یوں بھی ضائع ہو جاتا ہے مگر تجربہ آئندہ کے خطرات سے بچالے جاتا ہے۔ ایک عالم سے جو مالدار ہونے کے بعد فقیر و نادار ہو چکا تھا، پوچھا گیا کہ تمہارا مال کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے اس سے تجربات خرید لیے ہیں جو میرے لیے مال سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوئے ہیں۔ لہذا سب کچھ کھو دینے کے بعد بھی میں نقصان میں نہیں رہا ہوں۔

﴿۱۹۷﴾ دلوں کی خستگی

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْاَ بْدَانُ، فَابْتَغُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ.

یہ دل بھی اسی طرح تھکتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں۔ لہذا جب ایسا ہو تو ان کے لیے لطیف حکیمانہ جملے تلاش کرو

﴿۱۹۸﴾ قول خوارج

لما سمع قول الخوارج: (لا حكم الا لله) كلمة حق يراد بها باطل.

جب خوارج کا قول لاحکم الا اللہ، حکم اللہ سے مخصوص ہے سنا تو فرمایا: یہ جملہ صحیح ہے مگر جو اس سے مراد لیا جاتا ہے وہ غلط ہے۔

﴿۱۹۹﴾ عوام

فـی صفة الغوغـاء: هم الـذين إِذَا اَجْتَـمَـعُوا غَـلَبُـوا، وَإِذَا تَـفَـرَّقُوا لَمْ

يُعْرَفُوا. وَقِيْلَ: بل قالَ: هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا اجْتَمَعُوا ضَرُّوا، وَاِذَا تفرَّقُوا نَفَعُوا فقيل: قد عرفنا مضرة اجتماعهم، فما منفعة افتراقهم؟ فقال: يَرْجِعُ اَصْحَابُ الْمِهَنِ اِلَى مِهْنَتِهِمْ، فَيَنْتَفِعُ النَّاسُ بِهِمْ: كَرُجُوعِ الْبَنَّاءِ اِلَىٰ بِنَائِهِ، وَالنَّسَّاجِ اِلَىٰ مَنْسَجِهِ، وَالْخَبَّازِ اِلَىٰ مَخْبَزِهِ.

بازاری آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ کے بارے میں فرمایا: یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ مجتمع ہوں تو چھا جاتے ہیں۔ جب منتشر ہوں تو پہچانے نہیں جاتے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ جب اکٹھا ہوتے ہیں تو باعث ضرر ہوتے ہیں اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تو فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان کے مجتمع ہونے کا نقصان تو معلوم ہے مگر ان کے منتشر ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ پیشہ ور اپنے اپنے کاروبار کی طرف پلٹ جاتے ہیں تو لوگ ان کے ذریعہ فائدہ اٹھاتے ہیں جیسے معمار اپنی زیر تعمیر عمارت کی طرف جولاہا اپنے کاروبار کی جگہ کی طرف اور نانبائی اپنے تنور کی طرف۔

﴿۲۰۰﴾ تماشائی

واتی بجان ومعه غوغاء، فقال لامر حبا بوجوه لا تری الاعند كل سواة.

آپ کے سامنے ایک مجرم لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ہجوم تھا تو آپ نے فرمایا: ان چہروں پر پھٹکار کہ جو ہر رسوائی کے موقع پر ہی نظر آتے ہیں۔

﴿۲۰۱﴾ محافظ فرشتے

اِنَّ مَعَ كُلِّ اِنْسَانٍ ملكين يحفظانِهِ، فَاِذَا جَاءَ الْقَدْرُ خَلَّيَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، وَاِنَّ الْأَجَلَ جُنَّةٌ حَصِيْنَةٌ.

ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا

وقت آتا ہے تو وہ اس کے اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور بے شک انسان کی مقررہ عمر اس کے لیے ایک مضبوط سپر ہے.

﴿۲۰۲﴾ بجواب طلحہ وزبیر

وقد قال له طلحة والزبير: نبايعک على انا شرکاوک في هذا الامر:

لاَ، وَلٰكِنَّكُمَا شَرِيكَانِ فِي الْقُوَّةِ وَالْإِسْتِعَانَةِ، وَعَوْنَانِ عَلَى الْعَجْزِ وَالْأَوَدِ.

طلحہ وزبیر نے حضرت سے کہا کہ ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ اس حکومت میں آپ کے ساتھ شریک رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم تقویت پہنچانے اور ہاتھ بٹانے میں شریک اور عاجزی اور سختی کے موقع پر مددگار رہو گے.

﴿۲۰۳﴾ موت کی گرفت

أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي اِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَاِنْ اَضْمَرْتُمْ عَلِمَ، وَبَادِرُوا الْمَوْتَ الَّذِي اِنْ هَرَبْتُمْ مِنْهُ اَدْرَكَكُمْ، وَاِنْ اَقَمْتُمْ أَخَذَكُمْ، وَاِنْ نَسِيتُمُوهُ ذَكَرَكُمْ.

اے لوگو اللہ سے ڈرو کہ اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے اور دل میں چھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے اس موت کی طرف بڑھنے کا سروسامان کرو کہ جس سے بھاگے تو وہ تمہیں پالے گی اور اگر ٹھہرے تو وہ تمہیں گرفت میں لے لے گی اور اگر تم اسے بھول بھی جاتو وہ تمہیں یاد رکھے گی۔

﴿۲۰۴﴾ قدرت کی قدردانی

لَا یُزَهِّدَنَّکَ فِی الْمَعْرُوفِ مَنْ لَا یَشْکُرُہُ لَکَ، فَقَدْ یَشْکُرُکَ عَلَیْهِ مَنْ لَا یَسْتَمْتِعُ بِشَیْءٍ مِنْهُ، وَقَدْ تُدْرِکُ مِنْ شُکْرِ الشَّاکِرِ اَکْثَرَ مِمَّا اَضَاعَ الْکَافِرُ، (وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ).

کسی شخص کا تمہارے حسن سلوک پر شکرگزار نہ ہونا تمہیں نیکی اور بھلائی سے بددل نہ بنا دے اس لیے کہ بسا اوقات تمہاری اس بھلائی کی وہ قدر کرے گا، جس نے اس سے کچھ فائدہ بھی نہیں اٹھایا اور اس ناشکرے نے جتنا تمہارا حق ضائع کیا ہے، اس سے کہیں زیادہ تم ایک قدردان کی قدردانی سے حاصل کرلو گے اور خدا نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

﴿۲۰۵﴾ ظرف علم

کُلُّ وِعَاءٍ یَضِیْقُ بِمَا جُعِلَ فِیْهِ اِلَّا وِعَاءَ الْعِلْمِ، فَاِنَّهُ یَتَّسِعُ بِهِ.

ہر ظرف اس سے کہ جو اس میں رکھا جائے تنگ ہوتا جاتا ہے، مگر علم کا ظرف وسیع ہوتا جاتا ہے۔

﴿۲۰۶﴾ حلم و بردباری

اَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِیْمِ مِنْ حِلْمِهِ اَنَّ النَّاسَ اَنْصَارُہُ عَلَی الْجَاهِلِ:

بردبار کو اپنی بردباری کا پہلا عوض یہ ملتا ہے۔ کہ لوگ جہالت دکھانے والے کے خلاف اس کے طرفدار ہو جاتے ہیں۔

﴿۲۰۷﴾ بردبار بنو

اِنْ لَمْ تَكُنْ حَلِيْمًا فَتَحَلَّمْ: فَاِنَّهُ قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ اِلَّا اَوْشَكَ اَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ.

اگر تم بردبار نہیں ہو تو بظاہر بردبار بننے کی کوشش کرو، کیونکہ ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت سے شباہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر انسان طبعاً حلیم و بردبار نہ ہو تو سے بردبار بننے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اس طرح کہ اپنی افتادہ طبیعت کے خلاف حلم و بردباری کا مظاہرہ کرے اگرچہ طبیعت کا رخ موڑنے میں کچھ زحمت محسوس ہوگی مگر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ حلم طبعی خصلت کی صورت اختیار کر لے گا اور پھر تکلف کی حاجت نہ رہے گی کیونکہ عادت رفتہ رفتہ طبیعت ثانیہ بن جایا کرتی ہے۔

﴿۲۰۸﴾ محاسبہ

مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ رَبِحَ، وَمَنْ غَفَلَ عَنْهَا خَسِرَ، وَمَنْ خَافَ اَمِنَ، وَمَنِ اعْتَبَرَ اَبْصَرَ، وَمَنْ اَبْصَرَ فَهِمَ، وَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ.

جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے وہ نقصان میں رہتا ہے جو ڈرتا ہے وہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے اور جو بینا ہو جاتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے اور جو بافہم ہوتا ہے اسے علم حاصل ہوتا ہے۔

﴿۲۰۹﴾ آخری دور

لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ عَلَىٰ وَلَدِهَا، وَتَلاَ عَقِيبَ ذلک: (وَنُرِيْدُ اَنْ تَمُنَّ عَلَىٰ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوافِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَةً ونَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ)

یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچے کی طرف جھکتی ہے۔اس کے بعد حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ جولوگ زمین میں کمزور کردیئے گئے ہیں، ان پر احسان کریں اوران کو پیشوا بنائیں اورانہی کواس زمین کا مالک بنائیں۔

یہ ارشادامام منتظر کے متعلق ہے جوسلسلہ امامت کے آخری فرد ہیں۔ان کے ظہور کے بعد تمام سلطنتیں اورحکومتیں ختم ہوجائیں گی اور لیظہره علی الدین کله کامکمل نمونہ نگاہوں کے سامنے آجائے گا۔

﴿۲۱۰﴾ آخرت

اَتَّقُوا اللّٰهَ تَقِيَّةَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِيْداً، وَجَدَّ تَشْمِيْراً، وَكَمَّشَ فِى مَهَلٍ، وَبَادَرَ عَنْ وَجَلٍ، وَنَظَرَ فِى كَرَّةِ الْمَوْئِلِ وَعَاقِبَةِ الْمَصْدَرِ، وَمَغَبَّةِ الْمَرْجِعِ.

اللہ سے ڈرواس شخص کے ڈرنے کے مانند جس نے دنیا کی وابستگیوں کوچھوڑ کردامن گردان لیااوردامن گردان کرکوشش میں لگ گیااوراچھائیوں کے لیےاس وقفہ حیات میں تیز گامی کے ساتھ چلااورخطروں کے پیش نظراس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایااوراپنی قرارگاہ اوراپنے اعمال کے نتیجہ اورانجام کار کی منزل پرنظر رکھی۔

﴿۲۱۱﴾ چند ہدایتیں

اَلْجُودُ حَارِسُ الْأَعْرَاضِ، وَالْحِلْمُ فِدَامُ السَّفِيهِ، وَالْعَفْوُ زَكَاةُ الظَّفَرِ، وَالسُّلُوُّ عِوَضُكَ مِمَّنْ غَدَرَ، وَالْاِسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ، وَقَدْ خَاطَرَ مَنِ اسْتَغْنَىٰ بِرَايِهِ، وَالصَّبْرُ يُنَاضِلُ الْحِدْثَانَ، وَالْجَزَعُ مِنْ اَعْوَانِ الزَّمَانِ، وَاَشْرَفُ الْغِنَىٰ تَرْكُ الْمُنَىٰ. وَكَمْ مِنْ عَقْلٍ أَسِيرٍ تَحْتَ هَوَىٰ اَمِيرٍ! وَمِنَ التَّوْفِيقِ حِفْظُ التَّجْرِبَةِ وَالْمَوَدَّةُ قَرَابَةٌ مُسْتَفَادَةٌ، وَلَا تَامَنَنَّ مَلُولاً.

سخاوت عزت آبرو کی پاسبان ہے بردباری احمق کے منہ کا تسمہ ہے، درگزر کرنا کامیابی کی زکو ہے، جو غداری کرے اسے بھول جانا اس کا بدل ہے۔ مشورہ لینا خود صحیح راستہ پا جانا ہے جو شخص رائے پر اعتماد کر کے بے نیاز ہو جاتا ہے وہ اپنے کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ صبر مصائب و حوادث کا مقابلہ کرتا ہے۔ بیتابی و بیقراری زمانہ کے مددگاروں میں سے ہے۔ بہترین دولتمندی آرزوں سے ہاتھ اٹھا لینا ہے۔ بہت سی غلام عقلیں امیروں کی ہوا و ہوس کے بارے میں دبی ہوئی ہیں تجربہ و آزمائش کی نگہداشت حسن توفیق کا نتیجہ ہے دوستی و محبت اکتسابی قرابت ہے جو تم سے رنجیدہ و دل تنگ ہو اس پر اطمینان و اعتماد نہ کرو۔

﴿۲۱۲﴾ خود پسندی

عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهِ.

انسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حریفوں میں سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حاسد محسود کی کسی خوبی و حسن کو نہیں دیکھ سکتا، اسی طرح خود پسندی

عقل کے جوہر کا ابھرنا اور اس کے خصائص کا نمایاں ہونا گوارا نہیں کرتی۔ جس سے مغرور خود بین انسان ان عادات و خصائل سے محروم رہتا ہے، جو عقل کے نزدیک پسندیدہ ہوتے ہیں۔

﴿۲۱۳﴾ صبر و درگزر

اَغْضِ عَلَى الْقَذَىٰ وَالْأَلَمِ تَرْضَ اَبَداً.

تکلیف سے چشم پوشی کرو، ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

ہر شخص میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور ہوتی ہے۔ اگر انسان دوسروں کی خامیوں اور کمزوریوں سے متاثر ہو کر ان سے علیحدگی اختیار کرتا جائے تو رفتہ رفتہ وہ اپنے دوستوں کو کھودے گا اور دنیا میں تنہا اور بے یار و مددگار ہو کر رہ جائے گا، جس سے اس کی زندگی تلخ اور الجھنیں بڑھ جائیں گی۔ ایسے موقع پر انسان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس معاشرہ میں اسے فرشتے نہیں مل سکتے کہ جن سے اسے کبھی کوئی شکایت پیدا نہ ہو اسے انہی لوگوں میں رہنا سہنا اور انہی لوگوں میں زندگی گزارنا ہے۔ لہذا جہاں تک ہو سکے ان کی کمزوریوں کو نظر انداز کرے اور ان کی ایذا رسانیوں سے چشم پوشی کرتا رہے۔

﴿۲۱۴﴾ نرمی و ملایمت

مَنْ لَانَ عُودُهُ كَثُفَتْ اَغْصَانُهُ.

جس درخت کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔

جو شخص تند خو اور بدمزاج ہو وہ کبھی اپنے ماحول کو خوشگوار بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے ملنے والے بھی اس کے ہاتھوں نالاں اور اس سے بیزار رہیں گے اور جو خوش خلق اور شیریں زبان ہو لوگ اس کے قرب کے خواہاں اور اس کی دوستی کے خواہشمند ہوں گے اور وقت پڑنے پر اس کے معاون و مددگار ثابت ہوں گے جس سے وہ اپنی زندگی کو کامیاب بنا لے جا سکتا ہے۔

﴿۲۱۵﴾ مخالفت بے جا

اَلْخِلاَفُ یَهْدِمُ الرَّایَ. مخالفت صحیح رائے کو برباد کر دیتی ہے۔

﴿۲۱۶﴾ گردن کشی

مَنْ نَالَ استطال. جو منصب پالیتا ہے دست درازی کرنے لگتا ہے۔

﴿۲۱۷﴾ نشیب وفراز

فِی تَقَلُّبِ الْاَحْوَالِ، عِلْمُ جَوَاهِرِ الرِّجَالِ.

حالات کے پلٹوں ہی میں مردوں کے جوہر کھلتے ہیں۔

﴿۲۱۸﴾ حسد

حَسَدُ الصَّدِیْقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ.

دوست کا حسد کرنا دوستی کی خامی ہے۔

﴿۲۱۹﴾ طمع وحرص

اَکْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الْمَطَامِعِ.

اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع وحرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔

جب انسان طمع وحرص میں پڑ جاتا ہے تو رشوت، چوری، خیانت، سود خوری اور اس قبیل کے دوسرے اخلاقی عیوب اس میں پیدا ہو جاتے ہیں اور عقل ان باطل خواہشوں کی جگمگاہٹ سے اس طرح خیرہ ہو جاتی ہے کہ اسے ان قبیح افعال کے عواقب ونتائج نظر ہی نہیں آتے کہ وہ اسے روکے ٹوکے اور اس خواب غفلت سے جھنجھوڑے البتہ جب دنیا سے رخت سفر باندھنے پر تیار ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ جو کچھ سمیٹا تھا وہ یہیں کے لیے تھا ساتھ نہیں لے جا سکتا، تو اس وقت آنکھیں کھلتی ہیں۔

﴿۲۲۰﴾ بدگمانی

لَیْسَ مِنَ الْعَدْلِ اَلْقَضَاءُ عَلَی الثِّقَةِ بِالظَّنِّ.

یہ انصاف نہیں ہے کہ صرف ظن وگمان پر اعتماد کرتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔

﴿۲۲۱﴾ ظلم وتعدی

بِئْسَ الزَّادُ اِلَی الْمَعَادِ، الْعُدْوَانُ عَلَی الْعِبَادِ.

آخرت کے لیے بہت برا توشہ ہے بندگان خدا پر ظلم وتعدی کرنا۔

﴿۲۲۲﴾ چشم پوشی

مَنْ اَشْرَفِ اَعْمَالِ الْکَرِیْمِ غَفْلَتُهُ عَمَّا یَعْلَمُ.

بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ جانتا ہے۔

﴿۲۲۳﴾ شرم وحیا

مَنْ کَسَاهُ الْحَیَاءُ ثَوْبَهُ، لَمْ یَرَ النَّاسُ عَیْبَهُ.

جس پر حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آسکتے۔

جو شخص حیا کے جوہر سے آراستہ ہوتا ہے اس کے لیے حیا ایسے امور کے ارتکاب سے مانع ہوتی ہے جو معیوب سمجھے جاتے ہیں۔ اس لیے اس میں عیب ہوتا ہی نہیں کہ دوسرے دیکھیں اور اگر کسی امر قبیح کا اس سے ارتکاب ہو بھی جاتا ہے تو حیا کی وجہ سے علانیہ مرتکب نہیں ہوتا کہ لوگوں کی نگاہیں اس کے عیب پر پڑ سکیں۔

﴿۲۲۴﴾ چند اوصاف

بِكَثْرَةِ الصَّمْتِ تَكُونُ الْهَيْبَةُ وَبَالنَّصَفَةِ يَكْثُرُ الْمُوَاصِلُونَ، وَبِالْإِفْضَالِ تَعْظُمُ الْاَقْدَارُ، وَبِالتَّوَاضُعِ تَتِمُّ النِّعْمَةُ، وَبِاحْتِمَالِ الْمُؤَنِ يَجِبُ السُّؤْدَدُ، وَبِالسِّيرَةِ الْعَادِلَةِ يَقْهَرُ الْمُنَاوِئُ، وَبِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِيهِ تَكْثُرُ الْاَنْصَارُ عَلَيْهِ.

زیادہ خاموشی رعب وہیبت کا باعث ہوتی ہے اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے لطف وکرم سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے جھک کر ملنے سے نعمت تمام ہوتی ہے۔ دوسروں کا بوجھ بٹانے سے لازما سرداری حاصل ہوتی ہے اور خوش رفتاری سے کینہ ور دشمن مغلوب ہوتا ہے اور سر پھرے آدمی کے مقابلہ میں بردباری کرنے سے اس کے مقابلہ میں اپنے طرفدار زیادہ ہوجاتے ہیں۔

﴿۲۲۵﴾ حاسد

الْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ الْأَجْسَادِ!

تعجب ہے کہ حاسد جسمانی تندرستی پر حسد کرنے سے کیوں غافل ہو گئے۔

حاسد دوسروں کے مال و جاہ پر تو حسد کرتا ہے۔ مگر ان کی صحت وتوانائی پر حسد نہیں کرتا حالانکہ یہ نعمت تمام نعمتوں سے زیادہ گرانقدر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ دولت وثروت کے اثرات ظاہری طمطراق اور آرام و آسائش کے اسباب سے نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور صحت ایک عمومی چیز قرار پاکر ناقدری کا شکار ہوجاتی ہے اور اسے اتنا بے قدر سمجھا جاتا ہے کہ حاسد بھی اسے حسد کے قابل نہیں سمجھتے۔ چنانچہ ایک دولت مند کو دیکھتا ہے تو اس کے مال و دولت پر اسے حسد ہوتا ہے اور ایک مزدور کو دیکھا کہ جو سر پر بوجھ اٹھائے دن بھر چلتا پھرتا ہے تو وہ اس کی نظروں میں

قابل حسد نہیں ہوتا۔ گویا صحت وتوانائی اس کے نزدیک حسد کے لائق چیز نہیں ہے کہ اس پر حسد کرے البتہ جب خود بیمار پڑتا ہے تو اسے صحت کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس موقع پر اسے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ قابل حسد یہی صحت ہے جو اب تک اس کی نظروں میں کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی.

مقصد یہ ہے کہ صحت کو ایک گرانقدر نعمت سمجھنا چاہیے اور اس کی حفاظت ونگہداشت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے

﴿۲۲۶﴾ طمع

الطَّامِعُ فِی وِثَاقِ الذُّلِّ.

طمع کرنے والا ذلت کی زنجیروں میں گرفتار رہتا ہے۔

﴿۲۲۷﴾ ایمان کی تعریف

وسئل عن الایمان فقال: اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ.

آپ سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضا سے عمل کرنا ہے.

﴿۲۲۸﴾ غم دنیا

مَنْ اَصْبَحَ عَلَی الدُّنْیَا حَزِیْنًا فَقَدْ اَصْبَحَ لِقَضَاءِ اللّٰهِ سَاخِطًا، وَمَنْ اَصْبَحَ یَشْکُو مُصِیْبَةً نَزَلَتْ بِهِ فَقَدْ اَصْبَحَ یَشْکُو رَبَّهٗ، وَمَنْ اَتٰی غَنِیًّا فَتَوَاضَعَ لَهٗ لِغَنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِیْنِهٖ، وَمَنْ قَرَا الْقُرْآنَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ مِمَّنْ کَانَ

يَتَّخِذُ آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا، وَمَنْ لَهِجَ قَلْبُهُ بِحُبِّ الدُّنْيَا التَّاطَ قَلْبُهُ مِنْهَا بِثَلَاثٍ: هَمٌّ لَا يُغِبُّهُ وَحِرْصٍ لَا يَتْرُكُهُ، وَأَمَلٍ لَا يُدْرِكُهُ.

جو دنیا کے لیے اندوہناک ہو وہ قضاوقدر الٰہی سے ناراض ہے اور جو اس مصیبت پر کہ جس میں مبتلا ہے شکوہ کرے تو وہ اپنے پروردگار کا شاکی ہے اور جو کسی دولت مند کے پاس پہنچ کر اس کی دولتمندی کی وجہ سے جھکے تو اس کا دوتہائی دین جاتا رہتا ہے اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرے پھر مر کر دوزخ میں داخل ہو تو ایسے ہی لوگوں میں سے ہوگا، جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں۔ ایسا غم کہ جو اس سے جدا نہیں ہوتا اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور ایسی امید کہ جو بر نہیں آتی۔

﴿۲۲۹﴾ قناعت

كَفَىٰ بِالْقَنَاعَةِ مُلْكًا، وَبِحُسْنِ الْخُلُقِ نَعِيمًا. وسئلؑ: عن قوله تعالىٰ: (فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً) فقالَ: هِيَ الْقَنَاعَةُ.

قناعت سے بڑھ کر کوئی سلطنت اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی عیش و آرام نہیں ہے۔
حضرت سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ہم اس کو پاک و پاکیزہ زندگی دیں گے آپ نے فرمایا کہ: وہ قناعت ہے۔

حسن خلق کو نعمت سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح نعمت باعث لذت ہوتی ہے اسی طرح انسان خوش اخلاقی و نرمی سے دوسروں کے دلوں کو اپنی مٹھی میں لے کر اپنے ماحول کو خوش گوار بنا سکتا ہے اور اپنے لیے لذت و راحت کا سامان کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے اور قناعت کو

سرمایہ و جاگیر اس لیے قرار دیا ہے کہ جس طرح ملک و جاگیر احتیاج کو ختم کر دیتی ہے اسی طرح جب انسان قناعت اختیار کر لیتا ہے اور اپنے رزق پر خوش رہتا ہے تو وہ خلق سے مستغنی اور احتیاج سے دور ہوتا ہے۔

﴿۲۳۰﴾ شرکت

شَارِکُوا الَّذِی قَدْ اَقْبَلَ عَلَیْهِ الرِّزْقُ، فَاِنَّهُ اَخْلَقُ لِلْغِنٰی، وَاَجْدَرُ بِاِقْبَالِ الْحَظِّ عَلَیْهِ.

جس کی طرف فراخ روزی کئے ہوئے ہو اس کے ساتھ شرکت کرو، کیونکہ اس میں دولت حاصل کرنے کا زیادہ امکان اور خوش نصیبی کا زیادہ قرینہ ہے۔

﴿۲۳۱﴾ عدل واحسان

وقوله تعالیٰ: (اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ) اَلْعَدْلُ: اَلْاِنْصَافُ وَالْاِحْسَانُ: التَّفَضُّلُ.

خداوند عالم کے ارشاد کے مطابق کہ اللہ تمہیں عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔ فرمایا: عدل انصاف ہے اور احسان لطف و کرم۔

﴿۲۳۲﴾ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

مَنْ یُعْطِ بِالْیَدِ الْقَصِیْرَةِ یُعْطَ بِالْیَدِ الطَّوِیْلَةِ.

جو عاجز و قاصر ہاتھ سے دیتا ہے اسے بااقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔

سید رضی کہتے ہیں کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے کچھ خیر و نیکی کی راہ میں خرچ کرتا ہے اگر چہ وہ کم ہو، مگر خداوند عالم اس کا اجر بہت زیادہ قرار دیتا ہے اور اس مقام پر دو

ہاتھوں سے مراد، دو نعمتیں ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام نے بندہ کی نعمت اور پروردگار کی نعمت میں فرق بتایا ہے کہ وہ تو عجز و قصور کی حامل ہے اور وہ با اقتدار ہے۔ کیونکہ اللہ کی عطا کردہ نعمتیں مخلوق کی دی ہوئی نعمتوں سے ہمیشہ بدر جہا بڑھی چڑھی ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ ہی کی نعمتیں تمام نعمتوں کا سر چشمہ ہیں۔ لہذا ہر نعمت انہی نعمتوں کی طرف پلٹتی ہے اور انہی سے وجود پاتی ہے۔

۲۳۳ دعوت مقابلہ

لاَبنہ الحسنؑ: لاَ تَدْعُوَنَّ اِلَىٰ مُبَارَزَةٍ، وَاِنْ دُعِيتَ اِلَيْهَا فَأَجِبْ، فَاِنَّ الدَّاعِيَ بَاغٍ وَالْبَاغِي مَصْرُوعٌ.

اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: کسی کو مقابلہ کے لیے خود نہ للکارو، ہاں اگر دوسرا للکارے تو فوراً جواب دو، اس لیے کہ جنگ کی خود سے دعوت دینے والا زیادتی کرنے والا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اگر دشمن آمادہ پیکار ہو اور جنگ میں پہل کرے تو اس موقع پر اس کی روک تھام کے لیے قدم اٹھانا چاہیے اور از خود حملہ نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سراسر ظلم و تعدی ہے اور جو ظلم و تعدی کا مرتکب ہوگا وہ اس کی پاداش میں خاک مذلت پر پچھاڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام ہمیشہ دشمن کے للکارنے پر میدان میں آتے اور خود سے دعوت مقابلہ نہ دیتے تھے۔ چنانچہ ابن الحدید تحریر کرتے ہیں۔

ہمارے سننے میں نہیں آیا کہ حضرت نے کبھی کسی کو مقابلہ کے لیے للکارا ہو بلکہ جب مخصوص طور پر آپ کو دعوت مقابلہ دی جاتی تھی یا عمومی طور پر دشمن للکارتا تھا، تو اس کے مقابلہ میں نکلتے تھے اور سے قتل کر دیتے تھے۔ (شرح ابن ابی الحدید، جلد 4، صفحہ 344)

﴿۲۳۴﴾ عورت ومرد کے صفات

خِيَارُ خِصَالِ النِّسَاءِ شِرَارُ خِصَالِ الرِّجَالِ: الزَّهْوُ، وَالْجُبْنُ، وَالْبُخْلُ: فَإِذَا كَانَ الْمَرْأَةُ مَزْهُوَّةً لَمْ تُمَكِّنْ مِنْ نَفْسِهَا، وَإِذَا كَانَتْ بَخِيلَةً حَفِظَتْ مَالَهَا وَمَالَ بَعْلِهَا، وَإِذَا كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَعْرُضُ لَهَا.

عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں۔ غرور، بزدلی اور کنجوسی اس لیے کہ عورت جب مغرور ہوگی، تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور بزدل ہوگی تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی جو پیش آئے گی۔

﴿۲۳۵﴾ عاقل وجاہل

وقيل له: صف لنا العاقل، فقالَ: هُوَ الَّذِي يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهُ، فقيل: فصف لنا الجاهل، فقال: قَدْ فَعَلْتُ.

آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ عقلمند کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا: عقلمند وہ ہے جو ہر چیز کو اس کے موقع ومحل پر رکھے۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ جاہل کا وصف بتائیے تو فرمایا میں بیان کر چکا۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ مقصد یہ ہے کہ جاہل وہ ہے جو کسی چیز کو اس کے موقع ومحل پر نہ رکھے گویا حضرت کا اسے نہ بیان کرنا ہی بیان کرنا ہے کیونکہ اس کے اوصاف عقلمند کے اوصاف کے برعکس ہیں

﴿۲۳۶﴾ دنیا کی بے قدری

وَاللّٰهِ لَدُنْيَا كُمْ هٰذِهِ أَهْوَنُ فِي عَيْنِي مِنْ عِرَاقِ خِنْزِيرٍ فِي يَدِ مَجْذُوْمٍ.

خدا کی قسم تمہاری یہ دنیا میرے نزدیک سور کی انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

﴿۲۳۷﴾ عبادت کے اقسام

اِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ وَاِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيْدِ وَاِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ شُكْراً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْأَحْرَارِ.

ایک جماعت نے اللہ کی عبادت ثواب کی رغبت وخواہش کے پیشِ نظر کی، یہ سودا کرنے والوں کی عبادت ہے اور ایک جماعت نے خوف کی وجہ سے اس کی عبادت کی یہ غلاموں کی عبادت ہے اور ایک جماعت نے از روئے شکر و سپاس گزاری اس کی عبادت کی یہ آزادوں کی عبادت ہے۔

﴿۲۳۸﴾ عورت کی مذمت

اَلْمَرْاَةُ شَرٌّ كُلُّهَا، وَشَرُّ مَا فِيْهَا اِنَّهُ لاَ بُدَّ مِنْهَا:

عورت سراپا برائی ہے اور سب سے بڑی برائی اس میں یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

﴿۲۳۹﴾ تساہل و عیب جوئی

مَنْ أَطَاعَ التَّوَانِيَ ضَيَّعَ الْحُقُوقَ وَمَنْ اَطَاعَ الْوَاشِيَ ضَيَّعَ الصَّدِيْقَ.

جو شخص سستی و کاہلی کرتا ہے وہ اپنے حقوق کو ضائع و برباد کر دیتا ہے اور جو چغل خور کی بات پر اعتماد کرتا ہے وہ دوست کو اپنے ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔

﴿۲۴۰﴾ غصب

اَلْحَجَرُ الْغَصِيْبُ فِى الدَّارِ رَهْنٌ عَلٰى خَرَابِهَا.

گھر میں ایک غصبی پتھر کا لگانا اس کی ضمانت ہے کہ وہ تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں یہ کلام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوا ہے اور اس میں تعجب ہی کیا ہے کہ دونوں کے کلام ایک دوسرے کے مثل ہوں کیونکہ دونوں کا سرچشمہ تو ایک ہی ہے ۔

﴿۲۴۱﴾ ظالم و مظلوم

يَوْمُ الْمَظْلُوْمِ عَلَى الظَّالِمِ اَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الظَّالِمِ عَلَى الْمَظْلُوْمِ.

مظلوم کے ظالم پر قابو پانے کا دن اس دن سے کہیں زیادہ ہوگا جس میں ظالم مظلوم کے خلاف اپنی طاقت دکھاتا ہے۔

دنیا میں ظلم سہہ لینا آسان ہے مگر آخرت میں اس کی سزا بھگتنا آسان نہیں ہے۔ کیونکہ ظلم سہنے کا عرصہ زندگی بھر کیوں نہ ہو پھر بھی محدود ہے اور ظلم کی پاداش جہنم ہے جس کا سب سے زیادہ ہولناک پہلو ہے کہ وہاں زندگی ختم نہ ہوگی کہ موت دوزخ کے عذاب سے بچالے جائے چنانچہ ایک ظالم اگر کسی کو قتل کر دیتا ہے تو قتل کے ساتھ ظلم کی حد بھی ختم ہو جائے گی اور اب اس کی گنجائش نہ ہوگی کہ اس پر مزید ظلم کیا جا سکے مگر اس کی سزا یہ ہے کہ اسے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈالا جائے کہ جہاں وہ اپنے کیئے کی سزا بھگتتا رہے۔

﴿۲۴۲﴾ تقویٰ

اَتَّقِ اللّٰهَ بَعْضَ التُّقَىٰ وَاِنْ قَلَّ، وَاَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ سِتْراً وَاِنْ رَقَّ.

اللہ سے کچھ تو ڈرو چاہے وہ کم ہی ہو اور اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ تو پردہ رکھو، چاہے وہ باریک ہی سا ہو۔

﴿۲۴۳﴾ جوابات کی کثرت

اِذَا اَزْدَحَمَ الْجَوَابُ خَفِيَ الصَّوَابُ.

جب ایک سوال کے لیے جوابات کی بہتات ہو جائے تو صحیح بات چھپ جایا کرتی ہے۔

اگر کسی سوال کے جواب میں ہر گوشہ سے آوازیں بلند ہونے لگیں تو ہر جواب نئے سوال کا تقاضا بن کر بحث و جدل کا دروازہ کھول دے گا اور جوں جوں جوابات کی کثرت ہوگی، اصل حقیقت کی کھوج اور صحیح جواب کی سراغ رسائی مشکل ہو جائے گی۔ کیونکہ ہر شخص اپنے جواب کو صحیح تسلیم کرانے کے لیے ادھر ادھر سے دلائل فراہم کرنے کی کوشش کرے گا جس سے سارا معاملہ الجھاؤ میں پڑ جائے گا اور یہ خواب کثرت تعبیر سے خواب پریشان ہو کر رہ جائے گا۔

﴿۲۴۴﴾ شکر و سپاس

اِنَّ لِلّٰهِ فِی کُلِّ نِعْمَةٍ حَقًّا، فَمَنْ اَدَّاهُ زَادَهُ مِنْهَا، وَمَنْ قَصَّرَعنه خَاطَرَ بِزَوَالِ نِعْمَتِهِ.

بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہر نعمت میں حق ہے تو جو اس حق کو ادا کرتا ہے، اللہ اس کے لیے نعمت کو اور بڑھاتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈالتا ہے۔

﴿۲۴۵﴾ خواہشات کی کمی

اِذَا کَثُرَتِ الْمَقْدِرَۃُ قَلَّتِ الشَّھْوَۃُ.

جب مقدرت زیادہ ہو جاتی ہے تو خواہش کم ہو جاتی ہے۔

﴿۲۴۶﴾ کفران نعمت

اَحْذَرُوا نِفَارَ النِّعَمِ، فَمَا کُلُّ شَارِدٍ بِمَرْدُودٍ.

نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرتے رہو کیونکہ ہر بے قابو ہو کر نکل جانے والی چیز پلٹا نہیں کرتی۔

﴿۲۴۷﴾ جذبۂ کرم

اَلْکَرَمُ اَعْطَفُ مِنَ الرَّحِمِ.

جذبہ کرم رابطہ قرابت سے زیادہ لطف و مہربانی کا سبب ہوتا ہے۔

﴿۲۴۸﴾ حسن ظن

مَنْ ظَنَّ بِکَ خَیْراً فَصَدِّقْ ظنه.

جو تم سے حسن ظن رکھے، اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔

﴿۲۴۹﴾ افضل اعمال

اَفْضَلُ الْأَعْمَالِ مَا اَکْرَھْتَ نَفْسَکَ عَلَیْهِ.

بہترین عمل وہ ہے جس کے بجالانے پر تمہیں اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑے۔

﴿۲۵۰﴾ خدا شناسی

عَرَفْتُ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ وَحَلِّ الْعُقُودِ وَنَقْضِ الْهِمَمِ.

میں نے اللہ سبحانہ کو پہچانا ارادوں کے ٹوٹ جانے، نیتوں کے بدل جانے اور ہمتوں کے پست ہو جانے سے۔

ارادوں کے ٹوٹنے اور ہمتوں کے پست ہونے سے خداوند عالم کی ہستی پر اس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے کہ مثلاً ایک کام کے کرنے کا ارادہ ہوتا ہے، مگر وہ ارادہ فعل سے ہمکنار ہونے سے پہلے ہی بدل جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور ارادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ارادوں کا ادلنا بدلنا اور ان میں تغیر و انقلاب کا رونما ہونا اس کی دلیل ہے کہ ہمارے ارادوں پر ایک بالا دست قوت کارفرما ہے جو انہیں عدم سے وجود اور وجود سے عدم میں لانے کی قوت و طاقت رکھتی ہے اور یہ امر انسان کے احاطہ اختیار سے باہر ہے۔ لہذا اسے اپنے سے مافوق ایک طاقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ جو ارادوں میں ردو بدل کرتی رہتی ہے۔

﴿۲۵۱﴾ تلخی و شیرینی

مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْآخِرَةِ، وَحَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ الْآخِرَةِ.

دنیا کی تلخی آخرت کی خوشگواری ہے اور دنیا کی خوشگواری آخرت کی تلخی ہے۔

﴿۲۵۲﴾ فرائض کے حکم و مصالح

فَرَضَ اللّٰهُ الْإِيمَانَ تَطْهِيرًا مِنَ الشِّرْكِ، وَالصَّلَاةَ تَنْزِيهًا عَنِ الْكِبْرِ، وَالزَّكَاةَ تَسْبِيبًا لِلرِّزْقِ، وَالصِّيَامَ ابْتِلَاءً لِإِخْلَاصِ الْخَلْقِ، وَالْحَجَّ تَقْوِيَةً لِلدِّينِ، وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ، وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَوَامِّ، وَالنَّهْيَ

عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعًا لِلسُّفَهَاءِ، وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنْمَاةً لِلْعَدَدِ، وَالْقِصَاصَ حَقْنًا لِلدِّمَاءِ، وَإِقَامَةَ الْحُدُودِ إِعْظَامًا لِلْمَحَارِمِ، وَتَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِينًا لِلْعَقْلِ، وَمُجَانَبَةَ السَّرِقَةِ إِيْجَابًا لِلْعِفَّةِ، وَتَرْكَ الزِّنَىٰ تَحْصِينًا لِلنَّسَبِ، وَتَرْكَ اللِّوَاطِ تَكْثِيراً لِلنَّسْلِ، وَالشَّهَادَاتِ اسْتِظْهَارًا عَلَىٰ الْمُجَاحَدَاتِ، وَتَرْكَ الْكَذِبِ تَشْرِيفًا لِلصِّدْقِ، وَالسَّلَامَ أَمَانًا مِنَ الْمَخَاوِفِ، وَالْإِمَانَةَ نِظَامًا لِلْأُمَّةِ، وَالطَّاعَةَ تَعْظِيمًا لِلْإِمَامَةِ.

خداوند عالم نے ایمان کا فریضہ عائد کیا شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کے لیے اور نماز کو فرض کیا رعونت سے بچانے کے لیے اور زکو کو رزق کے اضافہ کا سبب بنانے کے لیے اور روزہ کو مخلوق کے اخلاص کو آزمانے کے لیے اور حج کو دین کو تقویت پہنچانے کے لیے اور جہاد کو اسلام کو سرفرازی بخشنے کے لیے اور امر بالمعروف کو اصلاحِ خلائق کے لیے اور نہی عن المنکر کو سرپھروں کی روک تھام کے لیے اور حقوقِ قرابت کے ادا کرنے کو یارو انصار کی گنتی بڑھانے کے لیے اور قصاص کو خونریزی کے انسداد کے لیے اور حدود شرعیہ کے اجرا کو محرمات کی اہمیت قائم کرنے کے لیے اور شراب خوری کے ترک کو عقل کی حفاظت کے لیے اور چوری سے پرہیز کو پاک بازی کا باعث ہونے کے لیے اور زنا سے بچنے کو نسب کے محفوظ رکھنے کے لیے اور اغلام کے ترک کو نسل بڑھانے کے لیے اور گواہی کو انکارِ حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کے لیے اور جھوٹ سے علیحدگی کو سچائی کا شرف آشکارا کرنے کے لیے اور قیامِ امن کو خطروں سے تحفظ کے لیے اور امانتوں کی حفاظت کو امت کا نظام درست رکھنے کے لیے اور اطاعت کو امامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے۔

﴿۲۵۳﴾ جھوٹی قسم

اَحْلِفُوا الظَّالِمَ اِذَا اَرَدْتُمْ يَمِيْنَهُ. بِاَنَّهُ بَرِیْءٌ مِنْ حَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهِ: فَاِنَّهُ اِذَا حَلَفَ بِهَا كَاذِبًا عُوجِلَ الْعُقُوبَةَ، وَاِذَا حَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَمْ يُعَاجَلْ لِاَنَّهُ وَحَّدَ اللّٰهَ تَعَالٰی.

اگر کسی ظالم سے قسم لینا ہو تو اس سے اس طرح حلف اٹھوا کہ وہ اللہ کی قوت و توانائی سے بری ہے؟ کیونکہ جب وہ اس طرح جھوئی قسم کھائے گا تو جلد اس کی سزا پائے گا اور جب یوں قسم کھائے کہ قسم اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو جلد اس کی گرفت نہ ہو گی کیونکہ اس نے اللہ کو وحدت و یکتائی کے ساتھ یاد کیا ہے۔

﴿۲۵۴﴾ امور خیر کی وصیت

يَابْنَ آدَمَ، كُنْ وَصِیَّ نَفْسِکَ فِی مَالِکَ وَاعْمَلْ فِيْهِ مَاتُؤْثِرُ اَنْ يُعْمَلَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِکَ.

اے فرزندِ آدم اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور جو تو چاہتا ہے کہ تیرے بعد تیرے مال میں سے خیر خیرات کی جائے وہ خود انجام دے دے۔

﴿۲۵۵﴾ غیض وغضب

اَلْحِدَّةُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُونِ، لِاَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَاِنْ لَمْ يَنْدَمْ فَجُنُونُهُ مُسْتَحْكِمٌ.

غصہ ایک قسم کی دیوانگی ہے کیونکہ غصہ ور بعد میں پشیمان ضرور ہوتا ہے اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اس کی دیوانگی پختہ ہے۔

﴿۲۵۶﴾ حسد

صِحَّةُ الْجِسَدِمِنْ قِلَّةِ الْحَسَدِ. حسد کی کمی بدن کی تندرستی کا سبب ہے۔

﴿۲۵۷﴾ حاجت روائی

وقالؑ: لکمیل بن زیاد النخعی :يَاكُمَيْلُ، مُرْ اَهْلَكَ اَنْ يَرُوحُوا فِی كَسْبِ الْمَكَارِمِ، وَيُدْلِجُوا فِی حَاجَةِ مَنْ هُوَ نَائِمٌ: فَوَالَّذِی وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، مَا مِنْ اَحَدٍ اَدَعَ قَلْبًا سُرُوْرًا اِلَّا وَخَلَقَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ السُّرُورِلُطْفًا، فَاِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَائِبَةٌ جَرٰى اِلَيْهَا كَالْمَاءِ فِی اَنْحِدَارِهِ، حَتّٰى يَطْرُدَهَا عَنْهُ كَمَا تُطْرَدُ غَرِيبَةُ الْاِبِلِ.

کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا: اے کمیل :اپنے عزیز و اقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والے کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کی قوتِ شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے جس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا تو اللہ اس کے لیے اس سرور سے ایک لطفِ خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے۔

﴿۲۵۸﴾ صدقہ

اِذَا اَمْلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا اللّٰهَ بِالصَّدَقَةِ.

جب تنگدست ہو جاؤ تو صدقہ کے ذریعے اللہ سے بیوپار کرو۔

﴿۲۵۹﴾ وفا و غداری

اَلْوَفَاءُ لِاَهْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌ عِنْدَاللّٰهِ وَالْغَدْرُ بِاَهْلِ الْغَدْرِ وَفَاءٌ عِنْدَ اللّٰهِ.

غداروں سے وفا کرنا اللہ کے نزدیک غداری ہے اور غداروں کے ساتھ غداری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفا ہے۔

﴿۲۶۰﴾ ابتلاء و آزمائش

کَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْاِحْسَانِ اِلَیْهِ وَمَغْرُورٍ بِالسَّتْرِ عَلَیْهِ وَمَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِیْهِ. وَمَا ابْتَلَی اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَحَداً بِمَثْلِ الْاِمْلاءِ لَهُ.

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں ہے۔

﴿۲۶۱﴾ بے وفا ساتھی

لما بلغه اغارة اصحاب معاوية على الانبار، فخرج بنفسه ماشياء حتى اتى النخيلة فادركه الناس، وقالوا: يا امير المومنين نحن نكفيكهم، فقال:

مَا تَکْفُونَنِی اَنْفُسَکُمْ، فَکَیْفَ تَکْفُونَنِی غَیْرَکُمْ؟ اِنْ کَانَتِ الرَّعَایَا قَبْلِی لَتَشْکُو حَیْفَ رُعَاتِهَا، وَاَنَّنِی الْیَوْمَ لا شْکُو حَیْفَ رَعِیَّتِی کَأَنَّنِی الْمَقُودُ وَهُمُ الْقَادَةُ، اَوِ الْمَوْزُوعُ وَهُمُ الْوَزَعَةُ!

جب امیر المومنین علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ کے ساتھیوں نے شہر انبار پر دھاوا

کیا تو آپ بنفس نفیس پیادہ پا چل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ نخیلہ تک پہنچ گئے، اتنے میں لوگ بھی آپ کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین علیہ السلام ہم دشمن سے نپٹ لیں گے آپ کے تشریف لے جانے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے سے تو میرا بچا کر نہیں سکتے دوسروں سے کیا بچا کرو گے مجھ سے پہلے رعایا اپنے حاکموں کے ظلم و جور کی شکایت کیا کرتی تھی مگر میں آج اپنی رعیت کی زیادتیوں کا گلہ کرتا ہوں، گویا کہ میں رعیت ہوں اور وہ حاکم اور میں حلقہ بگوش ہوں اور وہ فرمانروا۔

سید رضی کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک طویل کلام کے ذیل میں کہ جس کا منتخب حصہ ہم خطبات میں درج کر چکے ہیں یہ کلمات ارشاد فرمائے تو آپ کے اصحاب میں سے دو شخص اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں سے ایک نے کہا کہ یا امیر المومنین علیہ السلام مجھے اپنی ذات اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں تو آپ ہمیں حکم دیں ہم اسے بجالائیں گے جس پر حضرت نے فرمایا کہ میں جو چاہتا ہوں وہ تم دو آدمیوں سے کہاں سرانجام پا سکتا ہے۔

﴿۲۶۲﴾ حارث ابن حوط

وقیل: ان الحارث بن حوط اتاہ فقال: اترانی اظن اصحاب الجمل کانوا علی ضلالة؟ فقالؑ: یَا حَارِثُ، اِنَّکَ نَظَرْتَ تَحْتَکَ وَلَمْ تَنْظُرْ فَوْقَکَ فَحِرْتَ! اِنَّکَ لَمْ تَعْرِفِ الْحَقَّ فَتَعْرِفَ مَنْ اَتَاهُ، وَلَمْ تَعْرِفِ الْبَاطِلِ فَتَعْرِفَ مَنْ اَتَاهُ. فقال الحارث: فانی اعتزل مع سعد بن مالک وعبد اللہ بن عمر، فقالؑ: اِنَّ سَعِیْدًا وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ یَنْصُرا الْحَقَّ، وَلَمْ یَخْذُلاَ الْبَاطِلَ.

بیان کیا گیا ہے کہ حارث ابن حوط حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ کیا آپ کے خیال میں اس کا گمان بھی ہوسکتا ہے کہ اصحاب جمل گمراہ تھے؟

حضرت نے فرمایا کہ اے حارث! تم نے نیچے کی طرف دیکھا اوپر کی طرف نگاہ نہیں ڈالی، جس کے نتیجہ میں تم حیران وسرگردان ہوگئے ہو، تم حق ہی کو نہیں جانتے کہ حق والوں کو جانو اور باطل ہی کو نہیں پہچانتے کہ باطل کی راہ پر چلنے والوں کو پہچانو۔

حارث نے کہا کہ میں سعد ابن مالک اور عبداللہ ابن عمر کے ساتھ گوشہ گزیں ہو جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ: سعد اور عبداللہ ابن عمر نے حق کی مدد کی اور نہ باطل کی نصرت سے ہاتھ اٹھایا۔

سعد ابن مالک سعد ابن ابی وقاص اور عبداللہ ابن عمران لوگوں میں سے تھے جو امیر المومنین علیہ السلام کی رفاقت وہمنوائی سے منہ موڑے ہوئے تھے چنانچہ سعد ابن ابی وقاص تو حضرت عثمان کے قتل کے بعد ایک صحرا کی طرف منتقل ہوگئے اور وہیں زندگی گزار دی، اور حضرت کی بیعت نہ کرنا تھی نہ کی اور عبداللہ ابن عمر نے اگرچہ بیعت کرلی تھی۔ مگر جنگوں میں حضرت کا ساتھ دینے سے انکار کردیا تھا اور اپنا عذر یہ پیش کیا تھا کہ میں عبادت کے لیے گوشہ دینی اختیار کرچکا ہوں اب حرب وپیکار سے کوئی سروکار رکھنا نہیں چاہتا۔

﴿۲۶۳﴾ مصاحب سلطان

صَاحِبُ السُّلْطَانِ کَرَاکِبِ الْأَسَدِ: یُغْبَطُ بِمَوْقِعِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَوْضِعِهِ.

بادشاہ کا ندیم ومصاحب ایسا ہے جیسے شیر پر سوار ہونے والا کہ اس کے مرتبہ پر رشک کیا جاتا ہے وہ اپنے موقف سے خوب واقف ہے۔

مقصد یہ ہے کہ جسے بارگاہ سلطانی میں تقرب حاصل ہوتا ہے لوگ اس کے جاہ ومنصب اور

عزت واقبال کو رشک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں مگر خود اسے ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں بادشاہ کی نظریں اس سے پھر نہ جائیں اور وہ ذلت و رسوائی یا موت و تباہی کے گڑھے میں نہ جا پڑے جیسے شیر سوار کہ لوگ اس سے مرعوب ہوتے ہیں اور وہ اِس خطرہ میں گھرا ہوتا ہے کہ کہیں شیر اسے پھاڑ نہ کھائے یا کسی مہلک گڑھے میں نہ جا گرائے.

﴿۲۶۴﴾ حسن سلوک

اَحْسِنُوا فِی عَقِبِ غَیْرِکُمْ تُحْفَظُوا فِی عَقِبِکُمْ

دوسروں کے پسماندگان سے بھلائی کرو تاکہ تمہارے پسماندگان پر بھی نظر شفقت پڑے۔

﴿۲۶۵﴾ کلام حکماء

اِنَّ کَلاَمَ الْحُکَمَاءِ اِذَا کَانَ صَوَابًا کَانَ دَوَاءً، وَاِذَا کَانَ خَطًا کَانَ دَاءً.

جب حکما کا کلام صحیح ہو تو وہ دوا ہے اور غلط ہو تو سراسر مرض ہے.

علمائے مصلحین کا طبقہ اصلاح کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے اور فساد کا بھی کیونکہ عوام ان کے زیر اثر ہوتے ہیں اور ان کے قول و عمل کو صحیح و معیاری سمجھتے ہوئے اس سے استفادہ کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس صورت میں اگر ان کی تعلیم اصلاح کی حامل ہوگی تو اس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد صلاح و رشد سے آراستہ ہو جائیں گے اور اگر اس میں خرابی ہوگی تو اس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد گمراہی و بے راہروی میں مبتلا ہو جائیں گے. اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب عالم میں فساد رونما ہوتا ہے تو اس فساد کا اثر ایک دنیا پر پڑتا ہے۔

﴿۲۶۶﴾ ایک سوال کے جواب میں

وساله رجل ان یعرفه الا یمان فقالَ: اِذَا کَانَ الْغَدُ فَأْتِنِی حَتّٰی اُخْبِرَکَ

عَلٰی اَسۡمَاعِ النَّاسِ، فَاِنۡ نَسِیۡتَ مَقَالَتِی حَفِظَهَا عَلَیۡکَ غَیۡرُکَ، فَاِنَّ الۡکَلَامَ کَالشَّارِدَةِ، یَنۡقُفُهَا هٰذَا وَیُخۡطِئُهَا هٰذَا.

حضرت سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کل میرے پاس آنا تاکہ میں تمہیں اس موقع پر بتاؤں کہ دوسرے لوگ بھی سن سکیں کہ اگر تم بھول جاؤ تو دوسرے یاد رکھیں۔ اس لیے کلام بھڑکے ہوئے شکار کے مانند ہوتا ہے کہ اگر ایک کی گرفت میں آ جاتا ہے اور دوسرے کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

سید رضی کہتے ہیں کہ حضرت نے اس کے بعد جواب دیا وہ آپ کا یہ ارشاد تھا کہ الایمان علی اربع شعب ایمان کی چار قسمیں ہیں۔

﴿۲۶۷﴾ فکر فردا

یَابۡنَ آدَمَ لَا تَحۡمِلۡ هَمَّ یَوۡمِکَ الَّذِی لَمۡ یَاتِکَ عَلٰی یَوۡمِکَ الَّذِی قَدۡ اَتَاکَ فَاِنَّهُ اِنۡ یَکُ مِنۡ عُمۡرِکَ یَاتِ اللّٰهُ فِیۡهِ بِرِزۡقِکَ.

اے فرزند آدم علیہ السلام: اس دن کی فکر کا بار جو ابھی آیا نہیں، آج کے اپنے دن پر نہ ڈال کہ جو آ چکا ہے اس لیے کہ اگر ایک دن بھی تیری عمر کا باقی ہوگا، تو اللہ تیرا رزق تجھ تک پہنچائے گا۔

﴿۲۶۸﴾ دوستی دشمنی میں احتیاط

اَحۡبِبۡ حَبِیۡبَکَ هَوۡنًا مَا، عَسٰی اَنۡ یَکُوۡنَ بَغِیۡضَکَ یَوۡمًا مَا، وَاَبۡغِضۡ بَغِیۡضَکَ هَوۡنًا مَا، عَسٰی اِنۡ یَکُوۡنَ حَبِیۡبَکَ یَوۡمًا مَا.

اپنے دوست سے بس ایک حد تک محبت کرو کیونکہ شاید کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے

اور دشمن کی دشمنی بس ایک حد تک رکھو ہوسکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔

﴿۲۶۹﴾ عمل دنیا و عمل آخرت

اَلنَّاسُ فِی الدُّنْیَا عَامِلاَنِ: عَامِلٌ عَمِلَ فِی الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا، قَدْ شَغَلَتْهُ دُنْیَاهُ عَنْ آخِرَتِهِ، یَخْشَیٰ عَلَیٰ مَنْ یَخْلُفُهُ الْفَقْرَ، وَیَامَنُهُ عَلَیٰ نَفْسِهِ، فَیُفْنِی عُمُرَهُ فِی مَنْفَعَةِ غَیْرِهِ: وَعَامِلٌ عَمِلَ فِی الدُّنْیَا لِمَا بَعْدَهَا، فَجَاءَهُ الَّذِی لَهُ مِنَ الدُّنْیَا بِغَیْرِ عَمَلٍ، فَاَحْرَزَ الْحَظَّیْنِ مَعًا، وَمَلَکَ الدَّارَیْنِ جَمِیعًا، فَاَصْبَحَ وَجِیهًا عِنْدَ اللّٰهِ، لاَ یَسْأَلُ اللّٰهَ حَاجَةً فَیَمْنَعُهُ.

دنیا میں کام کرنے والے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دنیا کے لیے سرگرم عمل رہتا ہے اور اسے دنیا نے آخرت سے روک رکھا ہے۔ وہ اپنے پسماندگان کے لیے فقر و فاقہ کا خوف کرتا ہے مگر اپنی تنگدستی سے مطمئن ہے تو وہ دوسروں کے فائدہ ہی میں پوری عمر بسر کر دیتا ہے اور ایک وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اس کے لیے عمل کرتا ہے تو اسے تگ و دو کئے بغیر دنیا بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ دونوں حصوں کو سمیٹ لیتا ہے اور دونوں گھروں کا مالک بن جاتا ہے وہ اللہ کے نزدیک باوقار ہوتا ہے اور اللہ سے کوئی حاجت نہیں مانگتا جو اللہ پوری نہ کرے۔

﴿۲۷۰﴾ خانۂ کعبہ کے زیور

وروی انه ذکر عند عمر بن الخطاب فی ایامه حلی الکعبة و کثرته، فقال قوم: لو اخذنه فجهزت به جیوش المسلمین کان اعظم للاجر، وما تصنع الکعبة بالحلی؟ فهم عمر بذلک ، وسال عنه امیر المومنینؑ، فقال

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلَىٰ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَالْأَمْوَالُ اَرْبَعَةٌ: اَمْوَالُ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْوَرَثَةِ فِي الْفَرَائِضِ ، وَالْفَيْءُ فَقَسَّمَهُ عَلَىٰ مُسْتَحِقِّيْهِ، وَالْخُمُسُ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ حَيْثُ وَضَعَهُ، وَالصَّدَقَاتُ فَجَعَلَهَا اللّٰهُ حَيْثُ جَعَلَهَا. وَكَانَ حَلْيُ الْكَعْبَةِ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ، فَتَرَكَهُ اللّٰهُ عَلَىٰ حَالِهِ، وَلَمْ يَتْرُكْهُ نِسْيَانًا، وَلَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ مَكَانًا، فَاَقِرَّهُ حَيْثُ اَقَرَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ. فَقَالَ عمر: لولاک لا فتضحنا، وترک الحلی بحاله.

بیان کیا گیا ہے کہ عمر ابن خطاب کے سامنے خانہ کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر ہوا تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ اگر آپ ان زیورات کو لے لیں اور انہیں مسلمانوں کے لشکر پر صرف کر کے ان کی روانگی کا سامان کریں تو زیادہ باعث اجر ہوگا، خانہ کعبہ کو ان زیورات کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ عمر نے اس کا ارادہ کر لیا اور امیر المومنین علیہ السلام سے اس کے بارے میں مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ:

جب قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تو اس وقت چار قسم کے اموال تھے، ایک مسلمانوں کا ذاتی مال تھا اسے آپ نے ان کے وارثوں میں ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم دیا دوسرا مال غنیمت تھا اسے اس کے مستحقین پر تقسیم کیا۔ تیسرا مال خمس تھا، اس مال کے اللہ تعالی نے خاص مصارف مقرر کر دیئے۔ چوتھے زکوۃ وصدقات تھے۔ انہیں اللہ نے وہاں صرف کرنے کا حکم دیا جو ان کا مصرف ہے یہ خانہ کعبہ کے زیورات اس زمانہ میں بھی موجود تھے لیکن اللہ نے ان کو ان کے حال پر رہنے دیا اور ایسا بھولے سے تو نہیں ہوا، اور نہ ان کا وجود اس پر پوشیدہ تھا۔ لہذا آپ بھی انہیں وہیں رہنے

دیجئے جہاں اللہ اور اس کے رسول نے انہیں رکھا ہے۔ یہ سن کر عمر نے کہا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم رسوا ہو جاتے اور زیورات کو ان کی حالت پر رہنے دیا۔

﴿۲۷۱﴾ بیت المال کی چوری

وروی انهٗ رفع الیه رجلان سرقا من مال الله، احدهما عبد من مال الله، والاخر من عرض الناس. فقال علیه السلام: أَمَّا هٰذَا فَهُوَ مِنْ مَالِ اللّٰهِ وَلَا حَدَّ عَلَيْهِ، مَالُ اللّٰهِ أَكَلَ بَعْضُهُ بَعْضًا: وَاَمَّا الْآخَرُ فَعَلَيْهِ الْحَدُّ الشَّدِيْدُ. فقطع یده.

روایت کی گئی ہے کہ حضرت کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا گیا جنہوں نے بیت المال میں چوری کی تھی ایک تو ان میں غلام اور خود بیت المال کی ملکیت تھا اور دوسرا لوگوں میں سے کسی کی ملکیت میں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غلام جو بیت المال کا ہے اس پر حد جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ کا مال اللہ کے مال ہی نے کھایا ہے لیکن دوسرے پر حد جاری ہوگی، چنانچہ اس کا ہاتھ قطع کر دیا۔

﴿۲۷۲﴾ احکام میں ترمیم

لَوْقَدِ اسْتَوَتْ قَدَمَایَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدَاحِضِ لَغَيَّرْتُ اَشْيَاءَ.

اگر ان پھسلنوں سے بچ کر میرے پیر جم گئے تو میں بہت سی چیزوں میں تبدیلی کر دوں گا۔

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پیغمبر اسلام کے بعد دین میں تغیرات رونما ہونا شروع ہو گئے اور کچھ افراد نے قیاس و رائے سے کام لے کر احکام شریعت میں ترمیم و تنسیخ کی بنیاد ڈال دی۔

حالانکہ حکم شرعی میں تبدیلی کا کسی کو حق نہیں پہنچتا، کہ وہ قرآن وسنت کے واضح احکام کو ٹھکرا کر اپنے قیاسی احکام کا نفاذ کرے۔ چنانچہ قرآن کریم میں طلاق کی یہ واضح صورت بیان ہوئی ہے کہ الطلاق مرتان، طلاق رجعی کہ جس میں بغیر محلل کے رجوع ہو سکتی ہے دو مرتبہ ہے مگر حضرت عمر نے بعض مصالح کے پیش نظر ایک ہی نشست میں تین طلاقوں کے واقع ہونے کا حکم دے دیا۔ اسی طرح میراث میں عول کا طریقہ رائج کیا گیا اور نماز جنازہ میں چار تکبیروں کو رواج دیا یونہی حضرت عثمان نے نماز جمعہ میں ایک اذان بڑھادی اور قصر کے موقع پر پوری نماز کے پڑھنے کا حکم دیا اور نماز عید میں خطبہ کو نماز پر مقدم کر دیا اور اسی طرح کے بے شمار احکام وضع کر لیے گئے جس سے صحیح احکام بھی غلط احکام کے ساتھ مخلوط ہو کر بے اعتماد بن گئے۔

امیر المومنین علیہ السلام جو شریعت کے سب سے زیادہ واقف کار تھے وہ ان احکام کے خلاف احتجاج کرتے اور صحابہ کے خلاف اپنی رائے رکھتے تھے چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ:

ہمارے لیے اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام شرعی احکام و قضایا میں صحابہ کے خلاف رائے رکھتے تھے. جب حضرت ظاہری خلافت پر متمکن ہوئے تو ابھی آپ کے قدم پوری طرح سے جمنے نہ پائے تھے کہ چاروں طرف سے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان الجھنوں سے آخر وقت تک چھٹکارا حاصل نہ کر سکے جس کی وجہ سے تبدیل شدہ احکام میں پوری طرح ترمیم نہ ہو سکی، اور مرکز سے دور علاقوں میں بہت غلط سلط احکام رواج پا گئے۔ البتہ وہ طبقہ جو آپ سے وابستہ تھا، وہ آپ سے احکام شریعت کو دریافت کرتا تھا اور انہیں محفوظ رکھتا جس کی وجہ سے صحیح احکام نابود اور غلط مسائل ہمہ گیر نہ ہو سکے۔

﴿۲۷۳﴾ تقدیر و تدبیر

اَعْلَمُوا عِلْمًا یَقِیْنًا اَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَجْعَلْ لِلْعَبْدِ. وَاِنْ عَظُمَتْ حِیْلَتُهُ

،وَاشْتَدَّتْ طِلْبَتُهُ، وَقَوِيَتْ مَكِيْدَتُهُ. أَكْثَرَ مِمَّا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، وَلَمْ يَحُلْ (يجعل) بَيْنَ الْعَبْدِ فِي ضَعْفِهِ وَقِلَّةِ حِيْلَتِهِ وَبَيْنَ اَنْ يَبْلُغَ مَا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. وَالْعَارِفُ لِهٰذَا الْعَامِلُ بِهِ، اَعْظَمُ النَّاسِ رَاحَةً فِي مَنْفَعَةٍ ، وَالتَّارِكُ لَهُ الشَّاكُّ فِيْهِ اَعْظَمُ النَّاسِ شُغْلاً فِي مَضَرَّةٍ. وَرُبَّ مُنْعَمٍ عَلَيْهِ مُسْتَدْرَجٌ بِالنُّعْمٰى، وَرُبَّ مُبْتَلًى مَصْنُوعٌ لَهُ بِالْبَلْوٰى! فَزِدْ اَيُّهَا الْمُسْتَنْفِعُ فِي شُكْرِكَ، وَقَصِّرْ مِنْ عَجَلَتِكَ، وَقِفْ عِنْدَ مُنْتَهٰى رِزْقِكَ.

پورے یقین کے ساتھ اس امر کو جانے رہو کہ اللہ سبحانہ نے کسی بندے کے لیے چاہے اس کی تدبیریں بہت زبردست اس کی جستجو شدید اور اس کی ترکیبیں طاقت ور ہوں اس سے زائد رزق قرار نہیں دیا جتنا کہ تقدیر الٰہی میں اس کے لیے مقرر ہو چکا ہے اور کسی بندے کے لیے اس کمزوری و بے چارگی کی وجہ سے لوح محفوظ میں اس کے مقررہ رزق تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اس حقیقت کو سمجھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا سود و منفعت کی راحتوں میں سب لوگوں سے بڑھ چڑھ کر ہے اور اسے نظر انداز کرنے اور اس میں شک وشبہ کرنے والا سب لوگوں سے زیادہ زیاں کاری میں مبتلا ہے بہت سے وہ جنہیں نعمتیں ملی ہیں، نعمتوں کی بدولت کم کم عذاب کے نزدیک کئے جا رہے ہیں، اور بہت سوں کے ساتھ فقر فاقہ کے پردہ ہیں اللہ کا لطف و کرم شامل حال ہے لہذا اسے سننے والے شکر زیادہ اور جلد بازی کم کر اور جو تیری روزی کی حد ہے اس پر ٹھہرا رہ۔

﴿۲۷۴﴾ علم ویقین

لَا تَجْعَلُوا عِلْمَكُمْ جَهْلاً، وَيَقِيْنَكُمْ شَكًّا: اِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوا وَاِذَا

تَیَقَّنتُمْ فَأَقْدِمُوا.

اپنے علم کو اور اپنے یقین کو شک نہ بناؤ جب جان لیا تو عمل کرو اور جب یقین پیدا ہو گیا تو آگے بڑھو۔

علم و یقین کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے اور اگر اس کے مطابق عمل ظہور میں نہ آئے تو اسے علم و یقین سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا چنانچہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے یقین ہے کہ فلاں راستہ میں خطرات ہیں اور وہ بے خطر راستہ کو چھوڑ کر اسی پر خطر راستہ میں راہ پیمائی کرے، تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس راہ کے خطرات پر یقین رکھتا ہے جبکہ اس یقین کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ اس راستہ پر چلنے سے احتراز کرتا، اسی طرح جو شخص حشر و نشر اور عذاب و ثواب پر یقین رکھتا ہو وہ دنیا کی غفلتوں سے مغلوب ہو کر آخرت کو نظر انداز نہیں کر سکتا اور نہ عذاب و عقاب کے خوف سے عمل میں کوتاہی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔

﴿۲۷۵﴾ طمع و حرص

اِنَّ الطَّمَعَ مُورِدٌ غَیْرُ مُصْدِرٍ، وَضَامِنٌ غَیْرُ وَفِیٍّ. وَرُبَّمَا شَرِقَ شَارِبُ الْمَاءِ قَبْلَ رَیِّهِ: وَکُلَّمَا عَظُمَ قَدْرُ الشَّیْءِ الْمُتَنَافَسِ فِیْهِ عَظُمَتِ الرَّزِیَّةُ لِفَقْدِهِ.

طمع گھاٹ پر اتارتی ہے مگر سیراب کئے بغیر پلٹا دیتی ہے۔ ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتی ہے مگر اسے پورا نہیں کرتی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی پینے والے کو پینے سے پہلے ہی اچھو ہو جاتا ہے اور جتنی کسی مرغوب و پسندیدہ چیز کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی اسے کھو دینے کا رنج زیادہ ہوتا ہے آرزوئیں دیدہ و بصیرت کو اندھا کر دیتی ہیں اور جو نصیب میں ہوتا ہے پہنچنے کی کوشش کئے بغیر مل جاتا ہے۔

﴿۲۷۶﴾ ظاہر و باطن

اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنْ اَنْ تُحَسَّنَ فِی لَامِعَةِ الْعُیُونِ عَلَانِیَتِی، وَتُقَبَّحَ فِیمَا أُبْطِنُ لَکَ سَرِیْرَتِی مُحَافِظًا عَلَیٰ رِئَاءِ النَّاسِ مِنْ نَفْسِی بِجَمِیعِ مَا اَنْتَ مُطَّلِعٌ عَلَیْهِ مِنِّی، فَأُبْدِیَ لِلنَّاسِ حُسْنَ ظَاهِرِی وَأُفْضِیَ اِلَیْکَ بِسُوءِ عَمَلِی تَقَرُّبًا اِلَیٰ عِبَادِکَ وَتَبَاعُداً مِنْ مَرْضَاتِکَ.

اے اللہ ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میرا ظاہر لوگوں کی چشمِ ظاہر بین میں بہتر ہو اور جو اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہوں، وہ تیری نظروں میں برا ہو، درآں حالیکہ میں لوگوں کے دکھاوے کے لیے اپنے نفس سے ان چیزوں سے نگہداشت کروں جن سب سے تو آ گاہ ہے۔ اس طرح لوگوں کے سامنے تو ظاہر کے اچھا ہونے کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بداعمالیوں کو پیش کرتا رہوں جس کے نتیجہ میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دور ہی ہوتا چلا جاؤں۔

﴿۲۷۷﴾ ایک قسم

لاَ وَالَّذِی اَمْسَیْنَا مِنْهُ فِی غُبْرِ لَیْلَةٍ دَهْمَاءَ، تَکْشِرُ عَنْ یَوْمٍ أَغَرَّ، مَا کَانَ کَذَا وَکَذَا.

کسی موقع پر قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کی بدولت ہم نے ایسی شبِ تار کے باقی ماندہ حصہ کو بسر کر دیا جس کے چھٹتے ہی روزِ درخشاں ظاہر ہوگا ایسا اور ایسا نہیں ہوا۔

﴿۲۷۸﴾ مفید عمل

قَلِيلٌ تَدُومُ عَلَيْهِ اَرْجیٰ مِنْ كَثِيرٍ مَمْلُولٍ مِنْهُ.

وہ تھوڑا عمل جو پابندی سے بجالایا جاتا ہے زیادہ فائدہ مند ہے اس کثیر عمل سے کہ جس سے دل اکتا جائے۔

﴿۲۷۹﴾ فرائض کی اہمیت

اِذَا أَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرَائِضِ فَارْفُضُوهَا.

جب مستحبات فرائض میں سدِ راہ ہوں تو انہیں چھوڑ دو۔

﴿۲۸۰﴾ آخرت

مَنْ تَذَكَّرَ بُعْدَ السَّفَرِ اسْتَعَدَّ.

جو سفر کی دوری کو پیش نظر رکھتا ہے وہ کمر بستہ رہتا ہے۔

﴿۲۸۱﴾ عقل کی رہبری

لَيْسَتِ الرَّوِيَّةُ كَالْمُعَايَنَةِ مَعَ الإِبْصَارِ: فَقَدْ تَكْذِبُ الْعُيُونُ أَهْلَهَا، وَلاَ يَغُشُّ الْعَقْلُ مَنِ اسْتَنْصَحَهُ.

آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں کیونکہ آنکھیں کبھی اپنے اشخاص سے غلط بیانی بھی کر جاتی ہیں مگر عقل اس شخص کو جو اس سے نصیحت چاہے کبھی فریب نہیں دیتی۔

﴿۲۸۲﴾ غفلت

بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِنَ الْغِرَّةِ.

تمہارے اور پند و نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک بڑا پردہ حائل ہے۔

﴿۲۸۳﴾ عالم و جاہل

جَاهِلُکُمْ مُزْدَادٌ، وَعَالِمُکُمْ مُسَوَّفٌ.

تمہارے جاہل دولت زیادہ پا جاتے ہیں اور عالم آئندہ کے توقعات میں مبتلا رکھے جاتے ہیں۔

﴿۲۸۴﴾ قطع عذر

قَطَعَ الْعِلْمُ عُذْرَ الْمُتَعَلِّلِیْنَ.

علم کا حاصل ہو جانا، بہانے کرنے والوں کے عذر کو ختم کر دیتا ہے۔

﴿۲۸۵﴾ طالب مہلت

کُلُّ مُعَاجَلٍ یَسْأَلُ الْاِنْظَارَ، وَکُلُّ مُؤَجَّلٍ یَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِیْفِ.

جسے جلدی سے موت آ جاتی ہے وہ مہلت کا خواہاں ہوتا ہے اور جسے مہلت زندگی دی گئی ہے وہ ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔

﴿۲۸۶﴾ برا دن

مَا قَالَ النَّاسُ لِشَیْءٍ (طُوبیٰ لَهُ) اِلَّا وَقَدْ خَبَأَ لَهُ الدَّهْرُ یَوْمَ سَوْءٍ.

لوگ کسی شے پر واہ واہ نہیں کرتے مگر یہ کہ زمانہ اس کے لیے ایک برا دن چھپائے ہوئے ہے۔

﴿۲۸۷﴾ قضا وقدر

وسئل عن القدر فقال: طَرِيقٌ مُظْلِمٌ فَلاَ تَسْلُكُوهُ وَبَحْرٌ عَمِيقٌ فَلاَ تَلِجُوهُ، وَسِرُّ اللّٰهِ فَلاَ تَتَكَلَّفُوهُ.

آپ سے قضا وقدر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ ایک تاریک راستہ ہے اس میں قدم نہ اٹھا، ایک گہرا سمندر ہے اس میں نہ اترو اللہ کا ایک راز ہے اسے جاننے کی زحمت نہ اٹھا.

﴿۲۸۸﴾ علم سے محرومی

اِذَا أَرْذَلَ اللّٰهُ عَبْداً حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ.

اللہ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اسے علم ودانش سے محروم کر دیتا ہے۔

﴿۲۸۹﴾ ایک دینی بھائی

كَانَ لِي فِيمَا مَضَىٰ أَخٌ فِي اللّٰهِ وَكَانَ يُعْظِمُهُ فِي عَيْنِي صِغَرُ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ. وَكَانَ خَارِجًا مِنْ سُلْطَانِ بَطْنِهِ، فَلاَ يَشْتَهِي مَالاَ يَجِدُ، وَلاَ يُكْثِرُ اِذَا وَجَدَ. وَكَانَ اَكْثَرَ دَهْرِهِ صَامِتًا، فَاِنْ قَالَ بَذَّ الْقَائِلِيْنَ، وَنَقَعَ غَلِيْلَ السَّائِلِيْنَ، وَكَانَ ضَعِيفًا مُسْتَضْعَفًا، فَاِنْ جَاءَ الْجِدُّ فَهُوَ لَيْثُ غَابٍ، وَصِلُّ وَادٍ، لاَ يُدْلِي بِحُجَّةٍ حَتَّى يَأْتِيَ قَاضِيًا، وَكَانَ لاَ يَلُومُ اَحَداً عَلَىٰ مَا يَجِدُ الْعُذْرَ فِي مِثْلِهِ، حَتَّىٰ يَسْمَعَ اَعْتِذَارَهُ: وَكَانَ لاَ يَشْكُو وَجَعًا اِلَّا عِنْدَ بُرْئِهِ: وَكَانَ يَقُولُ مَا يَفْعَلُ وَلاَ يَقُولُ مَالاَ يَفْعَلُ: وَكَانَ اِذَا غُلِبَ عَلَىٰ الْكَلاَمِ لَمْ يُغْلَبْ عَلَىٰ السُّكُوتِ، وَكَانَ عَلَىٰ مَا يَسْمَعُ اَحْرَصَ مِنْهُ عَلَىٰ اَنْ يَتَكَلَّمَ:

وَكَانَ اِذَا بَدَهَهُ أَمْرَانِ يَنْظُرُ اَيُّهُمَا أَقْرَبُ اِلَى الْهَوَىٰ فِيُخَالِفُهُ، فَعَلَيْكُمْ بِهٰذِا الْخَلائِقِ (الاخلاق) فَالْزَمُوهَا وَتَنَافَسُوا فِيهَا، فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِيعُوهَا فَاعْلَمُوا أَنَّ اَخْذَ الْقَلِيْلِ خَيْرٌ مِنْ تَرْكِ الْكَثِيْرِ.

عہد ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا اور وہ میری نظروں میں اس وجہ سے باعزت تھا کہ دنیا اس کی نظروں میں پست وحقیر تھی۔ اس پر پیٹ کے تقاضے مسلط نہ تھے۔ لہذا جو چیز اسے میسر نہ تھی اس کی خواہش نہ کرتا تھا اور جو چیز میسر تھی اسے ضرورت سے زیادہ صرف میں نہ لاتا تھا۔ وہ اکثر اوقات خاموش رہتا تھا اور اگر بولتا تھا تو بولنے والوں کو چپ کرا دیتا تھا اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا۔ یوں تو وہ عاجز و کمزور تھا، مگر جہاد کا موقع آ جائے تو وہ شیر بیشہ اور وادی کا اژدھا تھا۔ وہ جو دلیل و برہان پیش کرتا تھا وہ فیصلہ کن ہوتی تھی وہ ان چیزوں میں کہ جن میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی، کسی کو سرزنش نہ کرتا تھا جب تک کہ اس کے عذر معذرت کو سن نہ لے وہ کسی تکلیف کا ذکر نہ کرتا تھا، مگر اس وقت کہ جب اس سے چھٹکارا پا لیتا تھا، وہ جو کرتا تھا وہی کہتا تھا اور جو نہیں کرتا تھا وہ اسے کہتا نہیں تھا

.اگر بولنے میں اس پر کبھی غلبہ پا بھی لیا جائے تو خاموشی میں اس پر غلبہ حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا. وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا اور جب اچانک اس کے سامنے دو چیزیں آ جاتی تھیں تو دیکھتا تھا کہ ان دونوں میں سے ہوائے نفس کے زیادہ قریب کون ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا۔ لہذا تمہیں ان عادات وخصائل کو حاصل کرنا چاہیے اور ان پر عمل پیرا اور ان کا خواہشمند رہنا چاہیے اگر ان تمام کا حاصل کرنا تمہاری قدرت سے باہر ہو تو اس بات کو جانے رہو کہ تھوڑی سی چیز حاصل کرنا پورے کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

حضرت نے اس کلام میں جس شخص کو بھائی کے لفظ سے یاد کرتے ہوئے اس کے عادات و شمائل کا تذکرہ کیا ہے اس بعض نے حضرت ابوذر غفاری، بعض نے عثمان ابن مظعون اور بعض نے مقداد ابن اسود کو مراد لیا ہے مگر بعید نہیں کہ اس سے کوئی فرد خاص مراد نہ ہو کیونکہ عرب کا یہ عام طریقہ کلام ہے کہ وہ اپنے کلام میں اپنے بھائی یا ساتھی کا ذکر کر جاتے تھے، اور کوئی معین شخص ان کے پیش نظر نہیں ہوتا تھا۔

﴿۲۹۰﴾ ترک معصیت

لَوْ لَمْ يَتَوَعَّدِ اللّٰهُ عَلٰى مَعْصِيَتِهِ لَكَانَ يَجِبُ اَلَّا يُعْصٰى شُكْراً لِنِعَمِهِ.

اگر خداوند عالم نے اپنی معصیت کے عذاب سے نہ ڈرایا ہوتا، جب بھی اس کی نعمتوں پر شکر کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی معصیت نہ کی جائے۔

﴿۲۹۱﴾ تعزیت

وقد عزى الا شعث بن قيس عن ابن له: يَا أَشْعَثُ اِنْ تَحْزَنْ عَلٰى اَبْنِكَ فَقَدِ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذٰلِكَ الرَّحِمُ، وَاِنْ تَصْبِرْ فَفِي اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ خَلَفٌ. يَا اَشْعَثُ، اِنْ صَبَرْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَاَنْتَ مَاجُوْرٌ، وَاِنْ جَزِعْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَاَنْتَ مَأْزُوْرٌ. يَا اَشْعَثُ اَبْنُكَ سَرَّكَ وَهُوَ بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ، وَحَزَنَكَ وَهُوَ ثَوَابٌ وَرَحْمَةٌ.

اشعث ابن قیس کو اس کے بیٹے کا پرسا دیتے ہوئے فرمایا: اے اشعث! اگر تم اپنے بیٹے پر رنج و ملال کرو تو یہ خون کا رشتہ اس کا سزاوار ہے، اور اگر صبر کرو تو اللہ کے نزدیک ہر مصیبت کا عوض ہے۔ اے اشعث! اگر تم نے صبر کیا تو تقدیر الٰہی نافذ ہو گی اس حال میں کہ

تم اجر و ثواب کے حقدار ہو گے اور اگر چیخے چلائے، جب بھی حکم قضا کا جاری ہو کر رہے گا۔ مگر اس حال میں کہ تم پر گناہ کا بوجھ ہو گا۔ تمہارے لیے بیٹا مسرت کا سبب ہوا حالانکہ وہ ایک زحمت و آزمائش تھا اور تمہارے لیے رنج واندوہ کا سبب ہوا حالانکہ وہ مرنے سے تمہارے لیے اجر و رحمت کا باعث ہوا ہے۔

﴿۲۹۲﴾ قبر رسولؐ پر

علی قبر رسول اللهؐ ساعة دفنه. اِنَّ الصَّبْرَ لَجَمِيْلٌ اِلَّا عَنْکَ، وَاِنَّ الْجَزَعَ لَقَبِيْحٌ اِلَّا عَلَيْکَ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِکَ لَجَلِيْلٌ، وَاِنَّهُ قَبْلَکَ وَبَعْدَکَ لَجَلَلٌ.

رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے دفن کے وقت قبر پر یہ الفاظ کہے: صبر عموماً اچھی چیز ہے سوائے آپ کے غم کے اور بیتابی و بے قراری عموماً بری چیز ہے سوائے آپ کی وفات کے اور بلاشبہ آپ کی موت کا صدمہ عظیم ہے اور آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آنے والی مصیبت سبک ہے.

﴿۲۹۳﴾ بیوقوف کی مصاحبت

لاَ تَصْحَبِ الْمَائِقِ فَاِنَّهُ يُزَيِّنُ لَکَ فِعْلَهُ، وَيَوَدُّ اَنْ تَکُونَ مِثْلَهُ.

بے وقوف کی ہم نشینی اختیار نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے سامنے اپنے کاموں کو سجا کر پیش کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تم اسی کے ایسے ہو جا.

بے وقوف انسان اپنے طریق کار کو صحیح سمجھتے ہوئے اپنے دوست سے بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ اس کا سا طور طریقہ اختیار کرے، اور جیسا وہ خود ہے ویسا ہی وہ ہو جائے، اس کے یہ معنی نہیں ہیں

کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کا دوست بھی اس جیسا بے وقوف ہو جائے۔ کیونکہ وہ اپنے کو بے وقوف ہی کب سمجھتا ہے جو یہ چاہے اور اگر سمجھتا ہوتا تو بے وقوف ہی کیوں ہوتا۔ بلکہ اپنے کو عقلمند اور اپنے طریقہ کار کو صحیح سمجھتے ہوئے وہ اپنے دوست کو بھی اپنے ہی ایسا عقلمند دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ اپنی رائے کو سجا کر اس کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا اس سے خواہش مند ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس کا دوست اس کی باتوں سے متاثر ہو کر اس کی راہ پر چل پڑے، اس لیے اس سے الگ تھلگ رہنا ہی مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

﴿۲۹۴﴾ مغرب و مشرق کا فاصلہ

وقد سئل عن مسافة مابين المشرق والمغرب، فقالؑ: مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِلشَّمْسِ.

آپ سے دریافت کیا گیا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپ نے فرمایا سورج کا ایک دن کا راستہ۔

﴿۲۹۵﴾ دوست و دشمن

اَصْدِقَاؤُکَ ثَلاَثَةٌ، وَأَعْدَاؤُکَ ثَلاَثَةٌ: فَأَصْدِقَاؤُکَ: صَدِيْقُکَ، وَصَدِيْقُ صَدِيْقِکَ وَعَدُوُّ عَدُوِّکَ. وَاَعْدَاؤُکَ: عَدُوُّکَ، وَعَدُوُّ صَدِيْقِکَ، وَصَدِيْقُ عَدُوِّکَ.

تین قسم کے تمہارے دوست ہیں اور تین قسم کے دشمن۔ دوست یہ ہیں: تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن اور دشمن یہ ہیں: تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔

﴿۲۹۶﴾ ایذا رسانی

لرجل رآه یسعی علی عدوله بما فیه اضرار بنفسه: اِنَّمَا اَنْتَ کَالطَّاعِنِ نَفْسَهُ لِیَقْتُلَ رِدْفَهُ.

حضرت نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دشمن کو ایسی چیز کے ذریعہ سے نقصان پہنچانے کے در پے ہے جس میں خود اس کو بھی نقصان پہنچے گا، تو آپ نے فرمایا کہ تم اس شخص کی مانند ہو جو اپنے پیچھے والے سوار کو قتل کرنے کے لیے اپنے سینہ میں نیزہ مارے۔

﴿۲۹۷﴾ عبرت وبصیرت

مَا أَکْثَرَ الْعِبَرَ وَأَقَلَّ الْإِعْتِبَارَ!

نصیحتیں کتنی زیادہ ہیں اور ان سے اثر لینا کتنا کم ہے۔

اگر زمانہ کے حوادث وانقلابات پر نظر کی جائے اور گزشتہ لوگوں کے احوال وواردات کو دیکھا اور ان کی سرگزشتوں کو سنا جائے تو ہر گوشہ سے عبرت کی ایک ایسی داستان سنی جاسکتی ہے جو روح کو خواب غفلت سے جھنجھوڑنے پند ونصیحت کرنے اور عبرت وبصیرت دلانے کا پورا سر وسامان رکھتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں ہر چیز کا بننا اور بگڑنا اور پھولوں کا کھلنا اور مرجھانا سبزے کا لہلہانا اور پامال ہونا اور ہر ذرہ کا تغیر وتبدل کی آماجگاہ بننا ایسا درس عبرت ہے جو سیراب زندگی سے جامِ بقا کے حاصل کرنے کے توقعات ختم کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان ان عبرت افزا چیزوں سے بند نہ ہوں۔

﴿۲۹۸﴾ دشمنی میں خوف خدا کا لحاظ

مَنْ بَالَغَ فِی الْخُصُومَةِ أَثِمَ، وَمَنْ قَصَّرَ فِیْهَا ظُلِمَ، وَلَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَتَّقِیَ

اللّٰہَ مَنْ خَاصَمَ.

جولڑائی جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جو اس میں کمی کرے، اس پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں اور جو لڑتا جھگڑتا ہے اس کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ وہ خوف خدا قائم رکھے۔

﴿۲۹۹﴾ توبہ

مَا أَهَمَّنِي ذَنْبٌ أُمْهِلْتُ بَعْدَهُ حَتَّىٰ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَأَسْأَلَ اللّٰہَ الْعَافِيَةَ.

وہ گناہ مجھے اندوہناک نہیں کرتا جس کے بعد مجھے مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں اور اللہ سے امن و عافیت کا سوال کروں۔

﴿۳۰۰﴾ حساب و کتاب

وَسئلؑ کیف یحاسب اللہ الخلق علی کثرتھم؟ فقالؑ: كَمَا يَرْزُقُهُمْ عَلَىٰ كَثْرَتِهِمْ،

فَقیل: کیف یحاسبھم ولا یرونه؟ فقالؑ كَمَا يَرْزُقُهُمْ وَلَا يَرَوْنَهُ.

امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ خداوند عالم اس کثیر التعداد مخلوق کا حساب کیونکر لے گا؟ فرمایا جس طرح اس کی کثرت کے باوجود روزی انہیں پہنچاتا ہے۔ پوچھا وہ کیونکر حساب لے گا جب کہ مخلوق اسے دیکھے گی نہیں؟ فرمایا جس طرح انہیں روزی دیتا ہے اور وہ اسے دیکھتے نہیں۔

﴿۳۰۱﴾ قاصد

رَسُولُکَ تَرْجُمَانُ عَقْلِکَ، وَکِتَابُکَ أَبْلَغُ مَا یَنْطِقُ عَنْکَ!

تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔

﴿۳۰۲﴾ محتاج دعا

مَا الْمُبْتَلَیٰ الَّذِی قَدْ اشْتَدَّ بِهِ الْبَلاَءُ، بِأَحْوَجَ اِلَیٰ الدُّعَاءِ مِنَ الْمُعَافَیٰ الَّذِی لاَ یَامَنُ الْبَلاَءَ!

ایسا شخص جو سختی و مصیبت میں مبتلا ہو۔ جتنا محتاج دعا ہے، اس سے کم وہ خیر و عافیت سے ہے مگر اندیشہ ہے کہ نہ جانے کب مصیبت آ جائے۔

﴿۳۰۳﴾ ابنائے دنیا

اَلنَّاسُ اَبْنَاءُ الدُّنْیَا، وَلاَ یُلاَمُ الرَّجُلُ عَلَیٰ حُبِّ أُمِّهِ.

لوگ اسی دنیا کی اولاد ہیں اور کسی شخص کو اپنی ماں کی محبت پر لعنت ملامت نہیں کی جا سکتی۔

﴿۳۰۴﴾ خدا کا فرستادہ

اِنَّ الْمِسْکِیْنَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَمَنْ مَنَعَهُ فَقَدْ مَنَعَ اللّٰهَ، وَمَنْ اَعْطَاهُ فَقَدْ أَعْطَیٰ اللّٰهَ.

غریب و مسکین اللہ کا فرستادہ ہوتا ہے تو جس نے اس سے اپنا ہاتھ روکا اس نے خدا سے ہاتھ روکا اور جس نے اسے کچھ دیا اس نے خدا کو دیا۔

﴿۳۰۵﴾ غیرتمند

مَا زَنَىٰ غَيُورٌ قَطُّ. غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا۔

﴿۳۰۶﴾ پاسبان زندگی

كَفَىٰ بِالْأَجَلِ حَارِسًا. مدت حیات نگہبانی کے لیے کافی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ لاکھ آسمان کی بجلیاں کڑکیں، حوادث کے طوفان اٹھیں، زمین میں زلزلے آئیں اور پہاڑ آپس میں ٹکرائیں، اگر زندگی باقی ہے تو کوئی حادثہ گزند نہیں پہنچا سکتا اور نہ صرصر موت شمع زندگی کو بجھا سکتی ہے کیونکہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اور اس مقررہ وقت تک کوئی چیز سلسلہ حیات کو قطع نہیں کر سکتی، اس لحاظ سے بلاشبہ موت خود زندگی کی محافظ ونگہبان ہے۔

﴿۳۰۷﴾ مال سے لگاؤ

يَنَامُ الرَّجُلُ عَلَى الثُّكْلِ، وَلَا يَنَامُ عَلَى الْحَرَبِ.

اولاد کے مرنے پہ آدمی کو نیند آجاتی ہے مگر مال کے چھن جانے پر اسے نیند نہیں آتی.

سید رضی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اولاد کے مرنے پر صبر کر لیتا ہے مگر مال کے جانے پر صبر نہیں کرتا۔

﴿۳۰۸﴾ دوستی وقرابت

مَوَدَّةُ الْآبَاءِ قَرَابَةٌ بَيْنَ الْأَبْنَاءِ، وَالْقَرَابَةُ إِلَىٰ الْمَوَدَّةِ أَحْوَجُ مِنَ الْمَوَدَّةِ إِلَىٰ الْقَرَابَةِ.

باپوں کی باہمی محبت اولاد کے درمیان ایک قرابت ہوا کرتی ہے اور محبت کو قرابت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی قرابت کو محبت کی۔

﴿۳۰۹﴾ظن مومن

اَتَّقُوا ظُنُونَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی اَلْسِنَتِهِمْ.

اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو، کیونکہ خداوند عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے.

﴿۳۱۰﴾توکل

لاَ يَصْدُقُ اِيْمَانُ عَبْدٍ، حَتّٰی يَكُونَ بِمَا فِي يَدِ اللّٰهِ اَوْثَقَ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِهِ.

کسی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا نہیں ہوتا جب تک اپنے ہاتھ میں موجود ہونے والے مال سے اس پر زیادہ اطمینان نہ ہو جو قدرت کے ہاتھ میں ہے۔

﴿۳۱۱﴾انس ابن مالک

لاَنس بن مالک، وقد کان بعثه الی طلحة والزبیر لما جاء الی البصرة یذکر هما شیئا مما سمعه من رسول اللهؐ فی معناهما، فلوی عن ذلک، فرجع الیه، فقال: انی انسیت ذلک الامر، فقالؑ: اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَضَرَبَكَ اللّٰهُ بِهَا بَيْضَاءَ لاَمِعَةً لاَ تُوَارِيهَا الْعِمَامَةُ.

جب حضرت بصرہ میں وارد ہوئے تو انس بن مالک کو طلحہ و زبیر کے پاس بھیجا تھا کہ ان دونوں کو کچھ وہ اقوال یاد دلائیں جو آپ علیہ السلام کے بارے میں انہوں نے خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے ہیں۔ مگر انہوں نے اس سے پہلو تہی کی اور جب پلٹ کر آئے تو کہا کہ وہ بات مجھے یاد نہیں رہی اس پر حضرت نے فرمایا اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اس کی پاداش میں خداوند عالم ایسے چمکدار داغ میں تمہیں مبتلا کرے کہ جسے دستار بھی

نہ چھپا سکے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ سفید داغ سے مراد برص ہے چنانچہ انس مرض میں مبتلا ہو گئے جس کی وجہ سے ہمیشہ نقاب پوش دکھائی دیتے تھے۔

﴿۳۱۲﴾ دلوں کی حالت

اِنَّ لِلْقُلُوبِ اِقْبالاً وَاِدْبَاراً: فَاِذَا اَقْبَلَتْ فَاحْمِلُوهَا عَلَى النَّوَافِلِ، وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاقْتَصِرُوا بِهَا عَلَى الْفَرَائِضِ.

دل کبھی مائل ہوتے ہیں اور کبھی اچاٹ ہو جاتے ہیں، لہذا جب مائل ہوں اس وقت انہیں مستحبات کی بجا آوری پر آمادہ کرو اور جب اچاٹ ہوں تو واجبات پر اکتفا کرو۔

﴿۳۱۳﴾ قرآن کی جامعیت

وَفِي الْقُرْآنِ نَبَأُ مَاقَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَابَيْنَكُمْ

قرآن میں تم سے پہلے کی خبر میں تمہارے بعد کے واقعات اور تمہارے درمیانی حالات کے لیے احکام ہیں۔

﴿۳۱۴﴾ پتھر کا جواب پتھر ہے

رُدُّوا الْحَجَرَ مِنْ حَيْثُ جَاءَ، فَاِنَّ الشَّرَّ لاَ يَدْفَعُهُ اِلاَّ الشَّرُّ.

جدھر سے پتھر آئے اسے ادھر ہی پلٹا دو کیونکہ سختی کا دفیعہ سختی ہی سے ہو سکتا ہے۔

﴿۳۱۵﴾ خط کی دیدہ زیبی

لکاتبه عبيد الله بن ابی رافع: اَلِقْ دَوَاتَكَ وَاَطِلْ جِلْفَةَ قَلَمِكَ وَفَرِّجْ بَيْنَ السُّطُورِ وَقَرْمِطْ بَيْنَ الْحُرُوفِ: فَاِنَّ ذٰلِكَ اَجْدَرُ بِصَبَاحَةِ الْخَطِّ.

اپنے منشی عبیداللہ ابن ابی رافع سے فرمایا: دوات میں صوف ڈالا کرو اور قلم کی زبان لانبی رکھا کرو، سطروں کے درمیان فاصلہ زیادہ چھوڑا کرو اور حروف کو ساتھ ملا کر لکھا کرو کہ یہ خط کی دیدہ زیبی کے لیے مناسب ہے۔

﴿۳۱۶﴾ یعسوب المومنین

أَنا يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الْفُجَّارِ.

میں اہل ایمان کا یعسوب ہوں اور بدکرداروں کا یعسوب مال ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان والے میری پیروی کرتے ہیں اور بدکردار مال و دولت کا اسی طرح اتباع کرتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں یعسوب کی اقتدا کرتی ہیں اور یعسوب اس مکھی کو کہتے ہیں جو ان کی سردار ہوتی ہے۔

﴿۳۱۷﴾ ایک یہودی

وقال له بعض اليهود: ما دفنتم نبيكم حتى اختلفتم فيه! فقال ؑ له:

اِنَّمَا اخْتَلَفْنَا عَنْهُ لاَ فِيهِ، وَلٰكِنَّكُمْ مَا جَفَّتْ اَرْجُلُكُمْ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى قُلْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ: (اَجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ) (قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ)

ایک یہودی نے آپ سے کہا کہ ابھی تم لوگوں نے اپنے نبی کو دفن نہیں کیا تھا کہ ان کے بارے میں اختلاف شروع کر دیا۔ حضرت نے فرمایا ہم نے ان کے بارے میں اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ ان کے بعد جانشینی کے سلسلہ میں اختلاف ہوا مگر تم تو وہ ہو کہ ابھی دریائے نیل سے نکل کر تمہارے پیر خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے لیے بھی ایک ایسا خدا بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے خدا ہیں، تو موسی علیہ السلام نے

کہا کہ بیشک تم ایک جاہل قوم ہو.

اس یہودی کی نکتہ چینی کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو پیش کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو ایک اختلافی امر ثابت کرلے، مگر حضرت نے یہ لفظ فیہ کے بجائے لفظ عنہ فرما کر اختلاف کا مورد واضح کر دیا کہ وہ اختلاف رسول کی نبوت کے بارے میں نہ تھا بلکہ ان کی نیابت و جانشینی کے سلسلہ میں تھا۔ اور پھر یہودیوں کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جو آج پیغمبر کے بعد مسلمانوں کے باہمی اختلاف پر نقد کر رہے ہیں خود ان کی حالت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں عقیدہ توحید میں متزلزل ہو گئے تھے چنانچہ جب وہ اہل مصر کی غلامی سے چھٹکارا پا کر دریا کے پار اترے تو سینا کے بت خانہ میں بچھڑے کی ایک مورتی دیکھ کر حضرت موسیٰ سے کہنے لگے کہ ہمارے لیے بھی ایک ایسی مورتی بنا دیجیے۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم اب بھی ویسے ہی جاہل ہو ، جیسے مصر میں تھے تو جس قوم میں توحید کی تعلیم پانے کے بعد بھی بت پرستی کا جذبہ اتنا ہو کہ وہ ایک بت کو دیکھ کر تڑپنے لگے اور یہ چاہے کہ اس کے لیے بھی ایک بت خانہ بنا دیا جائے اس کو مسلمانوں کے کسی اختلاف پر تبصرہ کرنے کا کیا حق پہنچتا ہے۔

﴿۳۱۸﴾ غلبہ کا سبب

وقیل له: بای شی غلبت الا قران؟ فقال ؑ : مَالَقِيتُ رَجُلاً اِلَّا اَعَانَنِي عَلَىٰ نَفْسِهِ.

حضرت سے کہا گیا کہ آپ کس وجہ سے اپنے حریفوں پر غالب آتے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں جس شخص کا بھی مقابلہ کرتا تھا وہ اپنے خلاف میری مدد کرتا تھا۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ حضرت نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ کی ہیبت دلوں پر چھا جاتی تھی، جو شخص اپنے حریفوں سے مرعوب ہو جائے اس کا پسپا ہونا ضروری سا ہو جاتا ہے

کیونکہ مقابلہ میں صرف جسمانی طاقت کا ہونا ہی کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ دل کا ٹھہرا اور حوصلہ کی مضبوطی بھی ضروری ہے اور جب وہ ہمت ہار دے گا اور یہ خیال دل میں جمالے گا کہ مجھے مغلوب ہی ہونا ہے تو مغلوب ہو کر رہے گا یہی صورت امیر المومنین علیہ السلام کے حریف کی ہوتی تھی کہ وہ ان کی مسلمہ شجاعت سے اس طرح متاثر ہوتا تھا کہ اسے موت کا یقین ہو جاتا تھا، جس کے نتیجہ میں اس کی قوت معنوی و خود اعتمادی ختم ہو جاتی تھی اور آخر یہ ذہنی تاثر اسے موت کی راہ پر لا کھڑا کرتا تھا۔

﴿۳۱۹﴾ فقر و فاقہ

لا بنه محمد بن الحنفية: يَابُنَيَّ اِنِّی أَخَافُ عَلَيْکَ الْفَقْرَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنهُ، فَاِنَّ الْفَقْرَ مَنْقَصَةٌ لِلدِّيْنِ، مَدْهَشَةٌ لِلْعَقْلِ، دَاعِيَةٌ لِلْمَقْتِ.

اپنے فرزند محمد ابن حنفیہ سے فرمایا: اے فرزند میں تمہارے لیے فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں لہذا فقر و ناداری سے اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ یہ دین کے نقص، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا باعث ہے۔

﴿۳۲۰﴾ طرز سوال

لسائل ساله عن معضلة: سَلْ تَفَقُّهًا وَلاَ تَسْأَلْ تَعَنُّتًا، فَاِنَّ الْجَاهِلَ الْمُتَعَلِّمَ شَبِيْهٌ بِالْعَالِمِ، وَاِنَّ الْعَالِمَ الْمُتَعَسِّفَ شَبِيْهٌ بِالْجَاهِلِ الْمُتَعَنِّتِ.

ایک شخص نے ایک مشکل مسئلہ آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: سمجھنے کے لیے پوچھو، الجھنے کے لیے نہ پوچھو، کیونکہ وہ جاہل جو سیکھنا چاہتا ہے مثل عالم کے ہے اور وہ عالم جو الجھنا چاہتا ہے وہ مثل جاہل کے ہے۔

﴿۳۲۱﴾ ایک مشورہ

لعبد اللہ بن العباس، وقد اشار علیہ فی شی لم یوافق رایہ: لَکَ اَنْ تُشِیْرَ عَلَیَّ وَاَرٰی، فَاِنْ عَصَیْتُکَ فَاطِعْنِی.

عبداللہ ابن عباس نے ایک امر میں آپ کو مشورہ دیا جو آپ کے نظریہ کے خلاف تھا۔ تو آپ نے ان سے فرمایا۔ تمہارا یہ کام ہے کہ مجھے رائے دو۔ اس کے بعد مجھے مصلحت دیکھنا ہے۔ اور اگر میں تمہاری رائے کو نہ مانوں، تو تمہیں میری اطاعت لازم ہے۔

عبداللہ ابن عباس نے امیر المومنین علیہ السلام کو یہ مشورہ دیا تھا کہ طلحہ و زبیر کو کوفہ کی حکومت کا پروانہ لکھ دیجئے اور معاویہ کو شام کی ولایت پر برقرار رہنے دیجئے، یہاں تک کہ آپ کے قدم مضبوطی سے جم جائیں اور حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ میں دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنے دین کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتا لہذا تم اپنی بات منوانے کے بجائے میری بات کو سنو اور میری اطاعت کرو۔

﴿۳۲۲﴾ زنان کوفہ

وروی انہؑ لما ورد الکوفۃ قادما من صفین مر بالشبا میین، فسمع بکاء النساء علی قتلی صفین وخرج الیہ حرب بن شرحبیل الشبامی، وکان من وجوہ قومہ، فقالؑ لہ: اَتَغْلِبُکُمْ نِسَاؤُکُمْ عَلٰی مَا اَسْمَعُ؟ اَلاَ تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هٰذَا الرَّنِیْنِ؟ واقبل حرب یمسی معہ وھوؑ راکب، فقالؑ:

اَرْجِعْ، فَاِنَّ مَشْیَ مِثْلِکَ مَعَ مِثْلِی فِتْنَةٌ لِلْوَالِی وَمَذَلَّةٌ لِلْمُؤْمِنِ.

وارد ہوا ہے کہ جب حضرت صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ پہنچے تو قبیلہ شبام کی آبادی سے

ہو کر گزرے، جہاں صفین کے کشتوں پر رونے کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی اتنے میں حرب ابن شرجیل شبامی جو اپنی قوم کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھے، حضرت کے پاس آئے تو آپ نے اس سے فرمایا: کیا تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا جو میں رونے کی آوازیں سن رہا ہوں اس رونے چلانے سے تم انہیں منع نہیں کرتے؟ حرب آگے بڑھ کر حضرت کے ہمرکاب ہو لیے درآں حالیکہ حضرت سوار تھے تو آپ نے فرمایا: پلٹ جاتم ایسے آدمی کا مجھ ایسے کے ساتھ پیادہ چلنا والی کے لیے فتنہ اور مومن کے لیے ذلت ہے۔

﴿۳۲۳﴾ خوارج نہروان

وقد مر بقتلی الخوارج یوم النهروان: بُؤْسًا لَكُمْ، لَقَدْ ضَرَّكُمْ مَنْ غَرَّكُمْ. فَقِيلَ له: من غرهم يا امير المومنين؟ فقال: الشَّيْطَانُ الْمُضِلُّ، وَالْأَنْفُسُ الْأَمَّارَةُ بِالسُّوءِ، غَرَّتْهُمْ بِالْأَمَانِيِّ، وَفَسَحَتْ لَهُمْ بِالْمَعَاصِي، وَوَعَدَتْهُمُ الْإِظْهَارَ، فَاقْتَحَمَتْ بِهِمُ النَّارَ.

نہروان کے دن خوارج کے کشتوں کی طرف ہو کر گزرے تو فرمایا: تمہارے لیے ہلاکت و تباہی ہو جس نے تمہیں ورغلایا، اس نے تمہیں فریب دیا۔ کہا گیا کہ یا امیر المومنین علیہ السلام کس نے انہیں ورغلایا تھا؟ فرمایا کہ گمراہ کرنے والے شیطان اور برائی پر ابھارنے والے نفس نے کہ جس نے انہیں امیدوں کے فریب میں ڈالا اور گناہوں کا راستہ ان کے لیے کھول دیا۔ فتح و کامرانی کے ان سے وعدے کئے اور اس طرح انہیں دوزخ میں جھونک دیا۔

﴿۳۲۴﴾ گواہ بھی اور حاکم بھی

اَتَّقُوا مَعَاصِيَ اللّٰهِ فِي الْخَلَوَاتِ، فَاِنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الْحَاكِمُ.

تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرو، کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے.

﴿۳۲۵﴾ محمد ابن ابی بکر کی موت

لما بلغه قتل محمد بن ابی بکر: اِنَّ حَزْنَنَا عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ سُرُوْرِهِمْ بِهِ، اِلَّا اَنَّهُمْ نَقَصُوا بَغِيْضًا، وَنَقَصْنَا حَبِيْبًا.

جب آپ کو محمد ابن ابی بکر رحمتہ اللہ علیہ کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ہمیں ان کے مرنے کا اتنا ہی رنج وقلق ہے جتنی دشمنوں کو اس کی خوشی ہے، بلاشبہ ان کا ایک دشمن کم ہوا اور ہم نے ایک دوست کو کھو دیا۔

﴿۳۲۶﴾ عذر پذیری

اَلْعُمُرُ الَّذِي اَعْذَرَ اللّٰهُ فِيْهِ اِلٰى ابْنِ آدَمَ سِتُّوْنَ سَنَةً.

وہ عمر کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عذر کو قبول نہیں کرتا، ساٹھ برس کی ہے۔

﴿۳۲۷﴾ غلط طریقہ سے کامیابی

مَا ظَفِرَ مَنْ ظَفِرَ الْاِثْمُ بِهِ، وَالْغَالِبُ بِالشَّرِّ مَغْلُوْبٌ.

جس پر گناہ قابو پالے، وہ کامران نہیں اور شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا حقیقتاً مغلوب ہے۔

﴿۳۲۸﴾ فقراء کا حصہ

اِنَّ اللّٰہَ سُبۡحَانَہٗ فَرَضَ فِی اَمۡوَالِ الۡاَغۡنِیَاءِ اَقۡوَاتَ الۡفُقَرَاءِ: فَمَا جَاعَ فَقِیۡرٌ اِلَّا بِمَا مُتِّعَ بِہٖ غَنِیٌّ، وَاللّٰہُ تَعَالٰی سَائِلُھُمۡ عَنۡ ذٰلِکَ.

خداوند عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے لہذا اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس لیے کہ دولت مند نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور خدائے بزرگ و برتر ان سے اس کا مواخذہ کرنے والا ہے۔

﴿۳۲۹﴾ عذر خواہی

اَلۡاِسۡتِغۡنَاءُ عَنِ الۡعُذۡرِ أَعَزُّ مِنَ الصِّدۡقِ بِہٖ.

سچا عذر پیش کرنے سے یہ زیادہ دقیع ہے کہ عذر کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنے فرائض پر اس طرح کاربند ہونا چاہیے کہ اسے معذرت پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ کیونکہ معذرت میں ایک گونہ کوتاہی کی جھلک اور ذلت کی نمود ہوتی ہے، اگرچہ وہ صحیح و درست ہی کیوں نہ ہو۔

﴿۳۳۰﴾ نعمت کا صرف بے جا

اَقَلُّ مَا یَلۡزَمُکُمۡ لِلّٰہِ أَلَّا تَسۡتَعِیۡنُوۡا بِنِعَمِہٖ عَلٰی مَعَاصِیۡہِ.

اللہ کا کم سے کم حق جو تم پر عائد ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے گناہوں میں مدد نہ لو۔

کفران نعمت و ناسپاسی کے چند درجے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان نعمت ہی کی تشخیص نہ کر سکے، جیسے آنکھوں کی روشنی، زبان کی گویائی، کانوں کی شنوائی اور ہاتھ پیروں کی حرکت کو سن

اللہ کی بخشی ہوئی نعمتیں ہیں۔مگر بہت سے لوگوں کو ان کے نعمت ہونے کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ ان میں شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہو، دوسرا درجہ یہ ہے کہ نعمت کو دیکھے اور سمجھے مگر اس کے مقابلہ میں شکر بجا نہ لائے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ نعمت بخشنے والے کی مخالفت و نافرمانی کرے۔ چوتھا درجہ یہ ہے کہ اسی کی دی ہوئی نعمتوں کو اطاعت و بندگی میں صرف کرنے کے بجائے اس کی معصیت و نافرمانی میں صرف کرے یہ کفران نعمت کا سب سے بڑا درجہ ہے۔

﴿۳۳۱﴾ ادائے قرض کا موقعہ

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ الطَّاعَةَ غَنِيْمَةَ الْأَ كْيَاسِ عِنْدَ تَفْرِيْطِ الْعَجَزَةِ!

جب کاہل اور ناکارہ افراد عمل میں کوتاہی کرتے ہیں تو اللہ کی طرف سے یہ عقلمندوں کے لیے ادائے فرض کا ایک بہترین موقع ہوتا ہے۔

﴿۳۳۲﴾ بادشاہ کی حیثیت

اَلسُّلْطَانُ وَزَعَةُ اللّٰهِ فِي اَرْضِهِ. حکام اللہ کی سرزمین میں اس کے پاسبان ہیں۔

﴿۳۳۳﴾ مومن کے اوصاف

فی صفة المومن: اَلْمُؤْمِنُ بِشْرُهُ فِي وَجْهِهِ، وَحُزْنُهُ فِي قَلْبِهِ، اَوْسَعُ شَيْءٍ صَدْراً، وَأَذَلُّ شَيْءٍ نَفْسًا. يَكْرَهُ الرِّفْعَةَ، وَيَشْنَا السُّمْعَةَ. طَوِيْلٌ غَمُّهُ، بَعِيْدٌ هَمُّهُ، كَثِيْرٌ صَمْتُهُ، مَشْغُولٌ وَقْتُهُ. شَكُورٌ صَبُورٌ، مَغْمُورٌ بِفِكْرَتِهِ، ضَنِيْنٌ بِخَلَّتِهِ، سَهْلُ الْخَلِيْقَةِ، لَيِّنُ الْعَرِيكَةِ! نَفْسُهُ اَصْلَبُ مِنَ الصَّلْدِ، وَهُوَ أَذَلُّ مِنَ الْعَبْدِ.

مومن کے متعلق فرمایا: مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم و اندوہ ہوتا ہے۔

ہمت اس کی بلند ہے اور اپنے دل میں وہ اپنے کو ذلیل سمجھتا ہے سر بلندی کو برا سمجھتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے اس کا غم بے پایاں اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ بہت خاموش ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دست طلب بڑھانے میں بخیل، خوش خلق اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے۔

﴿۳۳۴﴾ فریب آرزو

لَوْ رَأَیٰ الْعَبْدُ الْأَجَلَ وَمَصِیْرَهُ، لَاَبْغَضَ الْأَ مَلَ وَغُرُوْرَهُ.

اگر کوئی بندہ مدت حیات اور اس کے انجام کو دیکھے تو امیدوں اور ان کے فریب سے نفرت کرنے لگے۔

﴿۳۳۵﴾ دو حصہ دار

لِکُلِّ امْرِئٍ فِی مَالِهِ شَرِیْکَانِ: الْوَارِثُ وَالْحَوَادِثُ.

ہر شخص کے مال میں دو حصہ دار ہوتے ہیں۔ ایک وارث اور دوسرے حوادث.

﴿۳۳۶﴾ وعدہ وفائی

اَلْمَسْؤُوْلُ حُرٌّ حَتّیٰ یَعِدَ۔ جس سے مانگا جائے وہ اس وقت تک آزاد ہے، جب تک وعدہ نہ کرے۔

﴿۳۳۷﴾ بے عمل کی دعا

الدَّاعِی بِلَاعَمَلٍ کَالرَّامِی بِلَاوَتَرٍ.

جو عمل نہیں کرتا اور دعا مانگتا ہے وہ ایسا ہے جیسے بغیر چلہ کمان کے تیر چلانے والا.

﴿۳۳۸﴾ علم کی دو قسمیں

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ: مَطْبُوعٌ وَمَسْمُوعٌ وَلَا يَنْفَعُ الْمَسْمُوعُ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَطْبُوعُ.

علم دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جو نفس میں بس جائے اور ایک وہ جو صرف سن لیا گیا ہو اور سنا سنایا فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ دل میں راسخ نہ ہو۔

﴿۳۳۹﴾ اقبال و ادبار

صَوَابُ الرَّایِ بِالدُّوَلِ: يُقْبِلُ بِاِقْبَالِهَا وَيَذْهَبُ بِذَهَابِهَا.

اصابتِ رائے اقبال و دولت سے وابستہ ہے اگر یہ ہے تو وہ بھی ہوتی ہے اور اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہوتی۔

﴿۳۴۰﴾ عفت و شکر

اَلْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنٰى.

فقر کی زینت پاکدامنی اور تونگری کی زینت شکر ہے۔

﴿۳۴۱﴾ ظالم و مظلوم

يَوْمُ الْعَدْلِ عَلَى الظَّالِمِ أَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الْجَوْرِ عَلَى الْمَظْلُوْمِ!

ظالم کے لیے انصاف کا دن اس سے زیادہ سخت ہوگا، جتنا مظلوم پر ظلم کا دن۔

﴿۳۴۲﴾ بڑی دولتمندی

اَلْغِنَیٰ الْأَکْبَرُ الْیَاسُ عَمَّا فِی اَیْدِی النَّاسِ.

سب سے بڑی دولت مندی یہ ہے کہ دوسروں کے ہاتھ میں جو ہے اس کی آس نہ رکھی جائے۔

﴿۳۴۳﴾ کچھ لوگوں کی حالت

اَلْأَقَاوِیْلُ مَحْفُوظَةٌ، وَالسَّرَائِرُ مَبْلُوَّةٌ، (کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ) وَالنَّاسُ مَنْقُوصُونَ مَدْخُولُونَ اِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ: سَائِلُهُمْ مُتَعَنِّتٌ، وَمُجِیْبُهُمْ مُتَکَلِّفٌ، یَکَادُ اَفْضَلُهُمْ رَأْیًا یَرُدُّهُ عَنْ فَضْلِ رَایِهِ الرِّضَیٰ وَالسُّخْطُ، وَیَکَادُ اَصْلَبُهُمْ عُوداً تَنْکَؤُهُ وَتَسْتَحِیْلُهُ الْکَلِمَةُ الْوَاحِدَةُ.

گفتگوئیں محفوظ ہیں اور دلوں کے بھید جانچے جانے والے ہیں۔ ہر شخص اپنے اعمال کے ہاتھوں میں گروی ہے اور لوگوں کے جسموں میں نقص اور عقلوں میں فتور آنے والا ہے مگر وہ کہ جسے اللہ بچائے رکھے۔ ان میں پوچھنے والا الجھانا چاہتا ہے اور جواب دینے والا بے جانے بوجھے جواب کی زحمت اٹھاتا ہے جو ان میں درست رائے رکھتا ہے۔ اکثر خوشنودی و ناراضگی کے تصورات اسے صحیح رائے سے موڑ دیتے ہیں اور جو ان میں عقل کے لحاظ سے پختہ ہوتا ہے بہت ممکن ہے کہ ایک نگاہ اس کے دل پر اثر کردے اور ایک کلمہ اس میں انقلاب پیدا کردے۔

﴿۳۴۴﴾ پند موعظت

مَعَاشِرَ النَّاسِ اتَّقُوا اللّٰهَ، فَکَمْ مِنْ مُؤَمِّلٍ مَالاَ یَبْلُغُهُ، وَبَانٍ مَا لاَ یَسْکُنُهُ،

وَجَامِعِ مَا سَوْفَ يَتْرُكُهُ، وَلَعَلَّهُ مِنْ بَاطِلٍ جَمَعَهُ، وَمِنْ حَقٍّ مَنَعَهُ، اَصَابَهُ حَرَامًا: وَاَحْتَمَلَ بِهِ آثَامًا، فَبَاءَ بِوِزْرِهِ، وَقَدِمَ عَلٰى رَبِّهِ، آسِفًا لَاهِفًا، قَدْ (خَسِرَ الدُّنْيَا الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَالْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ)

اے گروہ مردم: اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ کتنے ہی ایسی باتوں کی امید باندھنے والے ہیں جن تک پہنچتے نہیں اور ایسے گھر تعمیر کرنے والے ہیں جن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور ایسا مال جمع کرنے والے ہیں جسے چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ ہوسکتا ہے کہ اسے غلط طریقہ سے جمع کیا ہو یا کسی کا حق دبا کر حاصل کیا ہو۔ اس طرح اسے بطور حرام پایا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہو، تو اس کا وبال لے کر پلٹے اور اپنے پروردگار کے حضور رنج وافسوس کرتے ہوئے جا پہنچے دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا اٹھایا۔ یہی تو کھلم کھلا گھاٹا ہے۔

﴿۳۴۵﴾ گناہ سے درماندگی

مِنَ الْعِصْمَةِ تَعَذُّرُ الْمَعَاصِي.

گناہ تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک صورت پاکدامنی کی ہے۔

﴿۳۴۶﴾ سوال

مَاءُ وَجْهِكَ جَامِدٌ يُقْطِرُهُ السُّؤَالُ، فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُقْطِرُهُ.

تمہاری آبرو قائم ہے جسے دست سوال دراز کرنا بہا دیتا ہے لہذا یہ خیال رہے کہ کس کے آگے اپنی آبروریزی کر رہے ہو۔

﴿۳۴۷﴾ مدح میں حد اعتدال

اَلثَّنَاءُ بِاَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِحْقَاقِ مَلَقٌ، وَالتَّقْصِيْرُ عَنِ الْاِسْتِحْقَاقِ عِيٌّ اَوْحَسَدٌ.

کسی کو اس کے حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بیانی ہے یا حسد۔

﴿۳۴۸﴾ بڑا گناہ

اَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَهَانَ بِهِ صَاحِبُهُ.

سب سے بھاری گناہ وہ ہے کہ جس کا ارتکاب کرنے والا اسے سبک سمجھے۔

چھوٹے گناہوں میں بے باکی و بے اعتنائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان گناہ کے معاملہ میں بے پرواہ سا ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ عادات اسے بڑے بڑے گناہوں کی جرات دلا دیتی ہے اور پھر وہ بغیر کسی جھجک کے ان کا مرتکب ہونے لگتا ہے۔ لہذا چھوٹے گناہوں کو بڑے گناہوں کا پیش خیمہ سمجھتے ہوئے ان سے احتراز کرنا چاہیے تا کہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہونے کی نوبت ہی نہ آئے۔

﴿۳۴۹﴾ اچھے اور برے اوصاف

مَنْ نَظَرَ فِي عَيْبِ نَفْسِهِ اشْتَغَلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهِ، وَمَنْ رَضِيَ بِرِزْقِ اللّٰهِ لَمْ يَحْزَنْ عَلٰى مَافَاتَهُ، وَمَنْ سَلَّ سَيْفَ الْبَغْيِ قُتِلَ بِهِ، وَمَنْ كَابَدَ الْاُمُورَ عَطِبَ، وَمَنِ اقْتَحَمَ اللُّجَجَ غَرِقَ، وَمَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوءِ اتُّهِمَ. وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطَؤُهُ، وَمَنْ كَثُرَ خَطَؤُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ، وَمَنْ قَلَّ حَيَاؤُهُ قَلَّ وَرَعُهُ،

وَمَنْ قَلَّ وَرَعُهُ مَاتَ قَلْبُهُ، وَمَنْ مَاتَ قَلْبُهُ دَخَلَ النَّارَ، وَمَنْ نَظَرَ فِي

عُیُوبِ النَّاسِ، فَاَنْکَرَهَا، ثُمَّ رَضِیَهَا لِنَفْسِهِ، فَذٰلِکَ الْاَحْمَقُ بِعَیْنِهِ. وَالْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا یَنْفَدُ. وَمَنْ اَکْثَرَمِنْ ذِکْرِ الْمَوْتِ رَضِیَ مِنَ الدُّنْیَا بِالْیَسِیْرِ، وَمَنْ عَلِمَ اَنَّ کَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهِ قَلَّ کَلَامُهُ اِلَّا فِیْمَا یَعْنِیْهِ.

جو شخص اپنے عیوب پر نظر رکھے گا وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہے گا۔ اور جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر خوش رہے گا، وہ نہ ملنے والی چیز پر رنجیدہ نہیں ہوگا۔ جو ظلم کی تلوار کھینچتا ہے وہ اسی سے قتل ہوتا ہے جو اہم امور کو زبردستی انجام دینا چاہتا ہے۔ وہ تباہ و برباد ہوتا ہے، جو اٹھتی ہوئی موجوں میں پھاندتا ہے، وہ ڈوبتا ہے، جو بدنامی کی جگہوں پر جائے گا، وہ بدنام ہوگا، جو زیادہ بولے گا، وہ زیادہ لغزشیں کرے گا اور جس میں حیا کم ہو اس میں تقویٰ کم ہوگا اور جس میں تقویٰ کم ہوگا اس کا دل مردہ ہو جائے گا اور جس کا دل مردہ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا، جو شخص لوگوں کے عیوب کو دیکھ کر ناک بھول چڑھائے اور پھر انہیں اپنے لیے چاہے اور سراسر احمق ہے قناعت ایسا سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوتا جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے وہ تھوڑی سی دنیا پر بھی خوش ہو رہتا ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ اس کا قول بھی عمل کا ایک جز ہے، وہ مطلب کی بات کے علاوہ کلام نہیں کرتا۔

﴿۳۵۰﴾ ظالم کی علامات

لِلظَّالِمِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ: یَظْلِمُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِیَةِ، وَمَنْ دُوْنَهُ بِالْغَلَبَةِ وَیُظَاهِرُ الْقَوْمَ الظَّلَمَةَ.

لوگوں میں جو ظالم ہو اس کی تین علامتیں ہیں: وہ ظلم کرتا ہے اپنے سے بالا ہستی کی خلاف ورزی سے، اور اپنے سے پست لوگوں پر قہر و تسلط سے اور ظالموں کی کمک و امداد کرتا ہے۔

﴿۳۵۱﴾ سختی کے بعد آسانی

عِنْدَ تَنَاهِی الشِّدَّةِ تَكُونُ الْفَرْجَةُ، وَعِنْدَ تَضَايُقِ حَلَقِ الْبَلَاءِ يَكُونُ الرَّخَاءُ.

جب سختی انتہا کو پہنچ جائے تو کشائش وفراخی ہوگی اور جب ابتلا ومصیبت کی کڑیاں تنگ ہوجائیں تو راحت وآسائش حاصل ہوتی ہے۔

﴿۳۵۲﴾ زن وفرزند سے لگاؤ

لبعض اصحابه: لَا تَجْعَلَنَّ اَكْثَرَ شُغُلِكَ بِاَهْلِكَ وَوَلَدِكَ: فَاِنْ يَكُنْ اَهْلُكَ وَوَلَدُكَ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَوْلِيَاءَهُ، وَاِنْ يَكُونُوا اَعْدَاءَ اللّٰهِ، فَمَا هَمُّكَ وَشُغُلُكَ بِاَعْدَاءِ اللّٰهِ؟

اپنے اصحاب میں سے ایک سے فرمایا زن وفرزند کی زیادہ فکر میں نہ رہو، اس لیے کہ اگر وہ دوستان خدا ہیں تو خدا اپنے دوستوں کو برباد نہ ہونے دے گا اور اگر دشمنان خدا ہیں تو تمہیں دشمنان خدا کی فکروں اور دھندوں میں پڑنے سے مطلب ہی کیا۔

﴿۳۵۳﴾ عیب جوئی

اَكْبَرُ الْعَيْبِ اَنْ تَعِيْبَ مَا فِيْكَ مِثْلُهُ.

سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس عیب کو برا کہو، جس کے مانند خود تمہارے اندر موجود ہے۔

اس سے بڑھ کر اور عیب کیا ہوسکتا ہے کہ انسان دوسروں کے ان عیوب پر نکتہ چینی کرے جو خود اس کے اندر بھی پائے جاتے ہوں، تقاضائے عدل تو یہ ہے کہ وہ دوسروں کے عیوب پر نظر

کرنے سے پہلے اپنے عیوب پر نظر کرے اور سوچے کہ عیب، عیب ہے وہ دوسرے کے اندر پایا جائے یا اپنے اندر

﴿۳۵۴﴾ تہنیت فرزند

وهنا بحضرته رجل رجلا بغلام ولد له فقال له: لِيَهْنِئْكَ الْفَارِسُ: فَقَالَ ؑ: لاَ تَقُلْ ذٰلِکَ، وَلٰكِنْ قُلْ: شَكَرْتَ الْوَاهِبَ وَبُورِکَ لَکَ فِي الْمَوْهُوبِ، وَبَلَغَ اَشُدَّهُ، وَرُزِقْتَ بِرَّهُ.

حضرت کے سامنے ایک نے دوسرے شخص کو فرزند کے پیدا ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ شہسوار مبارک ہو. جس پر حضرت نے فرمایا کہ یہ نہ کہو بلکہ کہو کہ تم بخشنے والے خدا کے شکر گزار ہوئے یہ بخشی ہوئی نعمت تمہیں مبارک ہو، یہ اپنے کمال کو پہنچے اور اس کی نیکی وسعادت تمہیں نصیب ہو۔

﴿۳۵۵﴾ دولت کے آثار

وَبنى رجل من عماله بناء فخما، فقال ؑ: اَطْلَعَتِ الْوَرِقُ رُؤُوسَهَا! اِنَّ الْبِنَاءَ يَصِفُ لَکَ الْغِنىٰ.

حضرت کے عمال میں سے ایک شخص نے ایک بلند عمارت تعمیر کی جس پر آپ نے فرمایا: چاندی کے سکوں نے سر نکالا ہے، بلاشبہ یہ عمارت تمہاری ثروت کی غمازی کرتی ہے.

﴿۳۵۶﴾ رزق رسانی

وَقيل لهٗ: لوسد على رجل باب بيته، وترک فيه، من اين كانه ياتيه رزقه؟ فقال ؑ : من حيث ياتيه اجله

حضرت سے کہا گیا کہ اگر کسی شخص کو گھر میں چھوڑ کر اس کا دروازہ بند کر دیا جائے تو اس کی روزی کدھر سے آئے گی؟ فرمایا: جدھر سے اس کی موت آئے گی۔

اگر خداوند عالم کی مصلحت اس امر کی مقتضی ہو کہ وہ کسی ایسے شخص کو زندہ رکھے جسے کسی بند جگہ میں محصور کر دیا گیا ہو، تو وہ اس لیے سروسامان زندگی مہیا کر کے اسے زندہ رکھنے پر قادر ہے اور جس طرح بند دروازے موت کو نہیں روک سکتے، اسی طرح رزق سے بھی مانع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس قادر مطلق کی قدرت دونوں پر یکساں کارفرما ہے مقصد یہ ہے کہ انسان کو رزق کے معاملہ میں قانع ہونا چاہیے کیونکہ جو اس کے مقدر میں ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوگا اسے بہرصورت ملے گا

﴿۳۵۷﴾ تعزیت

وَعَزَّىٰ قَوْمًا عن ميت مات لهم فقالَ: اِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَيْسَ بِكُمْ بَدَا، وَلاَ اِلَيْكُمْ انْتَهىٰ، وَقَدْ كَانَ صَاحِبُكُمْ هٰذَا يُسَافِرُ، فَعُدُّوهُ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ فَاِنْ قَدِمَ عَلَيْكُمْ وَاِلَّا قَدِمْتُمْ عَلَيْهِ.

حضرت نے ایک جماعت کو ان کے مرنے والے کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

موت کی ابتدا تم سے نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کی انتہا تم پر ہے یہ تمہارا ساتھی مصروف سفر رہتا تھا، اب بھی یہی سمجھو کہ وہ اپنے کسی سفر میں ہے اگر وہ آ گیا تو بہتر، ورنہ تم خود اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔

﴿۳۵۸﴾ نعمت ونقمت

اَيُّهَا النَّاسُ، لِيَرَكُمُ اللّٰهُ مِنَ النِّعْمَةِ وَجِلِيْنَ، كَمَا يَرَاكُمْ مِنَ النِّقْمَةِ فَرِقِيْنَ! اِنَّهُ مَنْ وُسِّعَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اسْتِدْرَاجًا فَقَدْ اَمِنَ مَخُوفًا، وَمَنْ

ضُيِّقَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اخْتِبَاراً فَقَدْ ضَيَّعَ مَا مُولاً.

اے لوگو: چاہیے کہ اللہ تم کو نعمت و آسائش کے موقع پر بھی اسی طرح خائف و ترساں دیکھے جس طرح تمہیں عذاب سے ہراساں دیکھتا ہے۔ بیشک جسے فراخ دستی حاصل ہو، اور وہ اسے کم کم عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے تو اس نے خوفناک چیز سے اپنے کو مطمئن سمجھ لیا اور جو تنگدست ہو اور وہ اسے آزمائش نہ سمجھے تو اس نے اس ثواب کو ضائع کر دیا کہ جس کی امید و آرزو کی جاتی ہے.

﴿۳۵۹﴾ اصلاح نفس

يَا أَسْرَىٰ الرَّغْبَةِ اَقْصِرُوا فَاِنَّ الْمُعَرَّجَ عَلَىٰ الدُّنْيَا لاَ يَرُوعُهُ مِنْهَا اِلاَّ صَرِيفُ اَنْيَابِ الْحِدْثَانِ. اَيُّهَا النَّاسُ، تَوَلَّوا مِنْ اَنْفُسِكُمْ تَادِيْبَهَا، وَاَعْدِلُوا بِهَا عَنْ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا.

اے حرص و طمع کے اسیرو باز آ جاؤ کیونکہ دنیا پر ٹوٹنے والوں کو حوادث زمانہ کے دانت پیسنے ہی کا اندیشہ کرنا چاہیے اے لوگو خود ہی اپنی اصلاح کا ذمہ لو اور اپنی عادتوں کے تقاضوں سے منہ موڑ لو۔

﴿۳۶۰﴾ بدگمانی

لاَ تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ اَحَدٍ سَوْءاً، وَاَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مُحْتَمَلاً.

کسی کے منہ سے نکلنے والی بات میں اگر اچھائی کا پہلو نکل سکتا ہو، تو اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو

﴿۳۶۱﴾ دعا کا طریقہ

اِذَا کَانَتْ لَکَ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہُ حَاجَۃٌ فَابْدَأْ بِمَسْأَلَۃِ الصَّلَاۃِ عَلٰی رَسُوْلِہٖ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سَلْ حَاجَتَکَ: فَاِنَّ اللّٰہَ اَکْرَمُ مِنْ یُسْأَلَ حَاجَتَیْنِ، فَیَقْضِیَ اِحْدَاھُمَا وَیَمْنَعَ الْاُخْرٰی.

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو، تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو، پھر اپنی حاجت مانگو، کیونکہ خداوند عالم اس سے بلند تر ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور وہ ایک پوری کر دے اور ایک روک لے۔

﴿۳۶۲﴾ عزت کی نگہداشت

مَنْ ضَنَّ بِعِرْضِہٖ فَلْیَدَعِ الْمِرَاءَ.

جسے اپنی آبرو عزیز ہو، وہ لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش رہے۔

﴿۳۶۳﴾ موقع ومحل

مِنَ الْخُرْقِ الْمُعَاجَلَۃُ قَبْلَ الْاِمْکَانِ، وَالْاَنَاۃُ بَعْدَ الْفُرْصَۃِ.

امکان پیدا ہونے سے پہلے کسی کام میں جلد بازی کرنا اور موقع آنے پر دیر کرنا دونوں حماقت میں داخل ہیں۔

﴿۳۶۴﴾ بے فائدہ سوال

لَا تَسْأَلْ عَمَّا لَا یَکُوْنُ، فَفِی الَّذِیْ قَدْ کَانَ لَکَ شُغْلٌ.

جو بات نہ ہونے والی ہو اس کے متعلق سوال نہ کرو اس لیے کہ جو ہے وہی تمہارے لیے کافی ہے

﴿۳۶۵﴾ پسندیدہ صفتیں

اَلْفِکْرُ مِرْآۃٌ صَافِیَۃٌ، وَالْاِعْتِبَارُ مُنْذِرٌ نَاصِحٌ. وَکَفیٰ اَدَبًا لِنَفْسِکَ تَجَنُّبُکَ مَا کَرِھْتَہٗ لِغَیْرِکَ.

فکر ایک روشن آئینہ ہے، عبرت اندوزی ایک خیر خواہ متنبہ کرنے والی چیز ہے، نفس کی اصلاح کے لیے یہی کافی ہے کہ جن چیزوں کو دوسروں کے لیے برا سمجھتے ہو ان سے بچ کر رہو۔

﴿۳۶۶﴾ علم وعمل

اَلْعِلْمُ مَقْرُوْنٌ بِالْعَمَلِ: فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ: وَالْعِلْمُ یَھْتِفُ بِالْعَمَلِ، فَاِنْ اَجَابَہٗ وَاِلَّا ارْتَحَلَ عَنْہُ.

علم عمل سے وابستہ ہے۔ لہذا جو جانتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے اور علم عمل کو پکارتا ہے اگر وہ لبیک کہتا ہے تو بہتر، ورنہ وہ بھی اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔

﴿۳۶۷﴾ تغیر وانقلاب

یَا اَیُّھَا النَّاسُ، مَتَاعُ الدُّنْیَا حُطَامٌ مُوبِیٌٔ فَتَجَنَّبُوا مَرْعَاہُ! قُلْعَتُھَا اَحْظیٰ مِنْ طَمَانِیْنَتِھَا، وَبُلْغَتُھَا اَزْکیٰ مِنْ ثَرْوَتِھَا حُکِمَ عَلیٰ مُکْثِرٍ مِنْھَا بِالْفَاقَۃِ، وَاُعِیْنَ مَنْ غَنِیَ عَنْھَا بِالرَّاحَۃِ مَنْ رَاقَہٗ زِبْرِجُھَا اَعْقَبَتْ نَاظِرَیْہِ کَمَھًا، وَمَنِ اسْتَشْعَرَ الشَّغَفَ بِھَا مَلَأَتْ ضَمِیْرَہٗ اَشْجَانًا، لَھُنَّ رَقْصٌ عَلیٰ سُوَیْدَاءِ قَلْبِہٖ: ھَمٌّ یَشْغَلُہٗ، وَغَمٌّ یُحْزِنُہٗ، کَذٰلِکَ حَتّیٰ یُؤْخَذَ بِکَظَمِہٖ فَیُلْقیٰ بِالْفَضَاءِ، مُنْقَطِعًا اَبْھَرَاہُ، ھَیِّنًا عَلَی اللّٰہِ فَنَاؤُہٗ، عَلَی الْاِخْوَانِ اِلْقَاؤُہٗ، وَاِنَّمَا یَنْظُرُ

الْمُؤْمِنُ اِلَى الدُّنْيَا بَعَيْنِ الْاِعْتِبَارِ، وَيَقْتَاتُ مِنْهَا بِبَطْنِ الْاِضْطِرَارِ، وَيَسْمَعُ فِيْهَا بِأُذُنِ الْمَقْتِ وَالْاِبْغَاضِ، اِنْ قِيلَ اَثْرٰى قِيلَ اَكْدٰى! وَاِنْ فُرِحَ لَهُ بِالْبَقَاءِ حُزِنَ لَهُ بِالْفَنَاءِ! هٰذَا وَلَمْ يَاتِهِمْ يَوْمٌ فِيْهِ يُبْلِسُوْنَ.

اے لوگو: دنیا کا ساز وسامان سوکھا سڑا بھوسا ہے جو وبا پیدا کرنے والا ہے۔ لہذا اس چراگاہ سے دور رہو کہ جس سے چل چلا باطمینان منزل کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے اور صرف بقدر کفاف لے لینا اس دولت وثروت سے زیادہ برکت والا ہے اس کے دولت مندوں کے لیے فقر طے ہو چکا ہے اور اس سے بے نیاز رہنے والوں کو راحت کا سہارا دیا گیا ہے۔ جس کو اس کی سج دھج لبھا لیتی ہے، وہ انجام کار اس کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور جو اس کی چاہت کو اپنا شعار بنالیتا ہے وہ اس کے دل کو ایسے غموں سے بھر دیتی ہے جو دل کی گہرائیوں میں تلاطم برپا کرتے ہیں یوں کہ کبھی کوئی فکر اسے گھیرے رہتی ہے اور کبھی کوئی اندیشہ اسے رنجیدہ بنائے رہتا ہے۔ وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کا گلا گھوٹا جانے لگتا ہے اور وہ بیابان میں ڈال دیا جاتا ہے اس عالم میں کہ اس کے دل کی دونوں رگیں ٹوٹ چکی ہوتی ہیں، اللہ کو اس کا فنا کرنا سہل اور اس کے بھائی بندوں کا اسے قبر میں اتارنا آسان ہو جاتا ہے. مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس سے اتنی ہی غذا حاصل کرتا ہے۔ جتنی پیٹ کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور اس کے بارے میں ہر بات کو بغض وعناد کے کانوں سے سنتا ہے اگر کسی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مال دار ہو گیا ہے تو پھر یہ بھی کہنے میں آتا ہے کہ نادار ہو گیا ہے اگر زندگی پر خوشی کی جاتی ہے تو مرنے پر غم بھی ہوتا ہے۔ یہ حالت ہے حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا کہ جس میں پوری مایوسی چھا جائے گی۔

﴿۳۶۸﴾ ثواب وعقاب

اِنَّ اللّٰہَ سُبۡحَانَہٗ وَضَعَ الثَّوَابَ عَلٰی طَاعَتِہٖ، وَالۡعِقَابَ عَلٰی مَعۡصِیَتِہٖ ذِیَادَةً لِعِبَادِہٖ عَنۡ نِقۡمَتِہٖ ، وَحِیَاشَةً لَھُمۡ اِلٰی جَنَّتِہٖ.

اللہ سبحانہ نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی معصیت پر سزا اس لیے رکھی ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب سے دور کرے اور جنت کی طرف گھیر کر لے جائے.

﴿۳۶۹﴾ ایک زمانہ

یاتِی عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبۡقٰی فِیۡھِمۡ مِنَ الۡقُرۡآنِ اِلَّا رَسۡمُہٗ، وَمِنَ الۡاِسۡلَامِ اِلَّا اَسۡمُہٗ، وَمَسَاجِدُھُمۡ یَوۡمَئِذٍ عَامِرَةٌ مِنَ الۡبِنَاءِ، خَرَابٌ مِنَ الۡھُدٰی، سُکَّانُھَا وَعُمَّارُھَا شَرُّ اَھۡلِ الۡاَرۡضِ، مِنۡھُمۡ تَخۡرُجُ الۡفِتۡنَةُ، وَاِلَیۡھِمۡ تَاوِی الۡخَطِیۡئَةُ: یَرُدُّونَ مَنۡ شَذَّ عَنۡھَا فِیۡھَا، وَیَسُوقُونَ مَنۡ تَأَخَّرَ عَنۡھَا اِلَیۡھَا یَقُولُ اللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ: فَبِی حَلَفۡتُ اَلَأَ بۡعَثَنَّ عَلٰی اُولٰئِکَ فِتۡنَةً تَتۡرُکُ الۡحَلِیۡمَ فِیۡھَا حِیۡرَانَ. وَقَدۡ فَعَلَ، وَنَحۡنُ نَسۡتَقِیۡلُ اللّٰہَ عَثۡرَةَ الۡغَفۡلَةِ.

لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ان میں صرف قرآن کے نقوش اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا، اس وقت مسجدیں تعمیر وزینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ ان میں ٹھہرنے والے اور انہیں آباد کرنے والے تمام اہل زمین میں سب سے بدتر ہوں گے، وہ فتنوں کا سرچشمہ اور گناہوں کا مرکز ہوں گے جو ان فتنوں سے منہ موڑے گا، انہیں انہی فتنوں کی طرف پلٹائیں گے اور جو قدم پیچھے ہٹائے گا، انہیں دھکیل کر ان کی طرف لائیں گے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ مجھے اپنی ذات کی قسم میں ان لوگوں پر

ایسا فتنہ نازل کروں گا جس میں حلیم و بردبار کو حیران و سرگردان چھوڑ دوں گا۔

چنانچہ وہ ایسا ہی کرے گا، ہم اللہ سے غفلت کی ٹھوکروں سے عفو کے خواستگار ہیں۔

﴿۳۷۰﴾ تقویٰ و پرہیز گاری

وروی انہٗ قلما اعتدل بہ المنبر الا قال امام الخطبة: اَيُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللّٰهَ فَمَا خُلِقَ امْرُؤٌ عَبَثًا فَيَلْهُوَ، وَلا تُرِكَ سُدًى فَيَلْغُو! وَمَا دُنْيَاهُ الَّتِي تَحَسَّنَتْ لَهُ بِخَلَفٍ مِنَ الْآخِرَةِ الَّتِي قَبَّحَهَا سُوءُ النَّظَرِ عِنْدَهُ، وَمَا الْمَغْرُورُ الَّذِي ظَفِرَ مِنَ الدُّنْيَا بِأَعْلَىٰ هِمَّتِهِ كَالْآخَرِ الَّذِي ظَفِرَ مِنَ الْآخِرَةِ بِاَدْنَىٰ سُهْمَتِهِ.

جب بھی آپ منبر پر رونق افروز ہوتے تو ایسا اتفاق کم ہوتا تھا کہ خطبہ سے پہلے یہ کلمات نہ فرمائیں۔اے لوگو! اللہ سے ڈرو کیونکہ کوئی شخص بے کار پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ کھیل کود میں پڑ جائے اور نہ اسے بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہیکہ بیہودگیاں کرنے لگے اور دنیا جو اس کے لیے آراستہ و پیراستہ ہے اس آخرت کا عوض نہیں ہو سکتی جس کو اس کی غلط نگاہ نے بری صورت میں پیش کیا ہے وہ فریب خوردہ جو اپنی بلند ہمتی سے دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اس دوسرے شخص کے مانند نہیں ہو سکتا جس نے تھوڑا بہت آخرت کا حصہ حاصل کر لیا ہو۔

﴿۳۷۱﴾ اچھی اور بری صفتیں

لَا شَرَفَ اَعْلَىٰ مِنَ الْإِسْلَامِ ، وَلَا عِزَّ اَعَزُّ مِنَ التَّقْوَىٰ، وَلَا مَعْقِلَ اَحْسَنُ مِنَ الْوَرَعِ وَلَا شَفِيعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَةِ، وَلَا كَنْزَ أَغْنَىٰ مِنَ الْقَنَاعَةِ، وَلَا مَالَ اَذْهَبُ لِلْفَاقَةِ مِنَ الرِّضَىٰ بِالْقُوتِ. وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلَىٰ بُلْغَةِ الْكَفَافِ فَقَدْ

اَنۡتَظَمَ الرَّاحَۃَ، وَتبوَّ اَخفضَ الدَّعَۃِ. وَالرَّغْبَۃُ مِفْتَاحُ النَّصَبِ، وَمَطِیَّۃُ التَّعَبِ، وَالْحِرْصُ وَالْکِبْرُ وَالْحَسَدُ دَوَاعٍ اِلَیٰ التَّقَحُّمِ فِی الذُّنُوبِ، وَالشَّرُّ جَامِعُ مَسَاوِئ الْعُیُوبِ.

کوئی شرف اسلام سے بلندتر نہیں کوئی بزرگی تقوی سے زیادہ باوقار نہیں، کوئی پناہ گاہ پرہیز گاری سے بہتر نہیں، کوئی سفارش کرنے والا توبہ سے بڑھ کر کامیاب نہیں، کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ بے نیاز کرنے والا نہیں کوئی مال بقدر کفاف پر رضامند رہنے سے بڑھ کر فقر واحتیاج کا دور کرنے والا نہیں۔ جو شخص قدر حاجت پر اکتفا کر لیتا ہے وہ آسائش و راحت پالیتا ہے اور آرام وآسودگی میں منزل بنالیتا ہے۔ خواہش ورغبت، رنج وتکلیف کی کلیداور مشقت واندوہ کی سواری ہے. حرص تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں اور بدکرداری تمام برے عیوب کو حاوی ہے۔

﴿۳۷۲﴾ جابر ابن عبداللہ

لِجابر بن عبدالله الانصاری: یَاجَابِرُ، قِوَامُ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا بِاَرْبَعَۃٍ: عَالِمٍ مُسْتَعْمِلٍ عِلْمَہُ، وَجَاھِلٍ لاَ یَسْتَنْکِفُ اَنْ یَتَعَلَّم، وَجَوَادٍ لاَ یَبْخَلُ بِمَعْرُوفِهِ، وَفَقِیرٍ لاَ یَبِیعُ آخِرَتَہُ بِدُنْیَاہُ: فَاِذَا ضَیَّعَ الْعَالِمُ عِلْمَہُ اَسْتَنْکَفَ الْجَاھِلُ اَنْ یَتعلَّمَ، وَاِذَا بَخِلَ الْغَنِیُّ بِمَعْرُوفِهِ بَاعَ الْفَقِیْرُ آخِرَتِهِ بِدُنْیَاہُ.

یَاجَابِرُ، مَنْ کَثُرَتْ نِعَمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ اِلَیْہِ، فَمَنْ قَامَ لِلّٰہِ فِیْھَا بِمَا یَجِبُ فِیْھَا عَرَّضَھَا لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ، وَمَنْ لَمْ یَقُمْ فِیْھَا بِمَا یَجِبُ عَرَّضَھَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ.

جابر ابن عبداللہ انصاری سے فرمایا: اے جابر چار قسم کے آدمیوں سے دین ودنیا کا قیام

ہے عالم جو اپنے علم کو کام میں لاتا ہو, جاہل جو علم کے حاصل کرنے میں عار نہ کرتا ہو, سخی جود اود ہش میں بخل نہ کرتا ہو، اور فقیر جو آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچتا ہو۔ تو جب عالم اپنے علم کو برباد کرے گا، تو جاہل اس کے سیکھنے میں عار سمجھے گا اور جب دولت مند نیکی واحسان میں بخل کرے گا تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

اے جابر جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں گی لوگوں کی حاجتیں بھی اس کے دامن سے زیادہ وابستہ ہوں گی لہذا جو شخص ان نعمتوں پر عائد ہونے والے حقوق کو اللہ کی خاطر ادا کرے گا، وہ ان کے لیے دوام وہمیشگی کا سامان کرے گا اور جو ان واجب حقوق کے ادا کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہوگا وہ انہیں فنا و بربادی کی زد پر لے آئے گا۔

﴿۳۷۳﴾ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

وروى ابن جرير الطبرى فى تاريخه عن عبد الرحمن بن ابى ليلى الفقيه وكان ممن خرج لقتال الحجاج مع ابن الا شعث، انه قال فيما كان يحض به الناس على الجاد: انى سمعت عليا، رفع الله درجته فى الصالحين، واثابه ثواب الشهداء والصديقين، يقول يوم لقينا اهل الشام:

أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ، اِنَّهُ مَنْ رَأىٰ عُدْوَانًا يَعْمَلُ بِهِ وَمُنْكَراً يُدْعَىٰ اِلَيْهِ، فَاَنْكَرَهُ بِقَلْبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَبَرِئَ: وَمَنْ اَنْكَرَهُ بِلِسَانِهِ فَقَدْ اَجِرَ، وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ: وَمَنْ اَنْكَرَهُ بِالسَّيْفِ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَكَلِمَةُ الظَّالِمِيْنَ هِيَ السُّفْلَىٰ فَذٰلِكَ الَّذِى اَصَابَ سَبِيْلَ الْهُدَىٰ، وَقَامَ عَلَىٰ الطَّرِيْقِ، وَنَوَّرَ فِى قَلْبِهِ الْيَقِيْنُ.

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں عبدالرحمٰن ابن ابی لیلی فقیہ سے روایت کی ہے اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جو ابن اشعث کے ساتھ حجاج سے لڑنے کے لیے نکلے تھے کہ وہ

لوگوں کو جہاد پر ابھارنے کے لیے کہتے تھے کہ جب اہل شام سے لڑنے کے لیے بڑھے تو میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے سنا۔ اے اہل ایمان جو شخص دیکھے کہ ظلم و عدوان پر عمل ہو رہا ہے اور برائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ دل سے اسے برا سمجھے، تو وہ عذاب سے محفوظ اور گناہ سے بری ہو گیا اور جو زبان سے اسے برا کہے وہ ماجور ہے صرف دل سے برا سمجھنے والے سے افضل ہے اور جو شخص شمشیر بکف ہو کر اس برائی کے خلاف کھڑا ہوتا کہ اللہ کا بول بالا ہو اور ظالموں کی بات گر جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کی راہ کو پا لیا اور سیدھے راستے پر ہو لیا اور اس کے دل میں یقین نے روشنی پھیلا دی۔

﴿۳۷۴﴾ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

وفی کلام آخر له یجری هذا المجری: فَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ لِلْمُنْكَرِ بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ، فَذٰلِكَ الْمُسْتَكْمِلُ لِخِصَالِ الْخَيْرِ: وَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ وَالتَّارِكُ بِيَدِهِ، فَذٰلِكَ مُتَمَسِّكٌ بِخَصْلَتَيْنِ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ وَمُضَيِّعٌ خَصْلَةً: وَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِقَلْبِهِ، وَالتَّارِكُ بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ، فَذٰلِكَ الَّذِى ضَيَّعَ اَشْرَفَ الْخَصْلَتَيْنِ مِنَ الثَّلاثِ، وَتَمَسَّكَ بِوَاحِدَةٍ: وَمِنْهُمْ تَارِكٌ لِاِنْكَارِ الْمُنْكَرِ بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ وَيَدِهِ، فَذٰلِكَ مَيِّتُ الْاَحْيَاءِ. وَمَا اَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا وَالْجِهَادُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ عِنْدَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهى عَنِ الْمُنْكَرِ اِلَّا كَنَفْثَةٍ فِى بَحْرٍ لُجِّيٍّ. وَاِنَّ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْىَ عَنِ الْمُنْكَرِ لاَ يُقَرِّبَانِ مِنْ اَجَلٍ، وَلاَ يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ، وَاَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ كَلِمَةُ عِنْدَ اِمَامٍ جَائِرٍ.

اسی انداز پر حضرت کا ایک یہ کلام ہے لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ،

زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے۔ چنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کر لیا ہے اور ایک وہ ہے جو زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے لیکن ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا تو اس نے اچھی خصلتوں میں سے دو خصلتوں سے ربط رکھا اور ایک خصلت کو رائیگاں کر دیا اور ایک وہ ہے جو دل سے برا سمجھتا ہے لیکن اسے مٹانے کے لیے ہاتھ اور زبان کسی سے کام نہیں لیتا اس نے تین خصلتوں میں سے دو عمدہ خصلتوں کو ضائع کر دیا، اور صرف ایک سے وابستہ رہا اور ایک وہ ہے جو نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے اور نہ دل سے برائی کی روک تھام کرتا ہے، یہ زندوں میں چلتی پھرتی ہوئی لاش ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمام اعمالِ خیر اور جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہیں، جیسے گہرے دریا میں لعاب دہن کے ریزے ہوں یہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے موت قبل از وقت آ جائے، یا رزق معین میں کمی ہو جائے اور ان سب سے بہتر وہ حق بات ہے جو کسی جابر حکمران کے سامنے کہی جائے۔

﴿۳۷۵﴾ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

وَعن ابی جحیفة قال: سمعت امیر المومنینؑ یقول: اَوَّلُ مَا تُغْلَبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْجِهَادِ الْجِهَادُ بِاَيْدِيكُمْ، ثُمَّ بِاَلْسِنَتِكُمْ، ثُمَّ بِقُلُوبِكُمْ: فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ بِقَلْبِهِ مَعْرُوفًا، وَلَمْ يُنْكِرْ مُنْكَراً، قُلِبَ فَجُعِلَ أَعْلَاهُ اَسْفَلَهُ، وَاَسْفَلُهُ اَعْلَاهُ.

ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ:

پہلا جہاد کہ جس سے تم مغلوب ہو جاگے، ہاتھ کا جہاد ہے۔ پھر زبان کا، پھر دل کا جس نے دل سے بھلائی کو اچھائی اور برائی کو برا نہ سمجھا، اسے الٹ پلٹ کر دیا جائے گا۔ اس

طرح کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا جائے گا۔

﴿۳۷۶﴾ حق و باطل کا نتیجہ

اِنَّ الْحَقَّ ثَقِيْلٌ مَرِیءٌ، وَاِنَّ الْبَاطِلَ خَفِيْفٌ وَبِیءٌ.

حق گراں مگر خوش گوار ہوتا ہے اور باطل ہلکا مگر وبا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔

﴿۳۷۷﴾ امید و یاس

لاَ تَامَنَنَّ عَلٰی خَيْرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَذَابَ اللّٰهِ، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: (فَلاَ يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ) وَلاَ تَيْاَسَنَّ لِشَرِّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: (اِنَّهُ لاَ يَيْاَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ)

اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں بھی اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن نہ ہو جا. کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ گھاٹا اٹھانے والے لوگ ہی اللہ کے عذاب سے مطمئن ہو بیٹھے ہیں. اور اس امت کے بدترین آدمی کے بارے میں بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جا کیونکہ ارشاد الٰہی ہے کہ خدا کی رحمت سے کافروں کے علاوہ کوئی اور ناامید نہیں ہوتا.

﴿۳۷۸﴾ بخل

اَلْبُخْلُ جَامِعٌ لِمَسَاوِئِ الْعُيُوْبِ وَهُوَ زِمَامٌ يُقَادُ بِهٖ اِلٰی كُلِّ سُوْءٍ.

بخل تمام برے عیوب کا مجموعہ ہے اور ایسی مہار ہے جس سے ہر برائی کی طرف کھینچ کر جایا جا سکتا ہے۔

﴿۳۷۹﴾ رزق روزی

یَابْنَ آدَمَ، الرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ، وَرِزْقٌ يَطْلُبُکَ، فَإِنْ لَمْ تَاتِهِ اَتَاکَ: فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِکَ عَلٰی هَمِّ يَوْمِکَ! کَفَاکَ کُلُّ يَوْمٍ عَلٰی مَافِيْهِ: فَإِنْ تَکُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِکَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَيُؤْتِيْکَ فِي کُلِّ غَدٍ جَدِيْدٍ مَا قَسَمَ لَکَ: وَإِنْ لَمْ تَکُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِکَ فَمَا تَصْنَعُ بِالْهَمِّ فِيْمَا لَيْسَ لَکَ: يَسْبِقَکَ اِلٰی رِزْقِکَ طَالِبٌ، وَلَنْ يَغْلِبَکَ عَلَيْهِ غَالِبٌ، وَلَنْ يُبْطِئَ عَنْکَ مَا قَدْ قُدِّرَ لَکَ.

رزق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس کی تلاش میں تم ہو، اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں ہے۔ اگر تم اس تک نہ پہنچ سکو گے، تو وہ تم تک پہنچ کر رہے گا۔ لہذا اپنے ایک دن کی فکر پر سال بھر کی فکریں نہ لادو۔ جو ہر دن کا رزق ہے وہ تمہارے لیے کافی ہے، تو اللہ ہر نئے دن جو روزی اس نے تمہارے لیے مقرر کر رکھی ہے وہ تمہیں دے گا اور تمہاری عمر کا کوئی سال باقی نہیں ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی طلبگار تمہارے رزق کی طرف تم سے آگے بڑھ نہیں سکتا اور نہ کوئی غلبہ پانے والا اس میں تم پر غالب آ سکتا ہے اور جو تمہارے لیے مقدر ہو چکا ہے اس کے ملنے میں کبھی تاخیر نہ ہوگی.

﴿۳۸۰﴾ زندگی و موت

رُبَّ مُسْتَقْبِلٍ يَوْمًا لَيْسَ بِمُسْتَدْبِرِهِ، وَمَغْبُوطٍ فِي أَوَّلِ لَيْلِهِ، قَامَتْ بَوَاكِيْهِ فِي آخِرِهِ.

بہت سے لوگ ایسے دن کا سامنا کرتے ہیں جس سے انہیں پیٹھ پھرانا نہیں ہوتا اور

بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ رات کے پہلے حصہ میں ان پر رشک کیا جاتا ہے اور آخری حصہ میں ان پر رونے والیوں کا کہرام بپا ہوتا ہے۔

﴿۳۸۱﴾ زبان کی نگہداشت

اَلْکَلَامُ فِی وَثَاقِکَ مَالَمْ تَتَکَلَّمْ بِهِ: فَإِذَا تَکَلَّمْتَ بِهِ صِرْتَ فِی وَثَاقِهِ، فَاخْزُنْ لِسَانَکَ کَمَا تَخْزُنُ ذَهَبَکَ وَوَرِقَکَ، فَرُبَّ کَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً وَجَلَبَتْ نِقْمَةً.

کلام تمہارے قید و بند میں ہے جب تک تم نے اسے کہا نہیں ہے اور جب کہہ دیا، تو تم اس کی قید و بند میں ہو۔ لہذا اپنی زبان کی اسی طرح حفاظت کرو جس طرح اپنے سونے چاندی کی کرتے ہو کیونکہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی بڑی نعمت کو چھین لیتی اور مصیبت کو نازل کر دیتی ہیں۔

﴿۳۸۲﴾ سکوت

لَا تَقُلْ مَالَا تَعْلَمُ بَلْ لَا تَقُلْ کُلَّ مَا تَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَىٰ جَوَارِحِکَ کُلِّهَا فَرَائِضَ یَحْتَجُّ بِهَا عَلَیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

جو نہیں جانتے اسے نہ کہو، بلکہ جو جانتے ہو، وہ بھی سب کا سب نہ کہو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ نے تمہارے تمام اعضا پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن تم پر حجت لائے گا۔

﴿۳۸۳﴾ معصیت

اَحۡذَرۡ اَنۡ یَرَاکَ اللّٰہُ عِنۡدَ مَعۡصِیَتِہٖ، وَیَفۡقِدَکَ عِنۡدَ طَاعَتِہٖ، فَتَکُوۡنَ مِنَ الۡخَاسِرِیۡنَ، وَاِذَا قَوِیۡتَ فَاقۡوَ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰہِ، وَاِذَا ضَعُفۡتَ فَاضۡعُفۡ عَنۡ مَعۡصِیَةِ اللّٰہِ.

اس بات سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہیں اپنی معصیت کے وقت موجود اور اپنی اطاعت کے وقت غیر حاضر پائے تو تمہارا شمار گھاٹا اٹھانے والوں میں ہوگا. جب قوی و دانا ثابت ہونا ہو تو اللہ کی اطاعت پر اپنی قوت دکھا اور کمزور بننا ہو تو اس کی معصیت سے کمزوری دکھا.

﴿۳۸۴﴾ محل اعتماد

الرُّکُوۡنُ اِلَی الدُّنۡیَا مَعَ مَا تُعَایِنُ مِنۡھَا جَھۡلٌ، وَالتَّقۡصِیۡرُ فِیۡ حُسۡنِ الۡعَمَلِ اِذَا وَثِقۡتَ بِالثَّوَابِ عَلَیۡہِ غَبۡنٌ، وَالطُّمَانِیۡنَةُ اِلٰی کُلِّ اَحَدٍ قَبۡلَ الۡاِخۡتِبَارِ لَہٗ عَجۡزٌ.

دنیا کی حالت دیکھتے ہوئے اس کی طرف جھکنا جہالت ہے اور حسن عمل کے ثواب کا یقین رکھتے ہوئے اس میں کوتاہی کرنا گھاٹا اٹھانا ہے اور پرکھے بغیر ہر ایک پر بھروسا کر لینا عجز و کمزوری ہے۔

﴿۳۸۵﴾ دنیا

مَنۡ ھَوَانِ الدُّنۡیَا عَلَی اللّٰہِ اَنَّہٗ لَا یُعۡصٰی اِلَّا فِیۡھَا، وَلَا یُنَالُ مَا عِنۡدَہٗ اِلَّا بِتَرۡکِھَا.

اللہ کے نزدیک دنیا کی حقارت کے لیے یہی بہت ہے کہ اللہ کی معصیت ہوتی ہے تو اس میں اور اس کے یہاں کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں تو اسے چھوڑنے سے۔

﴿۳۸۶﴾ جویندہ یابندہ

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا نَالَهُ اَوْ بَعْضَهُ.

جوشخص کسی چیز کوطلب کرے تو اسے یا اس کے بعض حصہ کو پالے گا۔

﴿۳۸۷﴾ نیکی اور بدی

مَا خَيْرٌ بِخَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ، وَمَا شَرٌّ بِشَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ، وَكُلُّ نَعِيمٍ دُونَ الْجَنَّةِ فَهُوَ مَحْقُورٌ، وَكُلُّ بَلاَءٍ دُونَ النَّارِ عَافِيَةٌ.

وہ بھلائی بھلائی نہیں جس کے بعد دوزخ کی آگ ہو اور وہ برائی برائی نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر، اور دوزخ کے مقابلہ میں ہر مصیبت راحت ہے۔

﴿۳۸۸﴾ بڑی نعمت

اِلاَّ وَاِنَّ مِنَ الْبَلاَءِ الْفَاقَةَ، وَاَشَدُّ مِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ، وَاَشَدُّ مِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ. اَلاَ وَاِنَّ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَىٰ الْقَلْبِ.

اس بات کو جانے رہو کہ فقر و فاقہ ایک مصیبت ہے، اور فقر سے زیادہ سخت جسمانی امراض ہیں اور جسمانی امراض سے زیادہ سخت دل کا روگ ہے یاد رکھو کہ مال کی فراوانی ایک نعمت ہے اور مال کی فراوانی سے بہتر صحت بدن ہے، اور صحت بدن سے بہتر دل کی پرہیزگاری ہے۔

﴿۳۸۹﴾ حسب ونسب

(مَنْ اَبْطَابِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ) وَفِي رواية اخرى: مَنْ فَاتَهُ حَسَبُ نَفْسِهِ لَمْ يَنْفَعْهُ حَسَبُ آبَائِهِ.

جسے عمل پیچھے ہٹائے، اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے جسے ذاتی شرف ومنزلت حاصل نہ ہو اسے آبا اجداد کی منزلت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

﴿۳۹۰﴾ مومن کے اوقات

لِلْمُومِنِ ثَلاثُ سَاعَاتٍ: فَسَاعَةٌ يُنَاجِي فِيهَا رَبَّهُ، وَسَاعَةٌ يَرُمُّ مَعَاشَهُ، وَسَاعَةٌ يُخَلِّى بَيْنَ نَفْسِهِ وَبَيْنَ لَذَّتِهَا فِيمَا يَحِلُّ وَيَجْمُلُ، وَلَيْسَ لِلْعَاقِلِ اَنْ يَكُونَ شَاخِصًا اِلَّا فِي ثَلاثٍ: مَرَمَّةٍ لِمَعَاشٍ، اَوْ خُطْوَةٍ فِي مَعَادٍ، اَوْلَذَّةٍ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ.

مومن کے اوقات تین ساعتوں پر منقسم ہوتے ہیں ایک وہ کہ جس میں اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے اور ایک وہ جس میں اپنے معاش کا سروسامان کرتا ہے اور وہ کہ جس میں حلال و پاکیزہ لذتوں میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ گھر سے دور ہو، مگر تین چیزوں کے لیے معاش کے بندوبست کے لیے یا امر آخرت کی طرف قدم اٹھانے کے لیے یا ایسی لذت اندوزی کے لیے کہ جو حرام نہ ہو۔

﴿۳۹۱﴾ زہد دنیا

اَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُبَصِّرْكَ اللّٰهُ عَوْرَاتِهَا، وَلَا تَغْفُلْ فَلَسْتَ بِمَغْفُولٍ عَنْكَ!

دنیا سے بے تعلق رہو تا کہ اللہ تم میں دنیا کی برائیوں کا احساس پیدا کرے اور غافل نہ ہو اس لیے کہ تمہاری طرف سے غافل نہیں ہوا جائے گا۔

﴿۳۹۲﴾ تا مرد سخن گفتہ باشد

تَکَلَّمُوا تُعْرَفُوا، فَإِنَّ الْمَرْءَ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ.

بات کرو تا کہ پہچانے جا کیونکہ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے.

﴿۳۹۳﴾ طلب دنیا

خُذْ مِنَ الدُّنْيَا مَا أَتَاکَ، وَتَوَلَّ عَمَّا تَوَلّٰی عَنْکَ: فَإِنْ اَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَاجْمِلْ فِی الطَّلَبِ.

جو دنیا سے تمہیں حاصل ہوا اسے لے لو اور جو چیز رخ پھیر لے اس سے منہ موڑے رہو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو پھر تحصیل و طلب میں میانہ روی اختیار کرو.

﴿۳۹۴﴾ بات کا اثر

رُبَّ قَوْلٍ اَنْفَذُ مِنْ صَوْلٍ. بہت سے کلمے حملہ سے زیادہ اثر و نفوذ رکھتے ہیں.

﴿۳۹۵﴾ قناعت

كُلُّ مُقْتَصَرٍ عَلَيْهِ كَافٍ. جس چیز پر قناعت کر لی جائے وہ کافی ہے.

﴿۳۹۶﴾ دو دن

الْمَنِيَّةُ وَلاَ الدَّنِيَّةُ! وَالتَّقَلُّلُ وَلاَ التَّوَسُّلُ. وَمَنْ لَمْ يُعْطَ قَاعِدًا لَمْ يُعْطَ قَائِمًا، وَالدَّهْرُ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَکَ، وَيَوْمٌ عَلَيْکَ: فَإِذَا كَانَ لَکَ فَلاَ تَبْطَرْ (تبتطر) وَإِذَا كَانَ عَلَيْکَ فَاصْبِرْ!

موت ہو اور ذلت نہ ہو کم ملے اور دوسروں کو وسیلہ بنانا نہ ہو جسے بیٹھے بٹھائے نہیں ملتا

اسے اٹھنے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا زمانہ دو دنوں پر منقسم ہے ایک دن تمہارے موافق اور ایک تمہارے مخالف، جب موافق ہو تو اتراؤ نہیں اور جب مخالف ہو تو صبر کرو.

﴿۳۹۷﴾ مشک

نعمَ الطَّیبُ المِسکُ، خَفِیفٌ مَحمِلُهُ، عَطِرٌ رِیحُهُ.

بہترین خوشبو مشک ہے جس کا ظرف ہلکا اور مہک عطر بار ہے.

﴿۳۹۸﴾ فخر و سر بلندی

ضَعْ فَخرَکَ، وَاحْطُطْ کِبْرَکَ، وَاذْکُرْ قَبْرَکَ.

فخر و سر بلندی کو چھوڑ دو تکبر و غرور کو مٹا اور قبر کو یاد رکھو.

﴿۳۹۹﴾ فرزند و پدر کے حقوق

اِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ حَقًّا، وَاِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ حَقًّا: فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ اَنْ یُطِیعَهُ فِی کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا فِی مَعْصِیَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ: وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ اَنْ یُحَسِّنَ اسْمَهُ، وَیُحَسِّنَ أَدَبَهُ، وَیُعَلِّمَهُ الْقُرآنَ.

ایک حق فرزند کا باپ پر ہوتا ہے اور ایک حق باپ کا فرزند پر ہوتا ہے. باپ کا فرزند پر یہ حق ہے کہ وہ سوائے اللہ کی معصیت کے ہر بات میں اس کی اطاعت کرے اور فرزند کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کا نام اچھا تجویز کرے اچھے اخلاق و آداب سے آراستہ کرے اور قرآن کی اسے تعلیم دے.

﴿۴۰۰﴾ با اثر و بے اثر

اَلْعَیْنُ حَقٌّ، وَالرُّقَیٰ حَقٌّ ، وَالسِّحْرُ حَقٌّ، وَالْفَأْلُ حَقٌّ، وَالطِّیَرَةُ لَیْسَتْ بِحَقٍّ، وَالْعَدْوَیٰ لَیْسَتْ بِحَقٍّ، وَالطِّیْبُ نُشْرَةٌ، وَالْعَسَلُ نُشْرَةٌ، وَالرُّکُوبُ نُشْرَةٌ، وَالنَّظَرُ اِلَی الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ.

چشم بد افسوس، سحر اور فال نیک ان سب میں واقعیت ہے البتہ فال بد اور ایک بیماری کا دوسرے کو لگ جانا غلط ہے، خوشبو سونگھنا، شہد کھانا، سواری کرنا اور سبزے پر نظر کرنا غم و اندوہ اور قلق و اضطراب کو دور کرتا ہے.

طیرہ کے معنی فال بد اور تفال کے معنی فال نیک کے ہوتے ہیں. شرعی لحاظ سے کسی چیز سے برا شگون لینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور یہ صرف توہمات کا کرشمہ ہے اس بدشگونی کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ کیومرث کبیٹوں نے رات کے پہلے حصہ میں مرغ کی اذان سنی اور اتفاق سے اسی رات کو کیومرث کا انتقال ہو گیا جس سے انہیں یہ توہم ہوا کہ مرغ کا بے وقت اذان دینا کسی خبر غم کا پیش خیمہ ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے اس مرغ کو ذبح کر دیا, اور بعد میں مختلف حادثوں کا مختلف چیزوں سے خصوصی تعلق قائم کر لیا گیا.

البتہ فال نیک لینے میں کوئی مضائقہ نہیں. چنانچہ جب ہجرت پیغمبر کے بعد قریش نے یہ اعلان کیا کہ جو آنحضرت کو گرفتار کرے گا, تو اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے تو ابو بریدہ اسلمی اپنے قبیلہ کے ستر آدمیوں کے ہمراہ آپ کے تعاقب میں روانہ ہوا . اور جب ایک منزل پر آمنا سامنا ہوا تو آنحضرت نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا کہ بریدہ ابن خصیب۔ حضرت نے یہ نام سنا تو فرمایا برادمرنا ہمارا معاملہ خوشگوار ہو گیا. پھر پوچھا کہ کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے کہا کہ اسلم سے. تو فرمایا کہ سلمنا ہم نے سلامتی پائی. پھر دریافت کیا کہ کس شاخ سے ہو اس نے کہا کہ

بنی سہم سے. تو فرمایا کہ خرج سھمک تمہارا تیر نکل گیا. بریدہ اس انداز سے گفتگو اور حسن گفتار سے بہت متاثر ہوا. اور پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ محمد ابن عبداللہ یہ سن کر بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا. اشھد انک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے انعام سے دستبردار ہو کر دولت ایمان سے مالا مال ہو گیا.

﴿۴۰۱﴾ اخلاق میں ہم آہنگی

مُقَارَبَةُ (مفارقة) النَّاسِ فِي اَخْلاَقِهِمْ اَمْنٌ مِنْ غَوَائِلِهِمْ.

لوگوں سے ان کے اخلاق واطوار میں ہمرنگ ہونا ان کے شر سے محفوظ ہو جانا ہے.

﴿۴۰۲﴾ بے محل گفتگو

لبعض مخاطبيه، وقد تكلم بكلمة يستصغر مثله عن قول مثلها: لقد طرت شكيرا، وهدرت سقبا.

ایک ہم کلام ہونے والے سے کہ جس نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر ایک بات کہی تھی, فرمایا تم پر نکلتے ہی اڑنے لگے اور جوان ہونے سے پہلے بلبلانے لگے.

سید رضی فرماتے ہیں کہ اس فقرہ میں شکیر سے مراد وہ پر ہیں جو پہلے پہل نکلتے ہیں اور ابھی مضبوط و مستحکم نہیں ہونے پاتے اور سقب اونٹ کے بچے کو کہتے ہیں اور وہ اس وقت بلبلاتا ہے جب جوان ہوتا ہے.

﴿۴۰۳﴾ طلب الکل فوت الکل

مَنْ أَوْمَأَ اِلَىٰ مُتَفَاوِتٍ خَذَلَتْهُ الْحِيَلُ.

جو شخص مختلف چیزوں کا طلب گار ہوتا ہے اس کی ساری تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں.

﴿۴۰۴﴾ لاحول ولاقوۃ کے معنی

وَقَدْ سُئِلَ عن معنی قولهم: (لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) اِنَّا لَانَمْلِکُ مَعَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَلَانَمْلِکُ اِلَّا مَا مَلَّکَنَا: فَمَتیٰ مَلَّکَنَا مَاهُوَ اَمْلَکُ بِهِ مِنَّا کَلَّفَنَا، وَمَتیٰ اَخَذَهُ مِنَّا وَضَعَ تَکْلِيْفَهُ عَنَّا.

حضرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ ،قوت وتوانائی نہیں مگر اللہ کے سبب سے ،کے معنی دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا کہ ہم خدا کے ساتھ کسی چیز کے مالک نہیں اس نے جن چیزوں کا ہمیں مالک بنایا ہے بس ہم انہیں پر اختیار رکھتے ہیں . تو جب اس نے ہمیں ایسی چیز کا مالک بنایا جس پر وہ ہم سے زیادہ اختیار رکھتا ہے تو ہم پر شرعی ذمہ داریاں عائد کیں اور جب اس چیز کو واپس لے گا تو ہم سے اس ذمہ داری کو بھی برطرف کردے گا .

مطلب یہ ہے کہ انسان کو کسی شے پر مستقلا تملک واختیار حاصل نہیں بلکہ یہ حق ملکیت وقوت تصرف قدرت کا بخشا ہوا ایک عطیہ ہے اور جب تک یہ تملک واختیار باقی رہتا ہے . تکلیف شرعی برقرار رہتی ہے اور اسے سلب کرلیا جاتا ہے تو تکلیف بھی برطرف ہوجاتی ہے . کیونکہ ایسی صورت میں تکلیف کا عائد کرنا تکلیف مالایطاق ہے جو کسی حکیم ودانا کی طرف سے عائد نہیں ہوسکتی . چنانچہ اللہ سبحانہ نے اعضاو جوارح میں اعمال کے بجالانے کی قوت ودیعت فرمانے کے بعد ان سے تکلیف متعلق کی . لہذا جب تک یہ قوت باقی رہے گی ان سے تکلیف کا تعلق رہے گا اور اس قوت کے سلب کرلینے کے بعد تکلیف بھی برطرف ہوجائے گی , جیسے زکوۃ کا فریضہ اسی وقت عائد ہوتا ہے جب دولت ہو اور جب دولت چھین لے گا تو اس کے نتیجہ میں زکوۃ کا وجوب بھی ساقط کردے گا ، کیونکہ ایسی صورت میں تکلیف کا عائد کرنا عقلا قبیح ہے .

﴿۴۰۵﴾ مغیرہ ابن شعبہ

لعمار بن یاسر، وقد سمعه يراجع المغيرة بن شعبة كلاما: دَعْهُ يَا عَمَّارُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَأخُذْ مِنَ الدِّيْنِ إلَّا مَاقَارَبَهُ مِنَ الدُّنْيَا، وَعَلَىٰ عَمْدٍ لَبَسَ عَلَىٰ نَفْسِهِ، لِيَجْعَلَ الشُّبُهَاتِ عَاذِرًا لِسَقَطَاتِهِ.

عمار بن یاسر کو جب مغیرہ ابن شعبہ سے سوال و جواب کرتے سنا تو ان سے فرمایا: اے عمار اسے چھوڑ دو اس نے دین سے بس وہ لیا ہے جو اسے دنیا سے قریب کرے اور اس نے جان بوجھ کر اپنے کو اشتباہ میں ڈال رکھا ہے تا کہ ان شبہات کو اپنی لغزشوں کے لیے بہانہ قرار دے سکے۔

﴿۴۰۶﴾ تواضع وخودداری

مَا أَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْاَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ طَلَبًا لِمَا عِنْدَ اللّٰهِ! وَأَحْسَنُ مِنْهُ تِيهُ الْفُقَرَاءِ عَلَىٰ الْأَغْنِيَاءِ اتِّكَالاً عَلَىٰ اللّٰهِ.

اللہ کے یہاں اجر کے لیے دولتمندوں کا فقیروں سے عجز وانکساری برتنا کتنا اچھا ہے اور اس سے اچھا فقرا کا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دولتمندوں کے مقابلہ میں غرور سے پیش آنا ہے۔

﴿۴۰۷﴾ عقل

مَا اسْتَوْدَعَ اللّٰهُ امْرَأً عَقْلاً إلَّا اسْتَنْقَذَهُ بِهِ يَوْمًامَا!

اللہ نے کسی شخص کو عقل ودیعت نہیں کی ہے مگر یہ کہ وہ کسی دن اس کے ذریعہ سے اسے تباہی سے بچائے گا۔

﴿۴۰۸﴾ حق سے ٹکراؤ

مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَهُ۔ جو حق سے ٹکرائے گا حق اسے پچھاڑ دے گا.

﴿۴۰۹﴾ دل

اَلْقَلْبُ مُصْحَفُ الْبَصَرِ. دل آنکھوں کا صحیفہ ہے.

﴿۴۱۰﴾ تقویٰ

التُّقَىٰ رَئِيسُ الْأَخْلَاقِ. تقوی تمام خصلتوں کا سرتاج ہے.

﴿۴۱۱﴾ استاد کا احترام

لَا تَجْعَلَنَّ ذَرَبَ لِسَانِکَ عَلَىٰ مَنْ اَنْطَقَکَ وَبَلَاغَةَ قَوْلِکَ عَلَىٰ مَنْ سَدَّدَکَ.

جس ذات نے تمہیں بولنا سکھایا ہے اسی کے خلاف اپنی زبان کی تیزی صرف نہ کرو اور جس نے تمہیں راہ پر لگایا ہے اس کے مقابلہ میں فصاحت گفتار کا مظاہرہ نہ کرو.

﴿۴۱۲﴾ آراستگی نفس

كَفَاکَ اَدَبًا لِنَفْسِکَ اَجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِکَ.

تمہارے نفس کی آراستگی کے لیے یہی کافی ہے کہ جس چیز کو اوروں کے لیے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کرو.

﴿۴۱۳﴾ قہری صبر

مَنْ صَبَرَ صَبْرَ الْأَحْرَارِ، وَاِلَّا سَلَا سُلُوَّ الْاِغْمَارِ.

جوانمردوں کی طرح صبر کرے نہیں تو سادہ لوحوں کی طرح بھول بھال کر چپ ہو گا.

﴿۴۱۴﴾ تعزیت

وفی خبر آخر انهٗ قال لاشعث بن قیس معزیا عن ابن له: اِنْ صَبَرْتَ صَبْرَ الْأَكَارِمِ، وَاِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَائِمِ.

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اشعث ابن قیس کو تعزیت دیتے ہوئے فرمایا اگر بزرگوں کی طرح تم نے صبر کیا تو خیر! ورنہ چوپاؤں کی طرح ایک دن بھول جاؤ گے.

﴿۴۱۵﴾ دنیا کی حالت

فی صفة الدنیا: تَغُرُّ وَتَضُرُّ وَتَمُرُّ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَرْضَهَا ثَوَابًا لِأَوْلِیَائِهِ، وَلاَ عِقَابًا لاَعْدَائِهِ، وَاِنَّ اَهْلَ الدُّنْیَا کَرَکْبٍ بَیْنَاهُمْ حَلُّوا اِذْ صَاحَ بِهِمْ سَائِقُهُمْ فَارْتَحَلُوا.

دنیا کے متعلق فرمایا: دنیا دھوکے باز نقصان رساں اور رواں دواں ہے، اللہ نے اپنے دوستوں کے لیے اسے بطور ثواب پسند نہیں کیا اور نہ دشمنوں کے لیے اسے بطور سزا پسند کیا اہل دنیا سواروں کے مانند ہیں کہ ابھی انہوں نے منزل کی ہی تھی کہ ہنکانے والے نے انہیں للکارا اور چل دیئے.

﴿۴۱۶﴾ امام حسنؑ کو ہدایت

وقال لابنه الحسن علیه السلام لاَ تُخَلِّفَنَّ وَرَاءَکَ شَیْئًا مِنَ الدُّنْیَا، فَاِنَّکَ تُخَلِّفُهُ لِأَحَدِ رَجُلَیْنِ: اِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِیْهِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِیْتَ بِهِ، وَاِمَّا رَجُلٌ عَمِلَ فِیْهِ بِمَعْصِیَةِ اللّٰهِ فَشَقِیَ بِمَا جَمَعْتَ لَهُ: فَکُنْتَ عَوْنًا لَهُ عَلٰی

مَعۡصِیَتِهٖ، وَلَیۡسَ اَحَدُ هٰذَیۡنِ حَقِیۡقًا اَنۡ تُؤۡثِرَهٗ عَلٰی نَفۡسِکَ.

اپنے فرزند حسن علیہ السلام سے فرمایا: اے فرزند دنیا کی کوئی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑ و .اس لیے کہ تم دو 2 میں سے ایک کے لیے چھوڑ و گے .ایک وہ جو اس مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے گا تو جو مال تمہارے لیے بدبختی کا سبب بنا وہ اس کے لیے راحت وآرام کا باعث ہوگا. یا وہ ہوگا جو اسے خدا کی معصیت میں صرف کرے, تو وہ تمہارے جمع کردہ مال کی وجہ سے بد بخت ہوگا اور اس صورت میں تم خدا کی معصیت میں اس کے معین و مددگار ہو گے, اور ان دونوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو.

سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام ایک دوسری صورت میں بھی روایت کیا گیا ہے جو یہ ہے جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے تم سے پہلے اس کے مالک دوسرے تھے اور یہ تمہار بعد دوسروں کی طرف پلٹ جائے گا اور تم میں سے دو میں سے ایک کے لیے جمع کرنے والے ہو ایک وہ جو تمہارے جمع کئے ہوئے مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے گا. تو جو مال تمہارے لیے بدبختی کا سبب ہوا وہ اس کے لیے سعادت و نیک بختی کا سبب ہوگا وہ جو اس مال سے اللہ کی معصیت کرے تو جو تم نے اس کے لیے جمع کیا وہ تمہارے لیے بدبختی کا سبب ہوگا اور ان دونوں میں سے ایک بھی اس قابل نہیں کہ اسے اپنی پشت کو گرانبار کرو جو گزر گیا اس کے لیے اللہ کی رحمت اور جو باقی رہ گیا ہے اس کے لیے رزق الہی کے امیدوار رہو.

﴿۴۱۷﴾ استغفار کے معنی

لِقَائِلٍ قَالَ بِحَضۡرَتِهٖ: (اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ) ثَکِلَتۡکَ اُمُّکَ، اَتَدۡرِیۡ مَا الۡاِسۡتِغۡفَارُ؟ اَلۡاِسۡتِغۡفَارُ دَرَجَةُ الۡعِلِّیِّیۡنَ، وَهُوَ اسۡمٌ وَاقِعٌ عَلٰی سِتَّةِ مَعَانٍ: اَوَّلُهَا النَّدَمُ عَلٰی مَا مَضٰی، وَالثَّانِی الۡعَزۡمُ عَلٰی تَرۡکِ الۡعَوۡدِ اِلَیۡهِ اَبَداً، وَالثَّالِثُ اَنۡ

تُؤَدِّيَ اِلَى الْمَخْلُوقِيْنَ حُقُوقَهُمْ حَتَّى تَلْقَى اللّٰهَ اَمْلَسَ لَيْسَ عَلَيْكَ تَبِعَةٌ، وَالرَّابِعُ اَنْ تَعْمِدَ اِلَى كُلِّ فَرِيْضَةٍ عَلَيْكَ ضَيَّعْتَهَا فَتُؤَدِّيَ حَقَّهَا، وَالْخَامِسُ اَنْ تَعْمِدَ اِلَى اللَّحْمِ الَّذِي نَبَتَ عَلَى السُّحْتِ فَتُذِيْبَهُ بِالْاَحْزَانِ، حَتَّى تُلْصِقَ الْجِلْدَ بِالْعَظْمِ، وَيَنْشَأَ بَيْنَهُمَا لَحْمٌ جَدِيْدٌ، وَالسَّادِسُ اَنْ تُذِيْقَ الْجِسْمَ اَلَمَ الطَّاعَةِ كَمَا اَذَقْتَهُ حَلَاوَةَ الْمَعْصِيَةِ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُوْلُ: (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)

ایک کہنے والے نے آپ کے سامنے استغفر اللہ کہا. تو آپ نے اس سے فرمایا.

تمہاری ماں تمہارا سوگ منائے کچھ معلوم بھی ہے کہ استغفار کیا ہے؟استغفار بلند منزلت لوگوں کا مقام ہے اور یہ ایک ایسا لفظ ہے جو چھ باتوں پر حاوی ہے پہلے کہ جو ہو چکا اس پر نادم ہو, دوسرے ہمیشہ کے لیے اس کے مرتکب نہ ہونے کا تہیہ کرنا، تیسرے یہ کہ مخلوق کے حقوق ادا کرنا یہاں تک کہ اللہ کے حضور میں اس حالت میں پہنچو کہ تمہارا دامن پاک وصاف اور تم پر کوئی مواخذہ نہ ہو. چوتھے یہ کہ جو فرائض تم پر عائد کئے ہوئے تھے, اور تم نے انہیں ضائع کر دیا تھا. انہیں اب پورے طور پر بجالا. پانچویں یہ کہ جو گوشت کل حرام سے نشو ونما پاتا رہا ہے اس کو غم واندوہ سے پگھلا یہاں تک کے کھال کو ہڈیوں سے ملا دو کہ پھر سے ان دونوں کے درمیان نیا گوشت پیدا ہو, چھٹے یہ کہ اپنے جسم کو اطاعت کے رنج سے آشنا کرو جس طرح اسے گناہ کی شیرینی سے لذت اندوز کیا ہے، تو اب کہو استغفر اللہ.

﴿۴۱۸﴾ حلم و بردباری

اَلْحِلْمُ عَشِيْرَةٌ. حلم وتحمل ایک پورا قبیلہ ہے.

﴿۴۱۹﴾ بے بسی

مِسْكِيْنٌ اَبْـنُ آدَمَ: مَكْتُومُ الْأَجَلِ، مَكْنُونُ الْعِلَلِ، مَحْفُوظُ الْعَمَلِ. تُؤْلِمُهُ الْبَقَّةُ وَتَقْتُلُهُ الشَّرْقَةُ وَتُنْتِنُهُ الْعَرْقَةُ.

بیچارہ آدمی کتنا بے بس ہے موت اس سے نہاں ، بیماریاں اس سے پوشیدہ اور اس کے اعمال محفوظ ہیں مچھر کے کاٹنے سے چیخ اٹھتا ہے اچھو لگنے سے مر جاتا ہے اور پسینہ اس میں بدبو پیدا کر دیتا ہے.

﴿۴۲۰﴾ بے پاک نگاہیں

وروی انہٗ کان جالسا فی اصحابہ، فمرت بھم امراۃ جمیلۃ، فرمقھا القوم بابصارھم، فقالؑ: اِنَّ اَبْصَارَ هٰذِهِ الْفُحُولِ طَوَامِحُ: وَاِنَّ ذٰلِكَ سَبَبٌ هَبَابِهَا، فَاِذَا نَظَرَ اَحَدُ كُمْ اِلَىٰ اَمْرَاةٍ تُعْجِبُهُ فَلْيُلَامِس اَهْلَهُ، فَاِنَمَا هِيَ اَمْرَاةٌ كَامْرَاتِهِ.

فَقَال رجل من الخوارج: (قاتله الله کافرا ما افقهه) فوثب القوم لیقتلوه فقالؑ : رویدا انما هو سب بسب، او عفو عن ذنب!

وارد ہوا ہے کہ حضرت اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے ، کہ ان کے سامنے سے ایک حسین عورت کا گزر ہوا جسے انہوں نے دیکھنا شروع کیا جس پر حضرت نے فرمایا:

ان مردوں کی آنکھیں تاکنے والی ہیں اور یہ نظر بازی ان کی خواہشات کو برانگیختہ کرنے کا سبب ہے لہذا تم میں سے کسی کی نظر ایسی عورت پر پڑے کہ جو اسے اچھی معلوم ہو تو اسے اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ عورت بھی اس عورت کے مانند ہے. یہ سن کر

ایک خارجی نے کہا کہ خدا اس کافر کو قتل کرے یہ کتنا بڑا فقیہ ہے. یہ سن کر لوگ اسے قتل کرنے اٹھے. حضرت نے فرمایا کہ ٹھہرو! زیادہ سے زیادہ گالی کا بدلہ گالی ہو سکتا ہے, یا اس کے گناہ ہی سے درگزر کرو.

﴿۴۲۱﴾ عقل کی رہبری

كَفَاكَ مِنْ عَقْلِكَ مَا اَوْضَحَ لَكَ سُبُلَ غَيِّكَ مِنْ رُشْدِكَ.

اتنی عقل تمہارے لیے کافی ہے کہ جو گمراہی کی راہوں کو ہدایت کے راستوں سے الگ کر کے تمہیں دکھا دے۔

﴿۴۲۲﴾ چھوٹی اور بڑی نیکی

اِفْعَلُوا الْخَيْرَ وَلاَ تَحْقِرُوا مِنْهُ شَيْئًا، فَاِنَّ صَغِيْرَهُ كَبِيْرٌ وَقَلِيْلَهُ كَثِيْرٌ، وَلاَ يَقُولَنَّ اَحَدُكُمْ : اِنَّ أَحَدًا اَوْلَىٰ بِفِعْلِ الْخَيْرِ مِنِّى، فَيَكُونَ وَاللّٰهِ كَذٰلِكَ، اِنَّ لِلْخَيْرِ وَالشَّرِّ اَهْلاً، فَمَا تَرَكْتُمُوهُ مِنْهُمَا كَفَاكُمُوهُ اَهْلُهُ.

اچھے کام کرو اور تھوڑی سی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ کیونکہ چھوٹی سی نیکی بھی بڑی اور تھوڑی سی بھلائی بھی بہت ہے۔ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اچھے کام کے کرنے میں کوئی دوسرا مجھ سے زیادہ سزاوار ہے۔ ورنہ خدا کی قسم ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ کچھ نیکی والے ہوتے ہیں اور کچھ برائی والے، جب تم نیکی یا بدی کسی ایک کو چھوڑ دو گے، تو تمہارے بجائے اس کے اہل اسے انجام دے کر رہیں گے

﴿۴۲۳﴾ اللہ سے خوش معاملگی

مَنْ اَصْلَحَ سَرِيْرَتَهُ اَصْلَحَ اللّٰهُ عَلاَنِيَتَهُ، وَمَنْ عَمِلَ لِدِيْنِهِ كَفَاهُ اللّٰهُ اَمْرَ دُنْيَاهُ

وَمَنْ اَحْسَنَ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ اَحْسَنَ اللّٰهُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ.

جو اپنے اندرونی حالات کو درست رکھتا ہے خدا اس کے ظاہر کو بھی درست کر دیتا ہے۔ اور جو دین کے لیے سرگرم عمل ہوتا ہے، اللہ اس کے دنیا کے کاموں کو پورا کر دیتا ہے اور جو اپنے اور اللہ کے درمیان خوش معاملگی رکھتا ہے۔ خدا اس کے اور بندوں کے درمیان کے معاملات ٹھیک کر دیتا ہے۔

﴿۴۲۴﴾ حلم و عقل

اَلْحِلْمُ غِطَاءٌ سَاتِرٌ، وَالْعَقْلُ حُسَامٌ قَاطِعٌ فَاسْتُرْ خَلَلَ خُلُقِكَ بِحِلْمِكَ وَقَاتِلْ هَوَاكَ بِعَقْلِكَ.

حلم و تحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے۔ لہذا اپنے اخلاق کے کمزور پہلو کو حلم و بردباری سے چھپا اور اپنی عقل سے خواہش نفسانی کا مقابلہ کرو۔

﴿۴۲۵﴾ حقوق نعمت

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَخْتَصُّهُمُ اللّٰهُ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ، فَيُقِرُّهَا فِي اَيْدِيْهِمْ مَا بَذَلُوهَا: فَاِذَا مَنَعُوهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ، ثُمَّ حَوَّلَهَا اِلٰى غَيْرِهِمْ.

بندوں کی منفعت رسائی کے لیے اللہ کچھ بندگان خدا کو نعمتوں سے مخصوص کر لیتا ہے۔ لہذا جب تک وہ دیتے دلاتے رہتے ہیں، اللہ ان نعمتوں کو ان کے ہاتھوں میں برقرار رکھتا ہے اور جب ان نعمتوں کو روک لیتے ہیں تو اللہ ان سے چھین کر دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

﴿۴۲۶﴾ صحت و ثروت

لَا يَنْبَغِي لِلْعَبْدِ اَنْ يَثِقَ بِخَصْلَتَيْنِ: الْعَافِيَةِ، وَالْغِنٰى: بَيْنَا تَرَاهُ مُعَافًى اِذْ

سَقِمَ، وَبَيْنَا تَرَاهُ غَنِيًّا اِذَا افْتَقَرَ.

کسی بندے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو چیزوں پر بھروسا کرے ایک صحت اور دوسرے دولت کیونکہ ابھی تم کسی کو تندرست دیکھ رہے تھے، کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیمار پڑ جاتا ہے اور ابھی تم اسے دولتمند دیکھ رہے تھے کہ فقیر و نادار ہو جاتا ہے۔

﴿۴۲۷﴾ اللہ کا شکوہ

مَنْ شَكَا الْحَاجَةَ اِلَىٰ مُؤْمِنٍ فَكَأَنَّهُ شَكَاهَا اِلَىٰ اللّٰهِ، وَمَنْ شَكَاهَا اِلَىٰ كَافِرٍ فَكَأَنَّمَا شَكَا اللّٰهَ.

جو شخص اپنی حاجت کا گلہ کسی مرد مومن سے کرتا ہے۔ گویا اس نے اللہ کے سامنے اپنی شکایت پیش کی۔ اور جو کافر کے سامنے گلہ کرتا ہے گویا اس نے اپنے اللہ کی شکایت کی۔

﴿۴۲۸﴾ عید

فِي بعض الاعياد: اِنَّمَا هُوَ عِيْدٌ لِمَنْ قَبِلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ وَشَكَرَ قِيَامَهُ، وَكُلُّ يَوْمٍ لَا يُعْصَىٰ اللّٰهُ فِيْهِ فَهُوَ عِيْدٌ.

ایک عید کے موقع پر فرمایا: عید صرف اس کے لیے ہے جس کے روزوں کو اللہ نے قبول کیا ہو، اور اس کے قیام نماز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہو اور ہر وہ دن کہ جس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید کا دن ہے۔

اگر حس وضمیر زندہ ہو تو گناہ کی تکلیف دہ یاد سے اطمینان قلب جاتا رہتا ہے کیونکہ طمانیت و مسرت اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب روح گناہ کے بوجھ سے ہلکی اور دامن معصیت کی آلائش سے پاک ہو اور سچی خوشی زمانہ اور وقت کی پابند نہیں ہوتی بلکہ انسان جس دن چاہے گناہ سے بچ

کر اس مسرت سے کیف اندوز ہو سکتا ہے اور یہی مسرت حقیقی مسرت اور عید کا پیغام ہوگی۔

﴿۴۲۹﴾ حسرت واندوہ

اِنَّ اَعْظَمَ الْحَسَرَاتِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَسْرَۃُ رَجُلٍ کَسَبَ مَالاً فِی غَیْرِ طَاعَۃِ اللّٰہِ، فَوَرِثَہُ رَجُلٌ فَاَنْفَقَہُ فِی طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہُ، فَدَخَلَ بِہِ الْجَنَّۃَ، وَدَخَلَ الْاَوَّلُ بِہِ النَّارَ.

قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اس شخص کی ہوگی جس نے اللہ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہو، اور اس کا وارث وہ شخص ہوا ہو جس نے اسے اللہ کی اطاعت میں صرف کیا ہو کہ یہ تو اس مال کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا، اور پہلا اس کی وجہ سے جہنم میں گیا۔

﴿۴۳۰﴾ ناکام کوشش

اِنَّ اَخْسَرَ النَّاسِ صَفْقَۃً، وَاَخْیَبُھُمْ سَعْیًا، رَجُلٌ اَخْلَقَ بَدَنَہُ فِی طَلَبِ مَالِہِ، وَلَمْ تُسَاعِدْہُ الْمَقَادِیْرُ عَلٰی اِرَادَتِہِ، فَخَرَجَ مِنَ الدُّنْیَا بِحَسْرَتِہِ، وَقَدِمَ عَلَی الْاٰخِرَۃِ بِتَبِعَتِہِ

لین دین میں سب سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والا اور دوڑ دھوپ میں سب سے زیادہ ناکام ہونے والا وہ شخص ہے جس نے مال کی طلب میں اپنے بدن کو بوسیدہ کر ڈالا ہو۔ مگر تقدیر نے اس کے ارادوں میں اس کا ساتھ نہ دیا ہو۔ لہذا وہ دنیا سے بھی حسرت لیے ہوئے گیا اور آخرت میں بھی اس کی پاداش کا سامنا کیا۔

﴿۴۳۱﴾ رزق وروزی

اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: طَالِبٌ، وَمَطْلُوبٌ : فَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا طَلَبَہُ الْمَوْتُ حَتّٰی یُخْرِجَہُ عَنْھَا، وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَۃَ طَلَبَتْہُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَسْتَوْفِیَ رِزْقَہُ مِنْھَا.

رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو خود ڈھونڈتا ہے اور ایک وہ جسے ڈھونڈا جاتا ہے چنانچہ جو دنیا کا طلبگار رہتا ہے، موت اس کو ڈھونڈتی ہے۔ یہاں تک کہ دنیا سے اسے نکال باہر کرتی ہے اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہوتا ہے، دنیا خود اسے تلاش کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے تمام وکمال اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے.

﴿۴۳۲﴾ دوستان خدا

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ ھُمُ الَّذِیْنَ نَظَرُوا اِلٰی بَاطِنِ الدُّنْیَا اِذَا نَظَرَ النَّاسُ اِلٰی ظَاھِرِھَا، وَاشْتَغَلُو بِآجِلِھَا اِذَا اشْتَغَلَ النَّاسُ بِعَاجِلِھَا، فَأَمَاتُوا مِنْھَا مَاخَشُوا اَنْ یُمِیْتَھُمْ، وَتَرَکُوا مِنْھَا مَاعَلِمُوا اَنَّهُ سَیَتْرُکُھُمْ، وَرَاَوْا اسْتِکْثَارَ غَیْرِھِمْ مِنْھَا اسْتِقْلَالاً، وَدَرَکَھُمْ لَھَا فَوْتًا، اَعْدَاءُ مَاسَالَمَ النَّاسُ، وَسَلَّمُ مَا عَادَیٰ النَّاسُ! بِھِمْ عُلِمَ الْکِتَابُ وَبِهٖ عَلِمُوا، وَبِھِمْ قَامَ الْکِتَابُ وَبِهٖ قَامُوا، لَا یَرَوْنَ مَرْجُواً فَوْقَ مَا یَرْجُونَ، وَلَا مَخُوفًا فَوْقَ مَا یَخَافُونَ.

دوستان خدا وہ ہیں کہ جب لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کے باطن پر نظر کرتے ہیں اور جب لوگ اس کی جلد میسر آ جانے والی نعمتوں میں کھو جاتے ہیں، تو وہ آخرت میں حاصل ہونے چیزوں میں منہمک رہتے ہیں اور جن چیزوں کے متعلق انہیں یہ کھٹکا تھا کہ وہ انہیں تباہ کریں گی، انہیں تباہ کر کے رکھ دیا اور جن چیزوں کے متعلق انہوں نے جان لیا کہ وہ انہیں چھوڑ دینے والی ہیں انہیں انہوں نے خود چھوڑ دیا اور دوسروں کے دنیا زیادہ سمیٹنے کو کم خیال کیا، اور اسے حاصل کرنے کو کھونے کے برابر جانا۔ وہ ان چیزوں کے دشمن ہیں جن سے دوسروں کی دوستی ہے اور ان چیزوں کے دوست ہیں جن سے

اوروں کو دشمنی ہے ان کے ذریعہ سے قرآن کا علم حاصل ہوا قرآن کے ذریعہ سے ان کا علم ہوا اوران کے ذریعہ سے کتاب خدا محفوظ اور وہ اس کے ذریعہ سے برقرار رہیں۔ وہ جس چیز کی امید رکھتے ہیں اس سے کسی چیز کو بلند نہیں سمجھتے اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے زیادہ کسی شے کو خوفناک نہیں جانتے.

﴿۴۳۳﴾ موت کی یاد

اذکروا انقطاع اللذات ،وبقاء التبعات.

لذتوں کے ختم ہونے اور پاداشوں کے باقی رہنے کو یادرکھو۔

﴿۴۳۴﴾ آزمائش

اَخبُرُ تَقلِه۔ آزماؤ تا کہ اس سے نفرت کرو۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے اس فقرے کی جناب رسالت مآب سے روایت کی ہے، مگر اس کے کلام امیر المومنین علیہ السلام ہونے کے مویدات میں سے ہے وہ جسے ثعلب نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن اعرابی نے بیان کیا کہ ماموں نے کہا کہ اگر حضرت علی علیہ السلام نے یہ نہ کہا ہوتا کہ آزما تا کہ اس سے نفرت کرو. تو میں یوں کہتا کہ دشمنی کرو اس سے تا کہ آزماؤ۔

﴿۴۳۵﴾ شکر دعا اور توبہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَفْتَحَ عَلىٰ عَبْدٍ بَابَ الشُّكْرِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الزِّيَادَةِ، وَلاَ لِيَفْتَحَ عَلىٰ عَبْدٍ بَابَ الدُّعَاءِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الْاِجَابَةِ، وَلاَ لِيَفْتَحَ لِعَبْدٍ بَابَ التَّوْبَةِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الْمَغْفِرَةِ.

ایسا نہیں کہ اللہ کسی بندے کے لیے شکر کا دروازہ کھولے اور نعمتوں کی افزائش کا دروازہ بند کردے اور کسی بندے کے لیے دعا کا دروازہ کھولے اور در قبولیت کو اس کے لیے بند رکھے اور کسی بندے کے لیے توبہ کا دروازہ کھولے اور مغفرت کا دروازہ اس کے لیے بند کردے۔

﴿۴۳۶﴾ رگ شرافت

اَوْلَیٰ النَّاسِ بِالْكَرَمِ مَنْ عُرِفَتْ بِهِ الْكِرَامُ.

لوگوں میں سب سے زیادہ کرم و بخشش کا وہ اہل ہے جس کا رشتہ اشراف سے ملتا ہو۔

﴿۴۳۷﴾ عدل و جود

وسئل ؑ ایھما افضل: العدل ، او الجود؟ فقال ؑ: اَلْعَدْلُ يَضَعُ الْأُمُورَ مَوَاضِعَهَا، وَالْجُودُ يُخْرِجُهَا مِنْ جِهَتِهَا، وَالْعَدْلُ سَائِسٌ عَامٌّ، وَالْجُودُ عَارِضٌ خَاصٌّ ، فَالْعَدْلُ اَشْرَفُهُمَا وَاَفْضَلُهُمَا.

آپ سے دریافت کیا گیا کہ عدل بہتر ہے یا سخاوت؟ فرمایا عدل تمام امور کو ان کے موقع و محل پر رکھتا ہے، اور سخاوت ان کو ان کی حدوں سے باہر کر دیتی ہے عدل سب کی نگہداشت کرتا ہے، اور سخاوت اسی سے مخصوص ہوگی۔ جسے دیا جائے۔ لہذا عدل سخاوت سے بہتر و برتر ہے۔

﴿۴۳۸﴾ جہالت

اَلنَّاسُ اَعْدَاءُ مَاجَهِلُوا.

لوگ جس چیز کو نہیں جانتے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

﴿۴۳۹﴾ زہد کی تعریف

الزُّهْدُ كُلُّهُ بَيْنَ كَلِمَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ: قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: (لِكَيْلَا تَاسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ) وَمَنْ لَمْ يَاسَ عَلَى الْمَاضِي، وَلَمْ يَفْرَحْ بِالْآتِي فَقَدْ اَخَذَ الزُّهْدَ بِطَرَفَيْهِ.

زہد کی مکمل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے ارشاد الٰہی ہے۔ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو، اور جو چیز خدا تمہیں دے اس پر اترانا نہیں لہذا جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر اتراتا نہیں، اس نے زہد کو دونوں سمتوں سے سمیٹ لیا۔

﴿۴۴۰﴾ غفلت

مَا اَنْقَضَ النَّوْمَ لِعَزَائِمِ الْيَوْمِ:

نیند دن کی مہموں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے۔

﴿۴۴۱﴾ حکومت

الْوِلَايَاتُ مَضَامِيرُ الرِّجَالِ. حکومت لوگوں کے لیے آزمائش کا میدان ہے.

﴿۴۴۲﴾ بہترین شے

لَيْسَ بَلَدٌ بِأَحَقَّ بِكَ مِنْ بَلَدٍ: خَيْرُ الْبِلَادِ مَاحَمَلَكَ.

تمہارے لیے ایک شہر دوسرے شہر سے زیادہ حقدار نہیں بلکہ بہترین شہر وہ ہے جو تمہارا بوجھ اٹھائے۔

﴿۴۴۳﴾ مالک اشتر

وَقَد جاءَهُ نَعيُ الاشترؒ: مَالِکٌ وَمَا مَالِکٌ! وَاللّٰهِ لَوْ کَانَ جَبَلاً لَکَانَ فِنْدًا، وَلَوْ کَانَ حَجَراً لَکَانَ صَلْدًا، لاَ یَرْتَقِیهِ الْحَافِرُ، وَلاَ یُوفِی عَلَیْهِ الطَّائِرُ.

جب مالک اشتر رحمتہ اللہ کی خبر شہادت آئی، تو فرمایا:

مالک ! اور مالک کیا شخص تھا۔ خدا کی قسم اگر وہ پہاڑ ہوتا تو ایک کوہ بلند ہوتا، اور اگر وہ پتھر ہوتا تو ایک سنگ گراں ہوتا کہ نہ تو اس کی بلندیوں تک کوئی سم پہنچ سکتا اور نہ کوئی پرندہ وہاں تک پر مار سکتا۔

سید رضی کہتے ہیں کہ فند اس پہاڑ کو کہتے ہیں، جو دوسرے پہاڑوں سے الگ ہو.

﴿۴۴۴﴾ استقلال

قَلِیْلٌ مَدُومٌ عَلَیْهِ خَیْرٌ مِنْ کَثِیْرٍ مَمْلُولٍ مِنْهُ.

وہ تھوڑا عمل جس میں ہمیشگی ہو اس سے زیادہ ہے، جو دل تنگی کا باعث ہو.

﴿۴۴۵﴾ صفات میں ہم رنگی

اِذَا کَانَ فِی رَجُلٍ خَلَّةٌ رَائِقَةٌ فَانْتَظِرُوا اَخَوَاتِهَا.

اگر کسی آدمی میں عمدہ و پاکیزہ خصلت ہو تو ویسی ہی دوسری خصلتوں کے متوقع رہو۔

انسان میں جو بھی اچھی یا بری خصلت پائی جاتی ہے، وہ اس کی افتادہ وطبیعت کی وجہ سے وجود میں آتی ہے اور اگر طبیعت ایک خصلت کی مقتضی ہے، تو اس خصلت سے ملتے جلتے ہوئے دوسرے خصائل کی بھی مقتضی ہو گی۔ اس لیے کہ طبیعت

کے تقاضے دونوں جگہ پر یکساں کارفرما ہوتے ہیں، چنانچہ ایک شخص اگر زکوۃ وخمس ادا

کرتا ہے، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی طبیعت ممسک و بخیل نہیں۔ لہذا اس سے یہ توقع بھی کی جا سکتی ہے کہ وہ دوسرے امور خیر میں بھی خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس سے یہ امید بھی کی جا سکتی ہے، کہ وہ غیبت بھی کرے گا۔ کیونکہ یہ دونوں عادتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔

﴿۴۴۶﴾ غالب ابن صعصعہ

لغالب بن صعصعة ابی الفرزدق فی کلام دار بينهما:

مَـا فَـعَـلَـتْ اِبِـلِـکَ الْـكَـثِـيْـرَةُ؟ قَـالَ : ذَعْذَعَتْهَا الْحُقُوقُ يَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. فَقَالَ: ذٰلِکَ اَحْمَدُ سُبُلِهَا.

فرزدق کے باپ غالب ابن صعصعہ سے باہمی گفتگو کے دوران فرمایا: وہ تمہارے بہت سے اونٹ کیا ہوئے؟ کہا کہ حقوق کی ادائیگی نے انہیں منتشر کر دیا۔ فرمایا کہ: یہ تو ان کا انتہائی اچھا مصرف ہوا۔

﴿۴۴۷﴾ تجارت

مَنِ اتَّجَرَ بِغَيْرِ فِقْهٍ فَقَدْ ارْتَطَمَ فِي الرِّبَا.

جو شخص احکام فقہ کے جانے بغیر تجارت کرے گا، وہ ربا میں مبتلا ہو جائے گا۔

﴿۴۴۸﴾ بڑی مصیبت

مَنْ عَظَّمَ صِغَارَ الْمَصَائِبِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِكِبَارِهَا.

جو شخص ذرا سی مصیبت کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اللہ اسے بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

﴿۴۴۹﴾ عزت نفس

مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ شَهَوَاتُهُ.

جس کی نظر میں خود اپنے نفس کی عزت ہوگی وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو بے وقعت سمجھے گا۔

﴿۴۵۰﴾ مزاح

مَا مَزَحَ امْرُؤٌ (رجل) مَزْحَةً اِلَّا مَجَّ مِنْ عَقْلِهِ مَجَّةً.

کوئی شخص کسی دفعہ ہنسی مذاق نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اپنی عقل کا ایک حصہ اپنے سے الگ کر دیتا ہے۔

﴿۴۵۱﴾ خودداری

زُهْدُكَ فِي رَاغِبٍ فِيكَ نُقْصَانُ حَظٍّ، وَرَغْبَتُكَ فِي زَاهِدٍ فِيكَ ذُلُّ نَفْسٍ.

جو تمہاری طرف جھکے اس سے بے اعتنائی برتنا اپنے خط ونصیب میں خسارہ کرنا ہے، اور جو تم سے بے رخی اختیار کرے، اس کی طرف جھکنا نفس کی ذلت ہے۔

﴿۴۵۲﴾ فقر وغنا

الْغِنىٰ وَالْفَقْرُ بَعْدَ الْعَرْضِ عَلَى اللّٰهِ.

اصل فقر وغنا قیامت میں اللہ کے سامنے پیش ہونے کے بعد ہوگا۔

﴿۴۵۳﴾ عبداللہ ابن زبیر

مَازَالَ الزُّبَيْرُ رَجُلاً مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى نَشَأَ ابْنُهُ الْمَشْؤُومُ عَبْدُ اللّٰهِ.

زبیر ہمیشہ ہمارے گھر کا آدمی رہا یہاں تک کہ اس کا بدبخت بیٹا عبداللہ نمودار ہوا۔

﴿۴۵۴﴾ فقر وغرور

مَا لِابْنِ آدَمَ وَالْفَخرَ: اَوَّلُهُ نُطْفَةٌ، وَآخِرُهُ جِيفَةٌ، وَلا يَرْزُقُ نَفْسَهُ، وَلا يَدْفَعُ حَتْفَهُ.

فرزند آدم کو فخر ومباہات سے کیا ربط، جب کہ اس کی ابتداء نطفہ اور انتہا مردار ہے، وہ نہ اپنے لیے روزی کا سامان کرسکتا ہے، نہ موت کو اپنے سے ہٹا سکتا ہے۔

اگر انسان اپنی تخلیق کی ابتدائی صورت اور جسمانی شکست و ریخت کے بعد کی حالت کا تصور کرے، تو وہ فخر وغرور کے بجائے اپنی حقارت وپستی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگا۔ کیونکہ وہ دیکھے گا کہ ایک وقت تھا، کہ صفحہ ہستی پر اس کا نام ونشان بھی نہ تھا کہ خداوند عالم نے نطفہ کے ایک حقیر قطرہ سے اس کے وجود کی بنیاد رکھی جو شکم مادر میں ایک لوتھڑے کی صورت میں رونما ہوا۔ اور غلیظ خون سے پلتا اور نشو نما پاتا رہا اور جب جسمانی تکمیل کے بعد زمین پر قدم رکھا تو اتنا بے بس اور لاچار کہ نہ بھوک پیاس پر اختیار، نہ مرض وصحت پر قابو، نہ نفع نقصان ہاتھ میں، اور نہ موت وحیات بس میں، نہ معلوم کب ہاتھ پیروں کی حرکت جواب دے جائے حس وشعور کی قوتیں ساتھ چھوڑ جائیں، آنکھوں کا نور چھن جائے اور کانوں کی سماعت سلب ہوجائے، اور کب موت روح کو جسم سے الگ کرے، اور اسے گلنے سڑنے کے لیے چھوڑ جائے، تاکہ چیل، گدھیں اسے نوچیں، یا قبر میں اسے کیڑے کھائیں۔

﴿۴۵۵﴾ امراؤ القیس

وسئل: من اشعر الشعراء؟ فقالؑ: اِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَجْرُوا فِی حَلْبَةٍ تُعْرَفُ الْغَايَةُ عِنْدَ قَصَبَتِهَا، فَاِنْ كَانَ وَلا بُدَّ فَالْمَلِكُ الضَّلِّيلُ. يريد امر القيس.

حضرت سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ فرمایا کہ شعرا کی دوڑ ایک روش پر نہ تھی کہ گوئی سبقت لے جانے سے ان کی آخری حد کو پہچانا جائے اور اگر ایک کو ترجیح دینا ہی ہے تو پھر ملک ضلیل گمراہ بادشاہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شعرا میں موازنہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے، جب ان کے توسن فکر ایک ہی میدان سخن میں جولانیاں دکھائیں اور جب کہ ایک روش دوسرے کی روش سے جدا اور ایک کا اسلوب کلام دوسرے اسلوب کلام سے مختلف ہے، تو یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ کون میدان ہار گیا اور کون سبقت لے گیا۔ چنانچہ مختلف اعتبارات سے ایک دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے، اور اگر کوئی کسی لحاظ سے اور کوئی کسی لحاظ سے شعرا سمجھا جاتا رہا ہے جیسا کہ مشہور مقولہ ہے کہ: عرب کا سب سے بڑا شاعر امراء القیس ہے جب وہ سوار ہوا اور اعشٰی جب وہ کسی چیز کا خواہشمند ہو اور نابغہ جب اسے خوف و ہراس ہو، لیکن اس تقیید کے باوجود امراالقیس حسن تخیل ولطف ومحاکات اور ان چھوتی تشبیہات اور نادر استعارات کے لحاظ سے طبقہ اولی کے شعرا میں سب سے اونچی سطح پر سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے اکثر اشعار عام معیار اخلاق سے گرے ہوئے اور فحش مضامین پر مشتمل ہیں، مگر اس فحش نگاری کے باوجود اس کی فنی عظمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ فن کار صرف فنی زاویہ نگار سے شعر کے حسن وقبح کو دیکھتا ہے اور دوسری حیثیات کو جو فن میں دخیل نہیں ہوتیں، نظرانداز کردیتا ہے۔ بہرحال امراالقیس عرب کا نامور شاعر تھا، اور اس کا باپ حجر کندی سلاطین کندہ کے آخری فرد اور صاحب علم وسپاہ تھا اور بنی تغلب کے مشہور شاعر وسخن ران کلیب اور مہلہل اس کے ماموں ہوتے تھے اس لیے فطری رجحان کے علاوہ یہ اپنے ننھیال کی طرف سے بھی شعر وسخن کا ورثہ دار تھا اور سرزمین نجد کی آزاد فضا اور عیش وتنعم کے گہوارے میں تربیت پانے کی وجہ سے شورہ پستی وسرمستی اس کے ضمیر میں رچ بس گئی تھی۔ چنانچہ حسن وعشق اور نغمہ وشعر کی کیف آور فضاں میں پوری طرح کھوگیا۔ باپ نے باز رکھنا چاہا، مگر اس کا کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی۔ آخر اس نے مجبور ہوکر اسے الگ کردیا الگ ہونے کے بعد اس کے لیے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ پوری طرح عیش وعشرت دینے پر اتر آیا۔ اور جب اپنے باپ کے مارے جانے کی اسے خبر ہوئی تو اس کے قصاص کے لیے کمربستہ ہوا اور مختلف قبیلوں کے چکر لگائے تاکہ ان سے مدد

حاصل کرے اور جب کہیں سے امداد حاصل نہ ہوئی، تو قیصر روم کے ہاں جا پہنچا اور اس سے مدد کا طالب ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں بھی اس نے ایک ناشائستہ حرکت کی جس سے قیصر روم نے اسے ٹھکانے لگانے کے لیے ایک زہر آلودہ پیراہن دیا۔ جس کے پہنتے ہی زہر کا اثر اس کے جسم میں سرایت کر گیا اور اسی زہر کے نتیجہ میں اس کی موت واقع ہوئی اور انقرہ میں دفن ہوا۔

﴿۴۵۶﴾ ترک دنیا

أَلاَ حُرٌّ يَدَعُ هٰذِهِ اللُّمَاظَةَ لِأَهْلِهَا؟ اِنَّهُ لَيْسَ لِأَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ اِلَّا الْجَنَّةَ، فَلاَ تَبِيْعُوْهَا اِلَّا بِهَا.

کیا کوئی جوانمرد ہے جو اس چبائے ہوئے لقمہ دنیا کو اس کے اہل کے لیے چھوڑ دے تمہارے نفسوں کی قیمت صرف جنت ہے۔ لہذا جنت کے علاوہ اور کسی قیمت پر انہیں نہ بیچو.

﴿۴۵۷﴾ دو طلب گار

مَنْهُوْمَانِ لاَ يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ وَطَالِبُ دُنْيَا.

دو ایسے خواہشمند ہیں جو سیر نہیں ہوتے طالب علم اور طلبگار دنیا۔

﴿۴۵۸﴾ ایمان کی علامت

اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكَذِبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ، وَاَلَّا يَكُوْنَ فِي حَدِيْثِكَ فَضْلٌ عَنْ عَمَلِكَ وَاَنْ تَتَّقِيَ اللّٰهَ فِي حَدِيْثِ غَيْرِكَ.

ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لیے سچائی باعث نقصان ہو اسے جھوٹ پر ترجیح دو خواہ وہ تمہارے فائدہ کا باعث ہو رہا ہو، اور تمہاری باتیں، تمہارے عمل سے زیادہ

نہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔

﴿۴۵۹﴾ تقدیر و تدبیر

يَغْلِبُ الْمِقْدَارُ عَلَى التَّقْدِيرِ. حَتّٰى تَكُونَ الْآفَةُ فِي التَّدْبِيرِ.

تقدیر ٹھہرائے ہوئے اندازے پر غالب آ جاتی ہے، یہاں تک کہ چارہ سازی ہی تباہی و آفت بن جاتی ہے۔

﴿۴۶۰﴾ بلند ہمتی

اَلْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ تَوْأَمَانِ يُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ.

بردباری اور صبر دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور یہ دونوں بلند ہمتی کا نتیجہ ہیں۔

﴿۴۶۱﴾ غیبت

الْغِيْبَةُ جُهْدُ الْعَاجِزِ. کمزور کا یہی زور چلتا ہے کہ وہ پیٹھ پیچھے برائی کرے۔

﴿۴۶۲﴾

رَبَّ مَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ.

بہت سے لوگ اس وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

﴿۴۶۳﴾ دنیا

الدُّنْيَا خُلِقَتْ لِغَيْرِهَا، وَلَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا.

دنیا ایک دوسری منزل کے لیے پیدا کی گئی ہے نہ اپنے بقا و دوام کے لیے۔

﴿۴۶۴﴾ بنی امیہ

اِنَّ لِبَنِی اُمَیَّةَ مِرْوَداً یَجْرُونَ فِیْهِ، وَلَوْ قَدِ اخْتَلَفُوا فِیْمَا بَیْنَهُمْ ثُمَّ کَادَتْهُمُ الضِّبَاعُ لِغَلَبَتْهُمْ.

بنی امیہ کے لیے ایک مرود (مہلت کا میدان ہے) جس میں وہ دوڑ لگا رہے ہیں جب ان میں باہمی اختلاف رونما ہوتو پھر بجو بھی ان پر حملہ کریں تو ان پر غالب آ جائیں گے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ مرودار واد مفعل کے وزن پر ہے اور اس کے معنی مہلت و فرصت دینے کے ہیں اور یہ بہت فصیح اور عجیب و غریب کلام ہے گویا آپ علیہ السلام نے ان کے زمانہ مہلت کو ایک میدان سے تشبیہہ دی ہے جس میں انتہا کی حد تک پہنچنے کے لیے دوڑے جائیں گے تو ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

یہ پیشن گوئی بنی امیہ کی سلطنت کے زوال کے متعلق ہے جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ اس سلطنت کی بنیاد معاویہ ابن ابی سفیان نے رکھی اور نوے برس گیارہ مہینے اور تیرہ دن کے بعد 132 ہجری میں مروان الحمار پر ختم ہوگئی بنی امیہ کا دور ظلم و ستم اور قہر و استبداد کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر تھا۔ اس عہد کے مطلق العنان حکمرانوں نے ایسے ایسے مظالم کئے کہ جن سے اسلام کا دامن داغدار، تاریخ کے اوراق سیاہ اور روح انسانیت مجروح نظر آتی ہے۔ انہوں نے اپنے شخصی اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے ہر تباہی و بربادی کو جائز قرار دے لیا تھا مکہ پر فوجوں کی یلغار خانہ کعبہ پر آگ برسائی، مدینہ کو اپنی بیہمانہ خواہشوں کا مرکز بنایا اور مسلمانوں کے قتل عام سے خون کی ندیاں بہا دیں۔ آخر ان سفاکیوں اور خونریزیوں کے نتیجہ میں ہر طرف بغاوتیں اور سازشیں اٹھ کھڑی ہوئیں اور ان کے اندرونی خلفشار اور باہمی رزم آرائی نے ان کی بربادی کا راستہ ہموار کر دیا۔ اگرچہ سیاسی اضطراب ان میں سے پہلے ہی سے شروع ہو چکا تھا مگر ولید ابن یزید کے

دور میں کھلم کھلا نزاع کا دروازہ کھل گیا اور ادھر چپکے چپکے بنی عباس نے بھی پر پرزے نکالنا شروع کئے اور مروان الحمار کے دور میں خلافت الہیہ کے نام سے ایک تحریک شروع کر دی اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے انہیں ابو مسلم خراسانی ایسا امیر سپاہ مل گیا جو سیاسی حالات و واقعات کا جائزہ لینے کے علاوہ فنون حرب میں بھی پوری مہارت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے خراسان کو مرکز قرار دے کر امویوں کے خلاف ایک جال بچھا دیا اور عباسیوں کو برسر اقتدار لانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ شخص ابتدا میں گمنام اور غیر معروف تھا. چنانچہ اسی گمنامی و پستی کی بنا پر حضرت نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو بجو سے تعبیر کیا ہے کہ جو ادنی لوگوں کے لیے بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔

﴿۴۶۵﴾ انصار

فِی مدح الانصار: هُمْ وَاللّٰهِ رَبَّوُا الْاِسْلَامَ كَمَا يُرَبَّى الْفِلْوُ مَعَ غَنَائِهِمْ، بِاَيْدِيْهِمُ السِّبَاطِ وَاَلْسِنَتِهِمُ السِّلَاطِ.

انصار کی مدح و توصیف میں فرمایا خدا کی قسم انہوں نے اپنی خوش حالی سے اسلام کی اس طرح تربیت کی، جس طرح یکسالہ بچھڑے کو پالا پوسا جاتا ہے۔ اپنے کریم ہاتھوں اور زبانوں کے ساتھ۔

﴿۴۶۶﴾ ایک استعارہ

اَلْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ

آنکھ عقب کے لیے تسمہ ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام عجیب و غریب استعارات میں سے ہے گویا آپ نے عقب کو ظرف سے اور آنکھ کو تسمہ سے تشبیہ دی ہے اور تسمہ کھول دیا جائے تو برتن میں جو کچھ ہوتا ہے۔

رک نہیں سکتا مشہور واضح ہے کہ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مگر کچھ لوگوں نے اسے امیر المومنین علیہ السلام سے بھی روایت کیا ہے چنانچہ مبرد نے اس کا اپنی کتاب المقتضب باب اللفظ بالحروف میں ذکر کیا ہے اور ہم نے اپنی کتاب مجازات الآثار النبویہ میں اس استعارہ کے متعلق بحث کی ہے

﴿۴۶۷﴾ ایک والی

فی کلام له: وَوَلِيَهُمْ وَالٍ فَاَقَامَ وَاسْتَقَامَ، حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهٖ.

ایک کلام کے ضمن آپ نے فرمایا: لوگوں کے امور کا ایک حاکم وفرماں روا ذمہ دار ہوا جو سیدھے پر چلا اور دوسروں کو اس راہ پر لگایا۔ یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا.

﴿۴۶۸﴾ خرید وفروخت

يَاْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ، يَعَضُّ الْمُوسِرُ فِيْهِ عَلٰى مَافِي يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: (وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ) تَنْهَدُ فِيْهِ الْأَشْرَارُ، وَتُسْتَذَلُّ الْاَخْيَارُ، وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّونَ، وَقَدْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّيْنَ.

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا دور آئے گا، جس میں مالدار اپنے مال میں بخل کرے گا حالانکہ اسے یہ حکم نہیں۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ آپس میں حسن سلوک کو فراموش نہ کرو اس زمانہ میں شریر لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور نیکوکار ذلیل خوار سمجھے جائیں گے اور مجبور اور بے بس لوگوں سے خرید وفروخت کی جائے گی. حالانکہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے مجبور ومضطر لوگوں سے اونے پونے خریدنے کو منع کیا ہے۔

مجبور و مضطر لوگوں سے معاملہ عموماً اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی احتیاج و ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان سے سستے داموں چیزیں خرید لی جاتی ہیں، اور مہنگے داموں ان کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہیں۔ اس پریشان حالی میں ان کی مجبوری و بے بسی سے فائدہ اٹھانے کی کوئی مذہب اجازت نہیں دیتا اور نہ آئین اخلاق میں اس کی کوئی گنجائش ہے کہ دوسرے کی اضطراری کیفیت سے نفع اندوزی کی راہیں نکالی جائیں۔

﴿۴۶۹﴾ دشمن و دوست

يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلاَنِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ، وَبَاهِتٌ مُفْتَرٍ.

میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاکت میں مبتلا ہوں گے۔ ایک محبت میں حد سے بڑھ جانے والا اور دوسرا جھوٹ و افترا باندھنے والا۔

سید رضی کہتے ہیں کہ حضرت کا یہ قول اس ارشاد کے مانند ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوئے ایک محبت میں غلو کرنے والا، اور دوسرا دشمنی و عناد رکھنے والا۔

﴿۴۷۰﴾ توحید و عدل

وسئل عن التوحيد والعدل، فقالؑ: التَّوحِيْدُ اَلاَّ تَتَوَهَّمَهُ، وَالْعَدْلُ اَلاَّ تَتَّهِمَهُ.

حضرت سے توحید و عدل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

توحید یہ ہے کہ اسے اپنے وہم و تصور کا پابند نہ بنا اور یہ عدل ہے کہ اس پر الزامات نہ لگا.

عقیدہ توحید اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس میں تنزیہ کی آمیزش نہ ہو۔ یعنی اسے جسم و صورت اور مکان و زمان کے حدود سے بالاتر سمجھتے ہوئے اپنے اوہام و ظنون کا پابند نہ بنایا جائے کیونکہ جسے اوہام و ظنون کا پابند بنایا جائے گا، وہ خدا نہیں ہوگا بلکہ ذہن انسانی کی پیداوار ہوگا اور ذہنی قوتیں دیکھی بھالی ہوئی چیزوں ہی میں محدود رہتی ہیں۔ لہذا انسان جتنا گڑھی ہوئی

تمثیلوں اور قوت واہمہ کی خیال آرائیوں سے اسے سمجھنے کی کوشش کرے گا، اتنا ہی حقیقت سے دور ہوتا جائے گا۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے،

جب بھی تم اسے اپنے تصور و وہم کا پابند بنا گے وہ خدا نہیں رہے گا بلکہ تمہاری طرح کی مخلوق اور تمہاری ہی طرف پلٹنے والی کوئی چیز ہوگی اور عدل یہ ہے کہ ظلم و قبح کی جتنی صورتیں ہوسکتی ہیں ان کی ذات باری سے نفی کی جائے اور اسے ان چیزوں سے متہم نہ کیا جائے کہ جو بری اور بے فائدہ ہیں اور جنہیں عقل اس کے لیے کسی طرح تجویز نہیں کرسکتی۔ چنانچہ قدرت کا ارشاد ہے۔

تمہارے پروردگار کی بات سچائی اور عدل کے ساتھ پوری ہوئی۔ کوئی چیز اس کی باتوں میں تبدیلی پیدا نہیں کرسکتی۔

﴿۴۷۱﴾ کلام اور خاموشی

لاَ خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَا اَنَّهُ لاَ خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ.

حکمت کی بات سے خاموشی اختیار کرنا کوئی خوبی نہیں جس طرح جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

﴿۴۷۲﴾ طلب باراں

فی دعاء استسقی به: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ذُلُلَ السَّحَابِ دُوْنَ صِعَابِهَا.

طلب باراں کی ایک دعا میں فرمایا: بارِالٰہا ! ہمیں فرمانبردار ابروں سے سیراب کر، نہ ان ابروں سے جو سرکش اور منہ زور ہوں

سید رضی کہتے ہیں کہ یہ کلام عجیب وغریب فصاحت پر مشتمل ہے۔ اس طرح کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کڑک، چمک، ہوا اور بجلی والے بادلوں کو ان اونٹوں سے تشبیہ دی ہے کہ جو اپنی منہ زوری سے زمین پر پیر مار کر پالان پھینک دیتے ہوں اور اپنے سواروں کو گرا دیتے ہوں۔ اور ان

خوفناک چیزوں سے خالی ابر کو ان اونٹنیوں سے تشبیہ دی ہے جو دوہنے میں مطیع ہوں اور سواری کرنے میں سوار کی مرضی کے مطابق چلیں۔

﴿۴۷۳﴾ ترک خضاب

وقیل لهٗ: لو غیرت شیبک یا امیر المومنین، فقالؑ :اَلْخِضَابُ زِیْنَةٌ، وَنَحْنُ قَوْمٌ فِی مُصِیْبَةٍ.

حضرت سے کہا گیا کہ اگر آپ سفید بالوں کو خضاب سے بدل دیتے تو بہتر ہوتا۔اس پر حضرت نے فرمایا کہ خضاب زینت ہے اور ہم لوگ سوگوار ہیں۔

سید رضی کہتے ہیں کہ حضرت نے اس سے وفاتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لی ہے۔

﴿۴۷۴﴾ عفت

مَا الْمُجَاهِدُ الشَّهِیْدُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بِأَعْظَمَ اَجْرًا مِمَّنْ قَدَرَ فَعَفَّ : لَكَادَ الْعَفِیْفُ اَنْ یَكُونَ مَلَكًا مِنَ الْمَلائِكَةِ.

وہ مجاہد جو خدا کی راہ میں شہید ہو، اس شخص سے زیادہ اجر کا مستحق نہیں ہے جو قدرت و اختیار رکھتے ہوئے پاک دامن رہے۔کیا بعید ہے کہ پاکدامن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جائے۔

﴿۴۷۵﴾ قناعت

اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لاَ یَنْفَدُ

قناعت ایسا سرمایہ ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔

﴿۴۷۶﴾ زیاد ابن ابیہ

لزیاد بن ابیه وقد استخلفه لعبد الله بن العباس علی فارس واعمالها، فی کلام طویل کان بینهما، نهاه فی عن تقدم الخراج: اَسْتَعْمِلِ الْعَدْلَ، وَاحْذَرِ الْعَسْفَ وَالْحَیْفَ، فَاِنَّ الْعَسْفَ یَعُودُ بِالْجَلاَءِ، وَالْحَیْفَ یَدْعُو اِلَیٰ السَّیْفِ.

جب زیاد ابن ابیہ کو عبداللہ ابن عباس کی قائم مقامی میں فارس اور اس کے ملحقہ علاقوں پر عامل مقرر کیا تو ایک باہمی گفتگو کے دوران میں کہ جس میں اسے پیشگی مالگزاری کے وصول کرنے سے روکنا چاہا یہ کہا: عدل کی روش پر چلو۔ بے راہ روی اور ظلم سے کنارہ کشی کرو کیونکہ بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں گھر بار چھوڑنا پڑے گا اور ظلم انہیں تلوار اٹھانے کی دعوت دے گا۔

﴿۴۷۷﴾ سہل انگاری

اَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَخَفَّ بِهِ صَاحِبُهُ.

سب سے بھاری گناہ وہ ہے جسے مرتکب ہونے والا سبک سمجھے

﴿۴۷۸﴾ تعلیم و تعلم

مَا أَخَذَاللّٰهُ عَلَیٰ اَهْلِ الْجَهْلِ اَنْ یَتَعَلَّمُوا حَتّیٰ اَخَذَ عَلَیٰ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ یُعَلِّمُوا.

اللہ نے جاہلوں سے اس وقت تک سیکھنے کا عہد نہیں لیا جب تک جاننے والوں سے یہ عہد نہیں لیا کہ وہ سکھانے میں دریغ نہ کریں۔

﴿۴۷۹﴾ تکلف

شَرُّ الْاِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهُ.

بدترین بھائی وہ ہے جس کے لیے زحمت اٹھانا پڑے۔

سید رضی کہتے ہیں کہ یہ اس لیے کہ مقدور سے زیادہ تکلیف، رنج و مشقت کا سبب ہوتی ہے اور جس بھائی کے لیے تکلف کیا جائے، اس سے لازمی طور پر زحمت پہنچے گی لہذا وہ برا بھائی ہوا۔

﴿۴۸۰﴾ مفارقت

اِذَا احْتَشَمَ الْمُؤْمِنُ اَخَاهُ فَقَدْ فَارَقَهُ.

جب کوئی مومن اپنے کسی بھائی کا احتشام کرے تو یہ اس سے جدائی کا سبب ہوگا۔

سید رضی کہتے ہیں کہ حشم واحشام کے معنی ہیں غضبناک کرنا، اور ایک معنی ہیں شرمندہ کرنا۔ اور احتشام کے معنی ہیں "اس سے غصہ یا خجالت کا طالب ہونا اور ایسا کرنے سے جدائی کا امکان غالب ہوتا ہے۔

ہماری مطبوعات

(1) معارف نہج البلاغہ (مجموعۂ مقالات)

(2) تعلیمات نہج البلاغہ (مجموعۂ مقالات)

(3) تعلیمات علوی (مجموعۂ مقالات)

(4) دروازہ علی پر دستک

(5) خواتین کا قرآنی کردار

(6) شان مصطفیٰ بزبان مرتضیٰ

(7) حکمت علوی

(8) the heavenlypath

(9) Salaat (انگلش میں نماز کے متعلق کتاب)
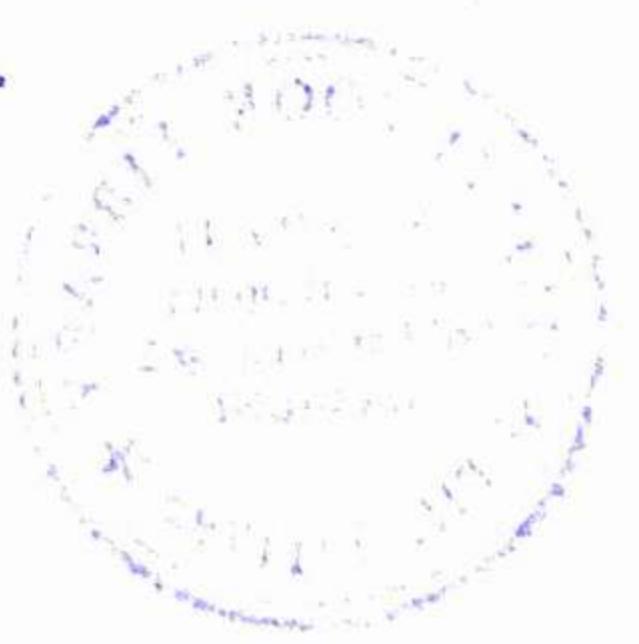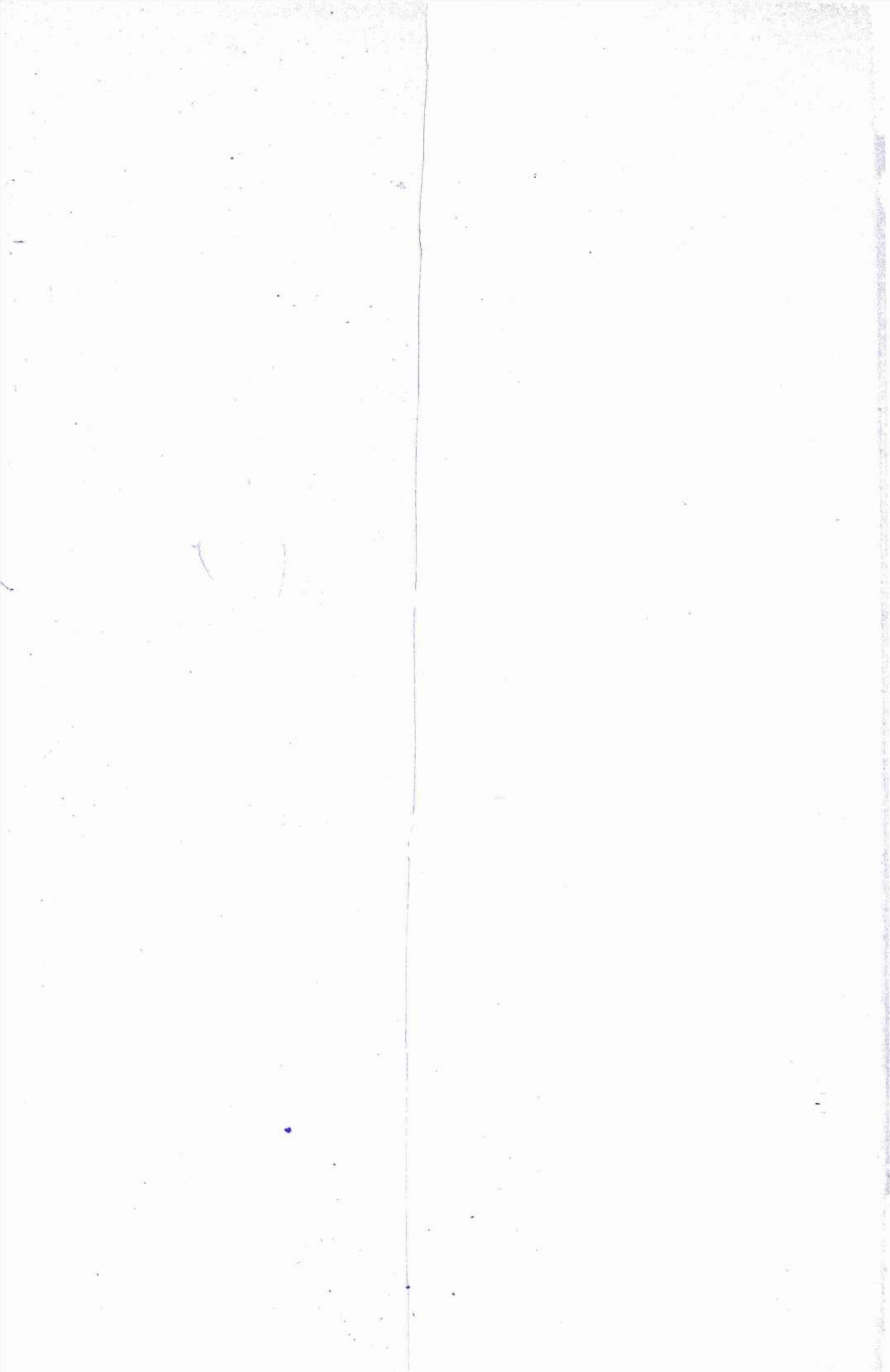
HIKMAT-E-ALAVI

ISBN-978-600-5646-11-5

Islamic Thought

www.islamicthought.co.uk

maulana@islamicthought.co.uk

www.babolilm.com

info@babolilm.com

PO. Box. 533, Peterborough PE1 5FW. England